





*Don't look for  
100 yrs old*



عنوان

الحا

نشی

م ۶۸



عومضاع مکین و مکافضل خلایزور ما  
بین نین و بین نین و بین نین

مثنوی شور و صبا

مُسَوِّیة

سوانح عمری

در طبع و تالیف و تصنیف و تالیف و تالیف



## بسم اللہ الرحمن الرحیم

<p>یہ پیدا کئے جس نے کون مکان چمکے جسکے سجدہ میں جن و بشر کہ ذات او سکی ہر ترکسہ پاک کنارے نہیں جنکے آتے نظر سر خاک پر تاج دولت و ہرے بنائے اوسے مے مکانِ مکیں کیا ہفت کشور میں باغ و جاہ</p>	<p>کروں پہلے حمد خدائے جہان بنائے ہیں جس نے چشمِ قمر وہ ہی موجد عرش و افلاک ہے بنائے اوسے نے یہ سب بحر و بر وہ چاہے تو رانی سے پرست کرے وہ مے باقی خاص دنیا و دین سکندر سا پیدا کیا یا دشاہ</p>
---	---



وہ دارا کہ جس لئے ہلا دی زمین  
اوسہی کے کرم سے ہوا بادشاہ

خدا یا ہو ہی سب کو اک دن فتا

غرض کیونکہ ہو محمد تیری قسم

تمنا ہے یہ اب گنہ سے بچا

نہ خستہ میں عصیان کا ہو میر نام

کئے ملک لاکھوں یزیر نگین  
رہا اس جہان میں بہ اعزاز و جاہ

رہیگا تو ہی بھیاں ہے تج کو بقا

کہ ہے سرنگوں اور نادم قلم

خدا ہی کے صدقہ میں تج کو خدا

طفیل میجا علیہ السلام

### غزل مولف

شناخوان دل سے ہوں خالق کی مین مضمون وحدت کا

دو عالم ایک مطلع او سکے ہے دیوان قدرت کا

کیا سر سبز چھ دن میں بھار باغ دنیا کو

اوسے آسان ہے جو کام ہے مشکل کا محنت کا

رحیم و راحم و رحمان غفور و خالق و فسادار

کچھ سبب اس مہم مبارک ہیں وہی موجب ہے رحمت کا

کھلے گرویدہ عرفان نظر آئیں تے جلوئے



تماشہ دیکھے پھر انسان ہر اک جا اوسکی صنعت کا

خدا کی یاد میں ای شور ہو جاؤ فقیر اب تم

دو عالم میں تمہیں رتبہ ملیگا پادشاہت کا

درت عیسیٰ مسیح روح اللہ علیہ السلام

عطا اساقیا کر می جام ذات

مجھے دے صراحی کی ٹھنڈی شراب

وہ مقبول اپنے خدا کا ہوا

یہودی کے فرقہ نے ایذا جو دی

صبوری ضروری سے اوسکی خدا

بیٹھایا اوسے اپنی ہی دست راست

محافظ کیا عرش و افلاک کا

وہ زندہ ہے اب تک یہ چرخ برین

کہ واصل خدا سے ہے وہ پاک ذات

وہ ہی حامی دین و دنیا ہے اب

کہ پیکر مسیحا کی لکھون صفات

کہ آنے لگے دین بوئی کیا ب

وہ مختار ارض و سما کا ہوا

تو وہ صبر سے جان پراوسنے لی

ہوا خوش لیا پاس اپنے بڑا

کہ پیارا تھا وہ اوسکا بی کم و کاست

کہ نور او سمین تھا جلوہ پاک کا

مکان ہے وہ ہی اوسکا وہ ہی مکین

شفاعت سے اوسکی ملیگی نجات

کہ روح خدا جسکو کہتے ہیں سب



لکھون آب زر سے گراوسکی ثنا	توشمہ بھی اوسکا نہوے ادا
بھرا آخر کو یہ کہہ کے ہون لاجو	کہ فرہ کہان اور کہان آفتاب

### غزل مولف

ٹپکے ہے جان وہی وہی رتبہ کلام	مداح ہون مسیح علیہ السلام کا
پیک خیال ہی نہیں ہوتا وہاں سا	کیا مرتبہ بلند ہے اونکے مقام کا
وہ رتبہ ہے کہ چرخ و ملائک ہیں زیر	چومون قدم الہی میں اوسو شخرام کا
اؤکا ہی مج کو نشہ الفت ہے رات دن	امیدوار اوسھی ہون بخشش کے جام کا

اے شور چشم ترکو بنا چشمہ حیات  
کہ در دجان و دل سے میجا کی نام کا

### سبب تالیف مثنوی ہذا

پلا سا قیا مجہ کو جام سرور	سبب مثنوی کا ہے لکھنا ضرور
کہاد وستون نے کہ اے شوریار	پین مشہور دیوان تیری تین چار
تخلص ہے شورادر ہے شیرین کلام	ہے شیرین کلامی ہی مشہور عام
فرنگی تجھے کہتا ہے اک جہان	پراس قوم کی بہ زبان ہی کہان



اور اوس پر رکھا شور بھرا بنا نام  
 کہ تحریف کرتا ہے سارا جہان  
 کہ ہو جس سے وہ چند چہرہ تیرا  
 رقم کر کہ ہو جس سے سبکو سرور  
 عیان جس سے ہوں تیرا خیال  
 زمانہ کے سب ہوں چنین اور چنان  
 قلم پھر نگارش پہ مایل ہو گا  
 نکال کو یہی طعنے دینے لگا

کھان سے تولا یا بچھیریں کلام  
 نہیں میر و سودا سے کچھ کم زبان  
 پر اک بات کی اب کی ہے ذرا  
 وہ یہ ہے کہ اک شنوی ہی ضرور  
 کہ ہو عمر بھر کا تیرے اوس میں جال  
 جو گدرا ہو تجھ پر کرا و سمیں بیان  
 بڑا شوق بے چین پھر دل ہوا  
 مزا چٹکیان دل میں لینے لگا

### ذکر مقام پیدائش و ایام طفلی

کہ یاد اے جس سے لڑکپن کا حال  
 وہ مستانہ ٹہنڈی چلی ہی ہوا  
 علیگڑہ ہی کہتے ہیں جسکو عوام  
 اٹھارہ سو تیس تھی اوس گھڑی  
 علیگڑہ میں تھا جشن اس عید کا

پلا سا قیا وہ مے پڑ تگا ل  
 وہ گھر ہی سے اوٹھتی چلی ہی گھٹا  
 ولادت کا ہے کول اپنے مقام  
 دسمبر کے پھلی ستہ عیسوی  
 وہ ہی روز ہے اپنی تولید کا



مست بین تھے و ہانکی سب خاص علم  
 برس اٹھ کا جب ہوا سن سال  
 نہ تھے مدرسے یکھ اوس آیام میں  
 معلم تھے گھر گھر ملازم تمام  
 غرض ہم سپرد معلم ہوئے  
 پڑھے چار شخصوں سے تہ فارسی  
 جو قسمت میں تھا وہ ہوا پھر حصول  
 پڑھا علم حاصل لیاقت ہوئی  
 گیا جب اٹھارہ پہ پچھ اپنا سن  
 تھے والد جو اپنے کثیر العیال  
 بسی دل میں پھر اپنے فکر معاش  
 کہ شوہر ہے یکھ مرد کار و زگار  
 مگر ہے وسیلہ ہی لازم ضرور

مبارک سلامت کی تہی ہو دم نام  
 تو علم و ہنر کا پھر آیا خیا ل  
 جو رائج ہوئے فی زمان عام میں  
 زمانہ میں مشہور تھا اونکا نام  
 میا بجی ہی خوب اپنے ہمد ہوئے  
 کہ تاسشت سال اسمین کوشش رہی  
 گئے اور سب کھیل ہم دل سے بھول  
 کہ دولت اوسکی بدولت ہوئی  
 تو اُسے مرادون کے رات اور دن  
 ٹکرتے کچھ اون سے تہی ہم ہی سوال  
 کہ گھر سے نکل کیجئے کچھ تلاش  
 میسر نہ ہوئے تو ہی دل فگار  
 و گرنہ ہے تقدیر کا پھر قصور

بیان حصول روزگار فی فضل پروردگار



جہکا دے تو ساقی مے خوشگوار  
 چہرا غون سے ڈھونڈا کی صبح شام  
 پہر آخر خدا سے ہوئی التجا  
 تو ہے درد کا مرے در مان ہوا  
 دلا دے مجھے تو کوئی روزگار  
 نہ انتخاب میں آئی ہتھیار ہو  
 ملا حکم سے اوسکے پہر روزگار  
 ہوئی ضلع میرٹھ میں اک نوکری  
 گزارے اسبطح جب چند سال  
 بدین وجہ استعفا دینا پڑا  
 گئے پہر وطن پاس حکام کے  
 سنا جب اونہونے میں بحال زار  
 ترقی کا پہر حکم جاری کیا  
 غرض خوب گذری وہاں چند سال

کہ پیکر اوتارون الم کا خسار  
 نپایا کسی جا وسیلہ کا نام  
 کہ بے حکم تیرے نہ پتہ ہلا  
 تو مشکل میری بھیجی ہی آسان ہو  
 نہ محتاج کر مجھ کو پروردگار  
 مراد اپنی پائے گا بیدار ہو  
 خزان تو گئی اور آئی بہار  
 پولیس میں جو ہرتی تھی سننے بہری  
 دگرگون ہوا ضلع میرٹھ کا حال  
 صفائی کا بھی حکم لینا پڑا  
 جو تھے قدروان خاص اور عام کے  
 تو فرمایا ٹھہرو نہ ہو بے قرار  
 عطا عہدہ تہا نہ داری کیا  
 رہا کچھ نہ پہر دل میں رنج و ملال



زمانہ موافق رہا اپنے ساتھ	جو قسمت میں تھا خوب آیا وہ ہاتھ
مگر رنگ بدلے ہے ہر دم فلک	سحر کچھ ہے اور کچھ ہی پھر شام تک

## غزل ابو ظفر

نہ ہنسو دیکھ کے تدبیر کو پلٹے کھاتے	دیر لگتی نہیں تقدیر کو پلٹے کھاتے
یوں نظر یار کی پلٹے کہ نہ دیکھا سنے	اس طرح برق کی شمشیر کہ پلٹے کھاتے
دل کو دیکھو میرے بیتاب دیکھا ہو اگر	تہ خنجر کسی خنجر کو پلٹے کھاتے
بخت برگشتہ عاشق نے نہ کہا یا پٹیا	غمر گزری فلک پیر کو پلٹے کھاتے

اسے ظفر اوس سے نکریات کہ دیکھا سولہ  
ہم نے اوس یار کی تقدیر کو پلٹے کھاتے

مکان تھا علی گڑھ کے اک آس پاس	کہ نام اوس کا گلاس جائے ہر اس
وہاں اک مسلمان تھے تحصیلدار	تھے ہم پہلے سی و مان بنے تہا نہ دار
کشش ہو گئی اولتے اک بات میں	لگے کھینچنے ہم سے وہ دنرات میں
پڑائے بہت تھے جو وہ اہل کار	تو حرائث کہتے تھے سب یار غار



سب افسر ہی کچھ مانتے تھے اونہیں  
 اونہوں نے کئی جیب حکایت میری  
 مرلی جو اپنے تھے ہر طرح سے  
 تنہا اونکی جگہ ایک کرم پانگاہ  
 وہ خواہاں میری نوکری کا ہوا  
 اگر یہ میں اس وقت تنہا بی خطا  
 غرض بھیجا استغفا اسکی حضور  
 لبا و ہاں سے پروانہ گھر آگے  
 عدو ہم سے رکھتے ہیں دایم خلاف  
 یہ کہتے ہیں تا چیز کو مدام  
 خدا ہند و لندن میں موجود ہے

بڑا بوڈا مالک جانتے تھے اونہیں  
 تو حاکم تے سن لی شکایت میری  
 وہ رخصت پہ تھے خوبی بخت سی  
 پہری رہتی تھی سب سی اسکی نگاہ  
 گلہ شور کاشن کے کھٹا ہوا  
 مگر وہاں پر ہٹا میں سمجھا میرا  
 اس سے تنہا ہے منظور کرنا ضرور  
 یہ قسمت کے دار ولی ہم پانگے  
 نہیں انکا سینہ ہی کچھ ہے صاف  
 تو نخوت کا کلمہ اسیکا ہے تام  
 وہ دو لو کالیں ایک معبود ہے

حاصل ہونا پھر ہم دل شکستہ کا اور پانا آب حیات کا

کہ حاصل ہو پھر جس سے مقصد شہ

نے سر سے پینا پھر وہ شراب



رہے گھر پہ کچھ روز خانہ نشین  
 گئے اگرے کر کے پہر عزم جزم  
 ہوا قصد واپس کہ بھوپال چل  
 کہ جس سے نکل آئے شکل محاش  
 لنگراک برادر نے رو کا ہمین  
 کھا اگر وہین لگائیں گے ڈول  
 کلکڑ سے وہانکے کیا یہ سوال  
 براہ خدا اونکو کچھ دیجے کام  
 وہ حاکم جوتہا اوشے راضی بدل  
 یسٹس اگرہ کے پین کرتے پین چین  
 ملا اونکی کو شش سے وہان کا کام  
 ملا کھیڑ گڈہ کا جوتہا نہ ہمین  
 رہے دو برس وہان بصدق و صفا  
 وہ حاکم رضا مند ہے ہوا

عطا پر خدا نے کی نان جوین  
 کہ حاصل ہو عشرت کا تا کیف بزم  
 کہیں وہان کی سیکم سے کچھ محل  
 مقدم ہے انسان کو اوسکی تلاش  
 بڑی اس مسافت سے ٹوکا ہمین  
 یقین جانتا تم ہمارا یہ قول  
 کہ اک بہائی ہے میرا شکستہ حال  
 ہے ناکام ہو کر کیا یہاں مقام  
 ہوا فکر اسکار سے منفعل  
 کہ ہے نام اونکا کانسنٹینٹ  
 پولیس افسرین ہوا درج نام  
 تو نزدیک تھا وہاں سے جانا ہمین  
 رہا لینے دینے سے خوب اتقا  
 دیانت سے خورسند ہے ہوا



ترقی کا اوسکو ہوا پیر خیال  
 ہوا پیر زمانہ کا وہاں انقلاب  
 فراسو کوین اپنے مانا جو تھے  
 خیال آیا اونکو بہت دن کے بعد  
 سب اسکا یہ تھا کہ تھے مبتلا  
 وہ حاوی تھی ایسی کہ تو باہی  
 برس ساٹھ سے اونکی گھیرن وہ تھی  
 ہماری طرف سے پہرا کرتی کان  
 غرض یاد مورث نے ہمکو کیا  
 کئی بھیجے خط اور کئی نامہ پر  
 ہمارا جو پہونچا ہے وقت تمام  
 حیدار ہنے سے کچھ بجز غم نہیں  
 چلے او تم نوکری چھوڑ کر  
 یقین ہے ہمارا بہر و سہ نہیں

تو فرمایا دین گے تمہیں کار مال  
 فلک نے دکھایا کچھ اپنا حساب  
 وہ ٹولیشون سے اپنی بگاہ جوتے  
 کیا یاد ہمکو پڑے سن کے بعد  
 زن تاک پر دل تھا آیا ہوا  
 وہ مالک سی تھی کہ بس واہی  
 وہ مالک تھی سب اونکے املاک کی  
 وہ خالی نہ رہتے تھی ہر دم ہر آن  
 اوسی پر تو خاموش رہنا پڑا  
 لکھا تھا یہ او نہیں کہ او ادھر  
 پاپل سب اپنے اب خاص و عام  
 یہاں مال و حشمت ہی کچھ کم نہیں  
 خبر گھر کی لو واپسے مونہ موڑ کر  
 تمہارا یہ گھر ہے کیسا نہیں



یہ سب حال جا کم سے جب کہ دیا  
 نہ بھر پر مورت کا کیا اعتبار  
 تمہارا جو حق تھا وہ سب لے چکے  
 وہاں جا کے تم کیا کرو گے پہلا  
 بھرتی تمہاری ہی کر دینگے ہم  
 لکھا میں نے یہ سچ ہے قول حضور  
 مجھے اک مہینے کی رخصت ملی  
 غرض لیکے رخصت روانہ ہوا  
 لکھا مجھے اب تم کرو یہاں مقام  
 ہماری تو اب زندگانی ہے کم  
 مگر پہلے شادی ہی کر لو ضرور  
 تمہاری ہی اولاد ہم دیکھ لیں  
 کرو خانہ ویران کو آباد تم  
 تمہیں نوکری کی ضرورت نہیں

تو اس نے جواب اسکا ہے کھا  
 او نہیں اپنے گھر کا نہیں اختیار  
 اسے غیر والک کو وہ دی چکے  
 ہے اب چھوڑنا نوکری کا برا  
 یہی اگر وہین ہے اپنا قدم  
 ہے تعمیل مورت ہی کرنی ضرور  
 وہاں جانیکی اب اجازت ملی  
 ملا جب تو خوش مجھے نانا ہوا  
 ریاست کا اپنے کرو انتظام  
 نہ تنہا ہمیں چھوڑو تم ایک دم  
 کہ اسمیں ہمیں ہو گا انزلیں سرور  
 یقین ہے کہ پہر یہاں سی ہم حل بسین  
 کہ نام و نشان جس سے ہوئی نہ کم  
 مکان ہے تمہارا بنو تم مکین



یہاں سے ہی حاکم کو بھیج دیا  
اور اب کول میں جا کے شادی کرو  
اگر اس کام کو وہاں سے جلد آئیے  
کیا عزم پر کول کا ہم نے بھی

کہ منظور استحقاق ہوا کلام  
ہمیں خوش کرو آپ بھی خوش رہو  
یہاں آ کے جلسہ کی ٹھہرائیے  
وہاں جا کے شادی کی پریشان لی

پہونچنا بمقام کول والدین کے پاس چرخ کچر قناری کیا ہر دل و دہن

پیون سا قیا کیا مئے سُرخ رنگ  
وہاں جا کے صحت کے لئے پڑے  
حرارت ہوئی اور چڑھا وہاں بخار  
رہا ہوش باقی نہ اوسان تھے  
حکیموں نے آکر حویدیکھا ہمیں  
تجاری کا آنہ کو وہ زور تھا  
بدلنے تھے ننھے وہ ہر صبح و شام  
طبیعت آتش ہو کے دق چل دئے  
رہا چم مہینے یہی حال زار

دکھاتا ہے چرخ اپنا کچھ اور ڈھنگ  
پریشانوں کے دن آئے بُرے  
نہیں اوترا وہ تین دن نابکار  
عجب طرح سے ہم پریشان تھے  
نظر آیا کچھ اور لیکھا ہمیں  
طبیون میں اسکا بھی اک شور تھا  
پر آرام میں تھا ہمارے کلام  
اور افسوس سے ہاتھ ہی مل لئے  
تجاری سے اتارنا تھا بخار



ہوئے اپنے مایوس سب اقربا  
 شفا بخش اسے اے ہماری کریم  
 اسی ضمن میں آئے اک دوستار  
 کہ نام او کا چوے تہا گہنشا ماس  
 کھا بہائی کیا حال تیرا ہوا  
 کھا میں نے سب حال ہوئی قرار  
 او ہون نے بتائی دوا پڑا تر  
 کئی گولیان پر کھلائی مجھے  
 یہ معلوم تلخی سے او سکے ہوا  
 بروز سوم اوس سے ٹوٹا بخار  
 غرض ایک ہفتہ بچہ جاری دوا  
 ہوئے چو بے صاحب کے مشکور ہم  
 دوبارہ جو پھر مر کے جینا ہوا  
 ہوا غسل صحت بہ لطف و خوشی

لگے کرتے درگاہ حق میں دعا  
 کہ شافی تو ہے اور تو ہی ہی رحیم  
 رفیق و متفیق اور پڑانے تھے یار  
 بہت دوستی کا وہ رکھتے تھے پس  
 ستم تجھ پہ کیا کیا یہ برپا ہوا  
 تپ غم سے جلتا ہوں لیل و تھا  
 کہ دست شفا او کا تھا اوج پر  
 تسلی کی باتیں سنائیں مجھے  
 کہ تھی اوسمیں کونین ہے بے مزا  
 تجارتی گئے ہو کے ناچار خوار  
 رہی روز و شب اس سی پانی شفا  
 ہمیں کیا دعا گو تھا سارا کٹم  
 قدم چو بے صاحب کا سر پر لیا  
 سبہون نے مبارک سلامت ہی



خدا کا کیا شکر پڑہ کر نماز وہ خلاق عالم وہ جانِ جہان کہاں تنگ کروں اوسکی اپ بھینٹا	کہ وہ ہے شفا بخش بندہ نواز جو وہ مہربان ہو تو کل مہربان کہ میں کیا ہوں اور کیا ہی کچھ ہو میرا
--	---

### غزل مولف

ہے ذکرِ جودیوانِ مین تیری فضلِ کرم تو بحر ہے و خارِ مین اک قطرہ تا چیر ہر لحظہ ہے انسان کو عیا تیری لازم اپنی تو شبِ روز بھی ہی تجھی دعا ہے	مطلع نہیں عنوان ہی کچھ لوحِ قلم کا پس قطرہ نا چیز سے کیا وصفِ ہیم کا ہر وقت قلم رہتا ہے پا بوسِ رقم کا تحتاج نہ کیجو تو کسی اہل کرم کا
--	---

اس ہستی موہوم پہ اسے شورِ کھوہ  
بیدار ہو غفل کہ بہر دم نہیں دم کا

جانا اگرہ کو بتقریب شادی اور اوس سے فارغ ہو کر روانہ  
ہونا معہ خور و و بزرگ پاس نانا صاحب کے مقامِ چند پورا رہے

پلا اب تو ساقی مے لالہ فام او سے پی کے دل میرا مسرور ہو	کہ شادی کی ہے اندونِ ہونام طرب اور خوشی میری ہو فور ہو
--	---



ہوا مدتوں میں کچھ ناشاد و شاد  
 کروں پھلے کچھ ذکر اس راز کا  
 میرے دوست والد کے تہی سوا دور  
 ملازم وہ تھے گوالیر میں قدیم  
 بڑے نامور تھے وہ ذی اختیار  
 تو والد نے ٹھہرائی اونسے کھبات  
 غلامی میں بیٹا میرا ہو قبول  
 اونھوں نے کیا اسکا ایجاب حب  
 ہوا اگرہ میں کچھ سب اہتمام  
 غرض اونکی پوتی سے شاد ہوئی  
 رہا جلسہ و روز با خاص و عام  
 دیا خوب سا جو کہ مقدور تھا  
 رہے اگرہ میں بہ لطف و نشاط

ملی بعد غم راحت بامسرا  
 کہ کس جا پہ ٹھہرا تھا کچھ سابقا  
 کہ تھا راجہ میں کے راج اونکا شور  
 سر صوبہ تھے اور رئیس عظیم  
 کہ تھا راج سب اون سی خوش بشار  
 کہ ہم تم رہیں مثل شیر و نبات  
 زیادہ ہے طول تمنا فضول  
 تو شیر و شکر ہو گئے سب کے سب  
 فریقین نے دیا کیا انتظام  
 خوشی اسکی طرفین نے خوب کی  
 بہ رقص و سرود و شراب و طعام  
 بڑا چھوٹا سب اونکا مشکور تھا  
 پچھا عیش کا رات دن تھا بساط

غزل حب علی سرور لکھنوی



شادی و جشن سزاوار مبارک ہوئی  
 صدوسی سال سلامت پان پان  
 یہ وہ ہی دن ہی جو سہرہ بند سہرائی  
 بعد شادی کے خدای کوئی فرزند

دولہا دلہن کا یہ دیدار مبارک ہو  
 حسن کی گرمی بازار مبارک ہو  
 سب خوشی سے کہو ہر بار مبارک ہو  
 ہم کہیں آپکے یہ دیدار مبارک ہو

خاکر کھاتے ہیں کم نجت جو دشمن ہوں سرور  
 دوستوں کو گل و گلزار مبارک ہو دے

ہوا بعد ہفتہ کے رخصت کا روز  
 یہ دستور ہے ہند کا اک عجب  
 غرض اگر وہ سے پھر آئے وطن  
 ہوئے بعد ہفتہ یہ سامان ضرور  
 وہ منزل بمنزل چلے خوش پر  
 لکھا تھا یہ نانا نے جلد اوسب  
 جو ہوئے بچے وہاں سب بوقت سعید  
 بچی شادی نے ہوئی دھوم دہا

ہوئے آبدیدہ محبت فرور  
 کہ ہنگام رخصت کی روئے ہیں  
 مبارک سلامت سے دولہا دلہن  
 کہ جانا تھا سب کو بہر چند پور  
 کہ جب تک نہ آئی تھی یہ ریل اوہر  
 کہ سامان شادی ہی تیار اب  
 تو نانا کو وہ دن ہوا روز عید  
 لگا چلنے پھر جام صبح و شام



مبارک مبارک کی آئی صدا  
 جو پوچھا کسی نے یہ کیا روزہ  
 ہوئی بزم شادی کی آراستہ  
 ہوا رقص اور روشنی جا بجا  
 تہین میرٹھ کی رقا صبح خوش وا  
 رہا جلسہ بچہ آئینہ دن صبح و شام  
 شربون کے چشمے یہ جاری رہے  
 بہت زاہد دن کا ٹوٹا وضو  
 طوائف تہی ایک کو کلا جسکا نام  
 ہوئے سب اوسے سنکے نغمہ سرا  
 فراسو کوین نکمہ دان خوب تھے  
 طوائف نے جو غزل گائیں وہ مان  
 رہا لطف جلسہ کالیل و نہار  
 ہوئی شادی ایسی کہ ہوا شادول

پڑا شور شادی کا وہاں جا بجا  
 کھا شادی شور کا شور ہے  
 اور اوہین تھا سامان دل خواستہ  
 اکھاڑہ کا اندر کے آیا مسرا  
 تو وہلے کے نقال اونسے سوا  
 کیونہ تھا اس سوا اور کام  
 کہ ہر دم نشے سب پہ طاری رہی  
 لندہا نے لگے وہ سب پر سب  
 پسند اوسکو کرتے تھے سب خاص عالم  
 سمان پھر تو گانیکا خوب ہی بندھا  
 تھے شاعر ہی شعراء زبان خوب تھے  
 تو صاحب تھے اون پر نیائیں وہاں  
 کہ ہے آج تک کیف کل یادگار  
 طرب سے ہوا خانہ آباد ول



پس جلب انعام سب کو دیا | علی قدر دے دے کے راضی کیا

### غزل حافظ شیرازی

ساقی بہ نور بادہ برافروز جام ما | مطرب گو کہ کار چہاں شد بکام ما  
 ماورِ پیالہ عکس رخ یار ویدہ ایم | اسے بے خبر ز لذت شرب مدام ما  
 ہرگز نہ میر واکہ دلش زندہ شد بچشوق | یقیناً است ہر تیریدہ عالم دوام ما  
 چندان بود کرشمہ و ناز سہی قدان | کاہد بجلوہ سرو و صنوبر خرام ما

حافظ زمیدہ دانہ اشکی ہمیشگان  
 باشد کہ مرغ وصل کند میل دام ما

مرادین ہر ایک کی برائین تمام | ہوئے شاد و خورسند سب عالم  
 ہوئے مہمان داری کی وہ ہم ادا | کہ مہمانوں کا دل بہت خوش ہوا  
 پہلے قریب آیا خفت کا وقت | کہا کرتے ہیں اسکو حشر کا وقت  
 نوشی ہو کے پہر سبکو خفت کیا | بہون نے وہاں جام خفت پیا  
 دیا قافہ سب علیگڈہ کو چل | رہے دولہا و اہن فقط در محل  
 لگے رہنے مصروف یا کار و بار | ریاست کے کام آئے پہر و بکار



## پڑنا غدر سے اے کا بعد و ماہ کے شادی سے

ہنسا کر جو ساقی رولا تا ہے تو  
فلک تجھے ہی یہ توقع نہ تھی  
نظر کس شہزادی کی جھکو لگی  
ابھی عیش کا مونہہ تک آیا تھا جام  
بیان ایسی فتنہ کا کیونکر کروں  
زبان قلم اور سینہ ہے شوق  
پہر آخر کو کچھ لکھنا ہو گا ضرور  
مفصل لکھوں گا میں اس کو دلا  
کہ اک روز دہلی کو جانا ہوا  
تو اشنا درہمیں سنا حال غیر  
سنی یہ روایت تو آئی ہنسی  
غرض دن ڈھے پہونچے چند پور

یہ کیا جام حست پلاتا ہے تو  
کہ شادی میں دیگا ہمیں تو غمی  
کہ وقت سرور آ پری کہل ملی  
آیا فلک سے الم کا پیام  
جگر تھا مون یا چشم کو تر کروں  
ہوا جاتا ہے رنگ رو میرا فق  
پڑھند میں بے طرح اب فتور  
اگر ہاتھ میں ٹہرے خامہ میرا  
بروز سوم و بان سے آتا ہوا  
کہ دہلی کی ہے کچھ نہیں آج خیر  
کہ بازار یوں کی ہے یہ گپ کوئی  
سنا و بان ہی دہلی میں ہوا فتور



<p>تو پر کچھ تو ہم سادول میں بسا  سنگائی خبر بھیج کر آدمی  کہ یہ بھیج ہے باغی دہان چڑھ گئے  یہاں تک کہ انگریز مارے گئے  یکایک جو میرٹھ سے آئی سپاہ  ہوئی غدر کی پہر تو صورت پیا</p>	<p>ارادہ ہوا اسکی تحقیق کا  تو اوس فی یہ ہر طرح تصدیق  خلل کے بین اتار کچھ پڑھ گئے  حکومت کے چنڈی اوتاری گئے  تو گورے ہوئے اونکے ہاتھ تباہ  کسی کا کسی نے نہ پہر کچھ سنا</p>
---	--

### غزل مولف

<p>تھرے گائب فلک میری نالونکی سامنے  نقشہ جمانہ افشان کا اوس زلف کی حضور  ایدل تو اوسکی مانگ سی ہر دم پناہ مانگ  ایسی ہوا زمانہ کی بگڑی کہ آج کل</p>	<p>بچی ہے کب سپر بہا ہالونکی سامنے  گوروں کے پاناواٹھ گئی کالونکی سامنے  مشکل ہے بچنا ایسی دالونکی سامنے  قدر شریف کم ہے زالونکی سامنے</p>
--	--

ہوگی نجات شور نہ بی حکم ذوالجلال  
کیا ویگا تو جواب سوالوں کے سامنے

چلی پر تو وہ تیغ و سنگین کی  
وہابی پہری شہرین دین کی



سب اسکا پتک نہ معلوم ہے  
 سنی یہ خبر ہوش پران ہوئے  
 لگے پرتواور نے روایت تھی  
 کسی کہا خوب میرٹھ جلی  
 حقیقت مفصل یہ اظہر ہوئی  
 ہوا حکم تھا کارطوسون کو لو  
 گمان فوج کو اوسمین چیزنی کا تھا  
 دکھایا گیارعب انکار سے  
 کہا فوج نے ہے یہ مذہب کی بات  
 ہر ایک فوج برگشتہ اسپر ہوئی  
 لگی پہلے میرٹھ تعصب کی آگ  
 خبر جبکہ میرٹھ کی ملکون اوری  
 پھری فوج اور پیر رعیت پھری  
 اسی ضمن میں کپ دہلی جو تھا

کہ کیا خورشید اور کیا دھوم ہے  
 قیامت کے اتار و سامان ہوئے  
 شکایت تھی اور حکایت تھی  
 کسی نے کھاتیغ بھی وہاں چلی  
 کہ یہ فوج اس طرح ابتر ہوئی  
 بین ایجاد نوا سے تم کام دو  
 اسی باعث انکار اوس نے کیا  
 زیادہ چو بہا دل میں یہ خار سے  
 کہ ہم دینگے اسمین تمہارا نہ سات  
 تو بندوق او تیغ چلنے لگی  
 بجھی کب تھی اولٹا تھا حاکم کا بہاگ  
 قیامت سی پہلے قیامت ہوئی  
 شہ وقت کی دم میں قسمت پھری  
 ہوا کشت و خون اوسمین بھی خوب



ہولی وہاں سے صاحب سوار  
تو منجملہ اونکے چلے وہاں سے

ہو باری اک گانا اونکا مقام  
فقروں کے گھر پر وہ شیکور ہے

فقروں نے اونکی بہن دی خبر  
ہماری سواری میں آئی وہ سب

کہ تھے بعض اونہیں سے زخمی زار

نہلایا دھولا یا اونہیں با وقار

لگا اونکے زخموں پہ مرہم دیا

یہاں آ کے پر دل لے پایا قرار

رکھا اون کو دور و زہر چند پور

اسی ضمن میں اک تُرپ آگیا

کہتا وہ ہوا خواہ شاہنشاہی

وہ سے ساتھ کہ سیکور خست کیا

کہ ساتھ اونکی تھی بچہ وزن ہی زار  
مصیبت نے ڈالا اونہیں پس پس

کہ تھا موضع کھیکڑہ اوسکا نام

سحر اوٹھ کے اندوہ از حد ہے

یو لایا اونہیں آدمی بھیج کر

اونہیں دیکھ کر دلچ ٹوٹا غضب

بحال پریشان اور دل فگار

دیا اون کو پوشاک سے بھی سنوار

لگے کہنے مرہم گئے یا خدا

ہے احسان تیرا بہت بے شمار

تواضع سے آیا اونہیں کچھ سرور

وہ یاد دل اس گانو پر چھا گیا

قبول اوسکو تھی جاہ شان مہی

سواری میں اپنے دیا تھا بیٹھا



<p>رعبیت کو اپنے کیا اونکے ساتھ          لکھا انکو میرٹھ میں پھونچا کے آؤ          غرض پہلے چلنی سے وہ خوش ہو          لکھا شکرو احسان کا مضمون تھا          وہ مضمون ایسا تھا کچھہ با اثر          چلی پر تو چاروں طرف خوب تیغ          قمرنگی کو بس ڈھونڈیا یا جہان          زن و بچہ کا خون تھا گونا روا</p>	<p>کہ اب شرم اپنی ہے مولا کے ہاتھ          رسید انکی ہمراہ تم جلد لاؤ          تو خوش ہو کے سر ٹفٹ دی گئے          سر اپا لیاقت سے مشحون تھا          کہ آگے کو دوں گا پہر او سکی خبر          ہوا کشت و خون ہر طرف بے دریغ          تہ تیغ کر کے کیا بے نشان          پراونکو ہی چھوڑا نہ بہر خدا</p>
---	--

### مسدس مولف

<p>اپنے آقاؤں کو مارا ہی گنہ گاروں نے          کرو یا دیں خراب آہ جفا کاروں نے</p>	<p>کچھہ کیا پاس نمک کا نہ نکھاروں نے          حکم مانا نہ خدا ہی ستمگاروں نے</p>
--	--

زن و بچہ جو کیا قتل سیکاروں نے  
 ان کو فتویٰ یہ دیا کوئی دینداروں نے

<p>جھٹڑا نکا ہے شیطان یہ باطل بچیاؤ</p>	<p>نہ مدد چاہی ہمراہ سپاہ بیداؤ</p>
---	-------------------------------------



حرص دنیا کی لئے کرتے ہیں ناحق دل نشا  
دعویٰ دین ہے اور دین کیا ہی پروا

زن و بچہ جو کیا قتل سیہ کاروں نے  
انکو فتویٰ یہ دیا کونسی دینداروں نے

حکم افسوس نہ آیا انہیں معصوموں پر  
ان کو کیا ترس خدائی کہ پتہ ہی جگر  
ایسی بے جرموں کے خون میحانہ کیا خون  
یہ سیل میں ہی دنیا جہنم میں ہو گھر

زن و بچہ جو کیا قتل سیہ کاروں نے  
انکو فتویٰ یہ دیا کونسی دینداروں نے

کون سی شرع ہی یہ کونسا مذہب ہے  
نہ تو کوئی حدیث اور نہ ہے حکم خدا  
زن و بچہ کا نہیں ہے کہیں ہی خون  
فقہ والوں نے لکھا اور نہ اماموں نے کہا

زن و بچہ جو کیا قتل سیہ کاروں نے  
انکو فتویٰ یہ دیا کونسی دینداروں نے

ان تلنگوں نے کیا گرم ستم کا بازار  
سب کے شیطان مجسم ہیں نہیں دیندار  
یہ وہ کالے ہیں کہ دل گورو کا جن میں  
شور یار بج لکھوان کی سپاہ غدار

زن و بچہ جو کیا قتل سیہ کاروں نے



انکو قوی یہ دیا کونسی دینداروں کے

روان فوجین ہوتے لیکن صبح و شام  
رعیت کا سر ساتھ اونکے پہرا  
نہ آیا نظر آسمان نے زمین  
کھلا پہر تو دہلی میں وہ رنگ جنگ  
چلے گولے دنرات طرفین کے  
وہ گولے نہ تھے بلکہ اولے تھے صاف  
پہاڑی یہ گورے تھے اک سو میں چار  
سد بند کردی تھی کالون نے جب  
مگر کچھ بھونچتی تھی پنجاب سے  
نہ چوڑی پہاڑی بحال تباہ  
بائیں قلیت فوج و سامان کے  
لڑے خوب جرات سے کالونکی ساتھ  
رعیت نے دیکھا جو اس حال کو

کیا اونکے بڑکڈنے دہلی مقام  
دماغون میں سکے خلل پڑ گیا  
لگے کہنے یہودہ سب دین دین  
نظر آیا محشر کا صاف اوس میں ڈھنگ  
اوڑے رنگ رخ سے فریقین کے  
شب و روز چلتا تھا اونکا گراف  
پہر اشہر کالون سی تھا بے شمار  
تو گور و کو تھا سخت رنج و تعب  
گذر تھا اسی بچ اور تاب سے  
چلا گولہ اوس پر ہی تانچ ماہ  
تھے انگریز یہی آن اور بان کے  
پہر آخر کو کہیت آیا گورو کے ہاتھ  
بدل ڈالا اپنے ہی کچھ چال کو



لگے لوٹنے مال اور مارنے  
 سنا جب کہ کالے ادھر آئیں گے  
 یہ سنتی ہی نکلی زمین پاؤں سے  
 چلے چوڑھم سب تو ہر چند پور  
 ہوئی جبکہ ٹٹے نصف میرٹھہ کی راہ  
 کہ تہی راستہ میں جو بیٹن ندی  
 نہ کشتی کا نام اور نہ ڈونگا و مان  
 کہوٹہ فقط چار ٹکون پہ تھا  
 ہمارا ہی دس بیس کا قافلا  
 ہوئے ویکہ امواج سب دلفگار  
 سحر سے لگا تھا اوترنے کا وار  
 چلے دبا نسے میرٹھہ میں داخل ہوئے  
 مگر پایا میرٹھہ میں امن و امان  
 کیا فوج نے گورے کی انتظام

کیا تازہ رنگ ادب کی تلوار نے  
 ہمیں جان سے مار وہ چاہیں گے  
 نکلتا ہوا اپنا پہر گانو سے  
 دے ناتا صاحب رہی وہاں مزد  
 گئے ہوش اور کر خدا ہے گواہ  
 چڑھی تھی غضب او ستے مہلت ندی  
 چلا باغیوں نے کیا بے نشان  
 اوسی پر مسافر اوتارا گیا  
 اوسی چار پائی پہ اوتر گیا  
 کیا نا خدا نے خدا کہہ کے پار  
 ہوئی شام تک چڑھ کے ٹکون پہ  
 بروز دوم ہوش حاصل ہوئی  
 چلی دو ہی دن یہاں تھی تیغ و نل  
 خزانہ بچا یا ہوا اونکا نام



رہی فتح تک اور میرٹھہ میں ہم  
 الہی تو یہ معرکہ دور کر  
 سنا کرتے تھے روز خبرین فی  
 سنا نام اتنے میں اک ناتاراو  
 کیا اوسنے یورپ میں وقتل عام  
 ہزاروں فرنگی بہائے گئے  
 ہوا بلی گار دین محشر بیا  
 بہا کالے گورون کا خون اسقدر  
 غرض جا بجا تھا وہ کالونکا شور  
 یکایک سنا یہ کہ ہر چند پور  
 کہ پہلے تو کی مال کی ٹوٹ مار  
 فراسو کوین اون سے مضروبین  
 کہا اون سے دیدی خزانہ میں  
 نیا یا خزانہ تو کرمارو ہاڑ

دعا تھی خدا سے یہ ہی دمدم  
 عمل پھر فرنگی کا منظور کر  
 سناتے تھے غمخوار اپنے کئی  
 نہ تھا رحم کا جسکے دین لگاؤ  
 کہ دریا بہائے لہو کے تمام  
 بیٹھاناؤ میں وہ ڈوبائے گئے  
 کہ سب لکھنؤ جس سے غارت ہوا  
 کہ رنگین ہوا جس سے ہر بکروبر  
 کہ دم بند گورون کا تھا اور زور  
 پڑے آکے کالے اوٹھا دہان فتور  
 ہوئی پیچھے چاک سی پھر چڑھاڑ  
 وہ غالب ہوئے اور یہ مغلوب ہیں  
 روا ہے تیرا مارا جانا ہمیں  
 اونہیں لائی پہر گھر سے باہر تار



<p>وہاں پانچ سو لکے کہا یا طعام کہ صدقے میں جانے وہ دولت کی گئے وہی لڑنے مچلتے ہوئے ہوئی صحت اور دور رنج و بلا علی گڑھ کے آگے سندوستان</p>	<p>کیا دوسرے گانوا کر مقام کیا مال اور نقد پر جان پختی یہ سب کام کر کے وہ چلے تھے بہت دن میں تانا نے پائی شفا یہاں کا یہ سب ذکر چوڑا یہاں</p>
--	---

بیان خانہ بریاد می وطن بارنج و محن و روپوشی بزرگان بجانہ  
اہل اسلام مقبول ایزد سبحان واقع علی گڑھ

<p>کہ اوس سے ہی کچھ غم ذرا ہو تمام دوکان بند ہیں شہر بپا ہوا کہ حال وطن ہے بُرا دمدم کہ بند اب قلم کی ہے اوس سب زبان کہ چار و نطرت کی چٹرائی ہوئی لڑائی پھوہلی کے جانیکا تھا کیا شہر کو لوٹ کر پیراوجاڑ</p>	<p>پلا سا قیاج کوئی راحت کا جام نہیں اچھے طے کا اب آسرا اسی کو میں سپر کروں کچھ رقم کروں کیا میں رنج علی گڑھ بیان علی گڑھ پہ زور آزمائی ہوئی وہ رستہ مخالف کے آنیکا تھا ہو آئی وہاں فوج کی مار مار</p>
---	--



شب و روز تہی آمد فوج و بان  
 فرنگی بڑھتا نہ اک نام کو  
 گئے اگر وہین بہ حال تباہ  
 عمل شہرین تہا مسلمان کا  
 کوئی صوبہ تہا اور کوئی کوتوال  
 یکایک تلنگے پڑے ٹوٹ کر  
 مسلح نظر آتے تھے سب کے سب  
 ہوئے جان کے پر وہ خواہان بسین  
 پڑا دقت والد پہ یہ آ کے تنگ  
 چھپے جا کے کوٹھہ پہ جانکو بچا  
 خدا کو جو منظور جان رکھنی تھی  
 بہت ڈھونڈا کالونج گھر دیکھ حال  
 مگر صاف گہر کر کے کالے گئے  
 اوتیرام سے نیچے والد نے آ

بہا کرتی کالونکی اک موج و بان  
 گئے چھوڑ کر وہ دروہام کو  
 کہ لی جا کے قطعہ میں سب سے پناہ  
 رہا خوف ہر شخص کو جان کا  
 یہہ ہی فکرت تھی لو جان و مال  
 وہ آئے تھے آمدہ ہو لوٹ پر  
 صفا کر چکے وہ میرے گھر کو جب  
 فرنگی ملے تو دکھایا زمین  
 بنی جان پر جسکے دیکھا یہہ رنگ  
 کہ دو ساتھ اوٹکے تھے اور قریا  
 تو کالونکی آنکھ اوپہ پڑے ندی  
 بچا یا خدا نے او نہیں بال بال  
 مکان چھوڑ حق کے حوالے گئے  
 نظر ڈالی گھر دیکھا اُجڑا پڑا



کیا شکر معبود سے ا و ا  
 اسی طرح چند ی گذارائے  
 مگر خوف جان کار ہارات دن  
 اسی فکر میں تھے پڑا غلغلہ  
 یہ سنکر ہوئی شب کو گھر سے فرار  
 چھپے جا کے وہ اپنے وہابی کو گہر  
 خبر پائے کالے وہاں ہی کئے  
 ہوئی شب تو والد وہاں سے اوٹے  
 غرض جب یہ مصیبت کا حال  
 ہماری کسی طرح جان کو بچاؤ  
 کروں وصفت کیا میں اُون ہمایا  
 اگرچہ کہ وہ مرد اسلام تھے  
 کہ ہے شیخ خوشوقت علی اُون کا نام  
 تعصب نہ تھا اُون کا ہر گز شعار

کہ صدقہ میں جان کے گیا سو گیا  
 بحکم خدا دم نہ مارا کئے  
 کہ پہر چٹو نہ آئیں کہیں کالے جن  
 کہ پہر شہر پیرائی کالی بلا  
 لیا جا کے والد نے باہر قرار  
 گزارے اسی طرح شام و سحر  
 بچا یا خدائے وہ اوٹے پہرے  
 کہ پدرون صاحب کے گھر جا چھپے  
 تو ہم سایہ سے یہ کیا جا سوال  
 ثواب آخرت کا ذرا تم ہی پاؤ  
 کہ ولیوں کا سایہ پڑا اُون پہ تھا  
 یہی خواہ ہر خاص ہر عام تھے  
 رئیس وزمیدار و عالی مقام  
 کیا کالے گوردن کو یکسان شمار



نہیں جنم ہوتا ہر انسان میں  
 اسی سے خوش اقبال مشہور میں  
 خداون کار کبے ابد تک قیام  
 جو جان بر جوئے اولئے عیسائی چار  
 کما سب سے دل جمع اپنا رکھو  
 کہ وہ گھر بھی ہے بس تمہارا قدیم  
 جہان تک کہ بس او مرتدور ہے  
 علی گڑھ سے دس کوس تھا وہ مقام  
 وہاں لیکے سبکو حیرت کچھ کی  
 رکھا گھر میں اپنے اونہیں پنج ماہ  
 وہ ہیں شیخ صاحب بڑے راست مست  
 نہ تھا کوئی تکلیف وہاں نشان  
 یہ ہی روز سننے میں آتی مقال  
 یہ ہی اگر میں بھی ہے لوت مار

جو ہوتا ہے تو اہل ایمان میں  
 کہ اولاد و حشمت سے معمور میں  
 ہمارے وہ جان بخش بین لا کلام  
 تو اون پر یہی ہو سائیہ چار یار  
 میرے گانو میں چل کے آرام لو  
 رینگا وہاں تپہ فضل کریم  
 حفاظت بدل مجھ کو منظور ہے  
 کہ تھا اسکا سہنول مشہور نام  
 تو چاروں فرنگی کی بس جان بچی  
 رہی ہر طرح اونکی پشت و پناہ  
 تو اضیع ز گردن فرازان نکوست  
 خورد و نوش سب تھا مہیا وہاں  
 علی گڑھ ہے باغی بس پایمال  
 کہ رہتا شب و روز ہے کارزار



ہزاروں ہن قلعہ میں اہل فرنگ  
 ولے عقل و حکمت سے انگریز کی  
 کہ خاکی رسالے بہت کچھ لڑے  
 نکل قلعہ سے پہر تو گورے چلے  
 وہ دریائے خون باغیوں سے بہا  
 وہ ہی فوج پہرتے اور مارتے  
 وہ ان ہی پہونچ کر کیا قتل عام  
 مسلمان ہی وہاں کے مار گئے  
 وہ فوج اگرہ کو پہراو لٹی پھری  
 علیگڑھ میں حکم فرنگی ہوا  
 ایک انگریز ہی ہو کے حج آگیا  
 یہ سنکر میرے والد و غم گئے  
 کھا شیخ صاحب نے لیجے انہیں  
 میرے گھر میں تھے جان بچائی ہو

نکلنے کا باہر نہیں کوئی ڈھنگ  
 صفائی ہی پہراگرہ کی ہوئی  
 ہر ایک سمت کو لوٹ کر کے پڑے  
 وہ دہا وہ کیا خون کے نالے ہے  
 نہ رکھا نشان صاف مطلع کیا  
 علیگڑھ میں ہی اُکے دم میں پڑے  
 ہوا کام کالون کا سارا تمام  
 وہ شوکت کے جہنڈا و تار یگئے  
 علیگڑھ کو پہی خوب گھڑ گئی  
 عجب رنگ پر رنگ جنکے ہوا  
 لگا کرتے خاطر وہ سب کی سوا  
 کہ حج ان کے مٹنے سے راضی ہوئے  
 جو ممکن ہوا ملو دیجے انہیں  
 میرے ساتھ اب میں یہ آئے ہوئے



ہوئے فہم صاحب صاحب خوشی  
 یہ فرمایا دونوں سے اب گھر رہو  
 مگر شیخ صاحب نے یہ بھی کیا  
 وگرنہ او نہیں ملتا سرکار سے  
 ولے شکر و صبر ان کے حصہ میں تھا  
 اگر غور کیجے ولی کا ہے کام  
 صفت او کی اب مجھے ہوتی نہیں  
 اس طرح اولاد او کی لیت  
 غرض دونوں صاحب گھر اپنے گئے  
 ولے بعد دو ہفتہ پہر غل مچا  
 یہ سنکر ہوا کس صاحب فرار  
 قلعہ میں وہ جاگروہ کے چہیا  
 گئے والد و عم بھی پہر اگر سے  
 کیا فتح وہی تلک و بان قیام

کھا آپ نے یہ بڑی بات کی  
 دعا حکم سرکار کی تم کرو  
 کہ اس کام کا کچھ نہ چاہا صلا  
 بہت مال و انعام دربار سے  
 لہذا اوہوں نے نہ کی التجا  
 کہ ایسی قناعت کرے وہ مدام  
 کہ ذرہ ہوں میں اور وہ مہربین  
 کہ میرے وہ سب میں رفیق و رفیق  
 رضائے خدایہ وہ شا کر رہے  
 کہ آتا ہے کالون کا لشکر بڑا  
 علیگڑھ کا جو جج تھا عالی وقار  
 لیا جان کو یون بمشکل بچا  
 کہ پہر گھر یہ رہنے کے لالے پڑے  
 رہے مبتلا فکر میں صبح و شام



اب اس ذکر کو چھوڑتا ہوں یہاں کہ دہلی کی ہی فتح لکھنی عیان

بیان فتح دہلی و حصول روزگار حکم حاکمان والا تبار

پلا اب تو ساقی مے لا لہ قام

دل غمزدہ کو ہو حاصل سرور

یقین تھا کہ ہو فتح دہلی ہی اب

ہو حال دہلی کھایت تباہ

نئی آفت اک قلعہ پیر آگئی

کیا کرتے تھے روز حیران اونہیں

کھاشہ سے فتویٰ یہ تم دوہیں

کھاشہ نے فتویٰ میں دو گاہیں

نانا کیا شاہ کو خوب تنگ

گئے لیکے دس بیس انگریز وہاں

وہ بندوق اون پر چلا یا کئے

بڑھو گوسیان رکھاشہ کا نام

کہ پیکر کرون رنج کا اختتام

بفضل رحیم و کریم و غفور

مہیا ہو سامان عیش و طرب

لڑائی رہی رات دن پنج ماہ

خبر کالون نے بادشہ کی پہلی

پہر آخر کیا گھر سے ویران اونہیں

فرنگی کا ہم قتل جائز رکھیں

کہ اس طرح جائز نہیں ہے کہیں

ہوا شاہ اور قلعہ کا پہر کوڈہنگ

کیا اپنے لوہے کو پر تیز وہاں

غضب جان شہ پر اوٹھایا کئے

کیا پہر یہ کالون نے وہاں انتظام



اگر شہزادوں کو ساتھ اپنے لیا  
 بنا کوئی جبریل اوس فوج کا  
 ہوا کوئی کر نیل کالون کا دمان  
 بنایا کسی کو تو تحصیل دار  
 اور اک ادمن تھا شہر کا کوتوال  
 غرض سب نے اپنی چلائی دمان  
 کیا قلعہ اور شاہ کو پہ خراب  
 اگر شاہ قلعہ سے آتے نکل  
 بکھرتی نہ مہی نے کبھی شاہ کی  
 سنا کرتے انگریز یہ سارا حال  
 منگاے لئے فوج منرب بڑے  
 لگا مورچہ جب کہ وہاں کیا پس  
 گہسے گورے کشمیری دروازہ سے  
 بہا پہر تو وہ خون کالون کا دمان

ادمن فوج کا اپنی افسر کیا  
 فرنگی سے لڑنے کو پکا ہوا  
 کہ گوردن کو کرنے لگا بے نشان  
 رسد دے تلنگو تکو لیل و نہار  
 مجسم تھا شیطان شیطان خصال  
 کی انگریز سے پہر لڑائی دمان  
 ہوا نام گم تخت کا بے حساب  
 تو حالت میں ہوتا نہ ایسا خلل  
 یہ روٹی نہ لیتا کوئی شاہ کی  
 کہ رہتی تھی جاسون قیل و قال  
 تو پہر گورے کالون کے پیچھے پڑے  
 اوڑے سب تلنگو کی ہوش و جاں  
 کیا حملہ سب نے اک اندازہ سے  
 کہ بازار سب ہو گیا خون فشان



ہوئی پشت پر کھا کے کالے فرار  
 پٹری شہرین کھل بی بر ملا  
 نکل آئے جب قلعہ سے سبکی سب  
 اوسے غول پن تھے ظفر بادشاہ  
 ہمایون کے وہ مقبری مین چہیے  
 خبر پا کے گورے تعاقب کُتبان  
 کیا پر نظر بند گوروں کے پاس  
 پہر آیا جوان بخت پٹنا صغیر  
 بکیر آئیں بیگم جو تہین تاج محل  
 جوان بخت کی ما جو تہین بے گمان  
 ہوئی قید جبریل و کمریل بھی  
 بجا پر فرنگی کا تنبور و مان  
 لگا جنگی پہرہ مرنے اک انتظام  
 گئے راجہ نواب پہانسی دے

نہ گوروں کے آیا کوئی روبکار  
 لگے بہا گئے جان اپنی بچا  
 کیا قتل گوروں نے ہو پر غضب  
 کسی نے ندی اونکو کچھ ہی پیام  
 کہ دو کوس دہلی سے وہ تھا پرے  
 پکڑ لائے شہ کو دہان سے یہاں  
 گئے اونکے سب ہوش و عقل جو اس  
 رکھا اوسکو بھی پاس شہ کے سیر  
 پکڑ لائے گورے کہ تھا اوسکو سہل  
 اسیر ملا ہو کے آئیں و مان  
 ملی جنکو کالو تنکی تھی افسری  
 ہوئی کالو تنکی فوج کا فور و مان  
 ملین پچانسیان باغیوں کو تمام  
 کہ باغی ہوئے تھے وہ سرکار سے



وہ جرنیل و کرنیل مارے گئے  
 ہوا حکم پر فوج کو لوٹ کا  
 ہینون تلک شہر لٹتا رہا  
 اوری ملکون ملکون خبر صبح و شام  
 فتح گڈہ پہاڑی پہ تیار ہو  
 ہوئے شہ مقید تو رنگون بین  
 رہا تاج یاقی نہ وہ تاجدار  
 ہوا جاجا حکم سرکار کا  
 خدا کو لگا تھا برا کچھ غم دور  
 او سے عجز پیارے اور نیک پال  
 ہوا اگرہ میں بھی سب مطلع مشا  
 سب انگریز قلعہ سے آئے نکل  
 علیگڈہ میں پہر آئے والد میر سے  
 ملا اونکو سرکار سے سیما زر

بنے باغی اور سارا تارے گئے  
 تو خوب او سنے دہلی کو غارت کیا  
 بہت مال و دولت کا دریا بہا  
 ہوا فتح دہلی سے گورونکا نام  
 ہراک گورہ گورہ عمل دار ہو  
 گئی تیری اولاد سب خون میں  
 سدا نام خالق رہے ہر قرار  
 وہ ہی راج اور وہ ہی ڈنکا بجا  
 سزا تھی فرنگی کی اس سے ضرور  
 شہ وقت ہی رکھے اسکا خیال  
 قصورات باغی ہوئے سب محاف  
 گئے جاجا گھر جاتے بٹل  
 عمل میں وہ انگریز کی خوش رہے  
 لگے کرتے اوقات او میں سیما زر



ہوئی ضبط پہر باغیوں کے مکان	ملے خیر خواہوں کو وہ بے گمان
ہوئی نصف دہلی ہی سما پہر	رہے نام باغی نہ رہا رہر پہر
ہوا اس روش لکھنؤ ہی صفا	نشان باغیوں کا نہ مطلق رہا
ہوا اگرہ کا ہی نقشہ یہ ہے	محاذ می قلعہ کے صفائی ہوئی

### مسدس نظیر اکرا باومی

جہان میں کیا کیا خرد کی اپنی ہر اک بجاتا ہے شاویاے  
 کوئی حکیم اور کوئی مہندس کوئی ہو پٹت کتہا بکھاتے  
 کوئی ہے عاقل کوئی ہے فاضل کوئی بخومی لگا کھاتے  
 جو چاہو کوئی بہر بہید کھولے یہ سب ہیں چیلے یہ سب بہانے

پڑے ہٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروڑوں پٹت ہزاروں پٹیا
جو خوب بکھاتا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانتے

یہ کون جاتی کہ کل کیا کیا اور آج مالک وہ کیا کرے گا  
 کسے بگاڑے کسے سنوارے کسے لٹھاوے کسے بھرے گا  
 کسی کے گھر کون ہوئے پیدا کیسے گھر کون سامرے گا



کسیکو ہر گز خبر نہیں ہے کہ کیا کیا ہے اور کیا کریگا

پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کڑوروں پنڈت ہزاروں سنا

جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے

کوئی ہے ہنستا کوئی ہے روتا کہیں ہے شادی کہیں غمی ہے

کہیں ترقی کہیں تنزل کہیں گمان اور کہیں یقین ہے

کوئی گھسٹتا زمین کے اوپر کوئی خوشی سے فلک نشین ہے

یہ پیدا پنا وہ آپ جانے کسیکو ہر گز خبر نہیں ہے

پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کڑوروں پنڈت ہزاروں سنا

جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے

عجب طرح کے ورق بنے ہیں کوئی مگر کوئی صفا ہے

کسیکی سر پہ ہے تاج شہابی کسیکے شہر پر مچھا ہے

کوئی امیر اور کوئی وزیر ہے کوئی فقیر میمن دل خفا ہے

سیہون کو اس جاخیاں آیا یہ حق کی قدرت کا گنجھ ہے

پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کڑوروں پنڈت ہزاروں سنا



جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانتے

عجب طرح کا یہ حال ہے گامتد کہے و یا گمسترا

نہ چھوٹے چھوٹے نہ چھوٹے ہاتھی نہ کوئی وحشی نہ کوئی پرند

یہ ہونکی گردن پھنسی ہی اسمین کسی کا ٹوٹا نہ ایک پہنڈا

نظیر اتنی مجال کسی کھان خدا اور کھان سمجھ سیترا

پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کڑورون ہڈت ہارون سیتا

جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانتے

حاصل ہونا روزگار کا اس خاکسار کو بعد فتح وہلی سرکار دولتمدار سے

اور عطا ہونا دیہات کا نانا صاحب کو بہ چل دی خد شگداری افسر نکاری

دو طرفہ چھاؤں خوشی کی بساط

پڑانا ہوا دور پھر کر منیا

فراسو کوین کا بدن سب تہا چور

تو میرٹھ میں آکر فروکش ہوئے

نہ کوڑی نہ پیسہ نہ کوئی پاس

پلاچھ کو ساتی وہ جام نشاط

چلے اوسپہ دوراب و دام تیرا

ہوا جب کہ بریاد ہر چند پور

چلے ہو کے مجبور وہ گانو سے

ملنگوئی ضربوں سے تھے وہ اوداس



کہ باغی نے اک پیسہ چھوڑا نہیں  
 اسی باعث اونکی پہری اب نظر  
 کھاتم کرو کچھ تلاش معاش  
 بغیر اسکی اب کس طرح گذرے گی  
 فقط ایک پنشن ہماری ہی یہاں  
 حقیقت میں گاڈ ہی چلتی گا نام  
 یہ کہہ کر گئے وہ کشنر کے پاس  
 کہ ہے فتح دہلی سے ہمکو سرور  
 کرو دست گیری یہ وہیں سپر  
 اوسی دم لکھی چٹھی اور اونکو دی  
 گئے ہم جو گوڑگانوہ حاکم کے پاس  
 اونہوں نے مجھے کرویا کوتوال  
 کرو گے وہاں کا جو تم انتظام  
 غرض میں روانہ اوسی دم ہوا

نشان مال زر کا تہا کچھ نہیں  
 تہا ہم دونو بہائی کو فکر بشر  
 کہ بیٹے سے ہے اب جگر پاش پاش  
 کہ گھر میں رہا ہے نہ کچھ خاک بھی  
 سو وہ ہی ہیں اک مختصر کوڑیاں  
 وگرنہ بڑا چوٹا آئے نہ کام  
 ہمیں لگے اور کیا التماس  
 ہوا خواہ ہم ہیں تمہارے ضرور  
 میں بوڑھا ہوا ان کی تم لو خبر  
 کہ جاؤ یہ پائینگے اب نو کسری  
 گذاری وہ چٹھی کسری التماس  
 کہ جاؤ ریواڑی وہاں ہے زوال  
 یقین ہے ملیگا ترقی کا کام  
 گیا غم میرا شاد و خورم ہوا



مگر چوٹے بہائی چوتھے در گئے  
 بیروز و دیم وہ روانہ ہوئے  
 صعوبت کی برداشت او کو نہ تھی  
 رہے ناز پروردہ تھے عمر بہر  
 مگر ہم تھے مشتاق اور کردہ کار  
 گئے ہم رواڑی کیا انتظام  
 گذارے وہاں ہم نے تا چار ماہ  
 تھے ولیم فورڈ نام عالی مقام  
 کمشنر وہ پیرٹ کے تھے اس گھڑی  
 کیا چہ بہن ہم نے پیرٹ کا کام  
 اس عرصہ میں گھر کا سنا پھر یہ حال  
 کمشنر نے جب خیر خواہی لکھی  
 وہ حاکم جو دہلی سے آئے تھے وہاں  
 انہوں نے ہی لکھ خیر خواہی نہیں نام

کبھی گھر سے باہر وہ نکلے نہ تھے  
 یہ سن شاد و خوش و بگانہ ہوئے  
 کرسی چاکری تھی نکوئی کبھی  
 زمانہ کی اون کو نہ تھی کچھ خبر  
 مصیبت ہی ڈرتی تھی لیل و نہار  
 رعیت کو خوشنود رکھا مدام  
 ہوا راضی حاکم ہی عالم پناہ  
 سپرد اون کے تھے اون دنوں جنگ  
 ترقی ہماری انہوں نے ہی کی  
 رہے ملک باگڑ میں ہم شاد کام  
 فراسو کوین ہو گئے مالا مال  
 گوہر نے خوش ہوئے کے قدر اون کی کی  
 سراپا کرم منصف و قدردان  
 دیا تھا جو ہر چند پور کے مقام



کیا اوس پر سرکار نے یہ کرم  
 گورنر نے خوش دئے لا کلام  
 وہ ہی یہ زمیندار سی دلوا گئے  
 انہیں کی بدولت یہ دولت ملی  
 طفیل سیجا علیہ السلام

سعی اوس میں ایسی ہوئی تھی رقم  
 ہوئے تین قریہ فراسو کے نام  
 وہ ہی قدر دان اپنے کام آگئے  
 کیا ذکر ان کا تھا اوپر سیبی  
 خدا انکو ہر دم رکھے شاد کام

تو حرج و مال از حادثہ انتقال برادر عزیز جان کوین پیش و  
 فراسو کوین صاحب رئیس ہر چند پور ضلع میرٹھ

میں چکر میں آیا میرے سر کو تہام  
 خوشی ہے بہت کم زیادہ ہی غم  
 انہیں گھر کے ہی کام سے تہا ور  
 انہیں ہر طرح پر تہی نانا سے اس  
 تو نام اپنا کوین بھی اونکو دیا  
 دوائیں بہت کیں نہ پامی شفا  
 خدا ہی کے ہاتھوں اس سے شفا

نہ دے محکوسا قی ثواب تازہ جام  
 کروں کیا زمانہ کی خوبی رقم  
 برادر جو رہتے تھے ہر چند پور  
 رہا کرتے تھے وہ تو نانا کے پاس  
 لیا گود نانا نے اونکو جو تہا  
 یکایک ہوئے ہیضہ میں مبتلا  
 مرض ہے یہ سخت اور ہے لا دوا



غرض تیسرے دن ہی وہ چل بسے  
 اچل کے وہ ہمراہ روانہ ہوئے  
 کیا جا کے جنت اونہوں نے مقام  
 ہوا حال تانا کا ایسا تباہ  
 وہ رورو کے سر اپنا پیٹا کئے  
 یہ کہتے تھے میرا میرا میدان  
 مجھے ساتھ اپنے لیا کیوں نہ گئے  
 میں ابی جی کے یہاں کیا کروں کاہل  
 یقین تھا کہ پہلے تو جان دینگے ہم  
 جلاؤ گے مرقہ میری چراغ  
 و کہا یا فلک فے پہرہ اولٹا مجھے  
 زمین جائے پہٹ تو سما جاؤ تھیں  
 نہیں جائیگا یہ کہی دے غم  
 گئے چھوڑا ک دختر خور و سال

یہ داغ اپنا تانا کو بھی دے گئے  
 مراد و نکلے دن فسانہ ہوئے  
 ہوا کام پس ماند و نکا یہاں تمام  
 لکھوں کیا میں اس کو خدا ہے گواہ  
 بیبا حشر تھا اونپہ ہر دوسرے  
 مجھے چھوڑ کر تم گئے ہو کہاں  
 مجھے کس پہ چھوڑا یہاں تم نے آ  
 کہ ہے جیتے جی مجھ کو مرنا روا  
 رہے گا تمہارا یہاں دم قدم  
 رہے گا میرا نام روشن نہ داغ  
 کہ جیتا ہوں میں اور تم مر گئے  
 کہاں تمسافر زذاب پاؤں میں  
 ستم ہے ستم ہے ستم ہے ستم  
 حمل میں تھا پرو و سمران تو نہال



اوسے دیکھ کر سینہ ہوتا تھا شوق	ہو امیں اور اگر تین موندہ ہوتا فوق
بجز صبر کچھ اسکا چارہ نہیں	رضا سے خدا میں اجارہ نہیں

### غزل مولف نوحہ برادر

صد مہم کر کچھ گلے دار دیا	دل لیا رنج بے شمار دیا
زندگی ہے بشر کی مثل حباب	موت نے پہلے یہ بیکار دیا
جانکر اس جہان کو دار فنا	حکم رب نے نہ پایدار دیا
اس طلسم جہان میں بکھو فلک	گھ بگاڑا گھے ستوار دیا
ہے کچھ شکوہ خدا سے چلتی وقت	ساتھ اپنے نہ کوئی یار دیا
ہائے کلچین نے یوں کیا تقیم	گل لیا آپ بکھو خار دیا
دل کہا تھی ہے کسلی الفت	اوس سے پوچھو گا جسے پیار دیا
مے فنا سب کو جانتے جیب ہو	دل کو کیوں رنج یار بار دیا

بام حنبت پہ چڑھ کے تمہے پیش  
شور کو دل سے کیوں اوتار دیا

ابھی غم ہوا تھا نہ یہ اختتام	فلک نے دیا دوسرا غم کا جام
------------------------------	----------------------------



فراسو کوین تہے جواک کبر سن  
 نواسہ کے غم نے اونہین کھا لیا  
 رہے دو برس تک وہ افسردہ ل  
 تہے پہلے سے مغلوب ہی وہ قدیم  
 مرض وہ گیا اونکے دم کے ہیات  
 خلل ہو گیا اون کو اسہال کا  
 تو میرٹھ سے آئے بہر چند پور  
 وہ ان پانچ دن تک وہ زندہ رہی  
 چھٹے روز آ یا پیامِ اجل  
 کیا جا کے دار البقا میں مقام  
 ہوا سُنکے پر مٹ میں یہ محجور  
 کہ سایہ بزرگی کا اب اوٹھ گیا

قریب آ گیا آخری اونکا دن  
 پُر ہوتا ہے داغِ اولاد کا  
 پُر آخر بہت ہو گئے مضحل  
 علاج اونکا سب کر چکے تہے حکیم  
 کہ جیتے جی اوس سے نیا ہی نجات  
 ہوئے جب اس حال میں مبتلا  
 کہ ہو گا علاج اسکا وہاں بالضرور  
 دوا اور شفا سے وہ عاری ہوئے  
 گئی روحِ قالب سے دم میں نکل  
 دیا چہوڑ دار الفنا کا قیام  
 فراہم ہوا رنج کا دل پہ گنج  
 نہیں کوئی سر پر ہمارے رہا

مسد نظیر اکبر آبادی

لئے صاحبِ مقدور نہ تا کام رہیگا

دنیامین کوئی خاص نہ اور عام رہیگا



زردار نہ بے زر نہ بد انجام رہیگا	شادی نہ غم گردش ایام رہیگا
	<p>نہ عیش نہ زکھ درو نہ آرام رہیگا</p> <p>آخر وہ ہی اللہ کا ایک نام رہیگا</p>
<p>یہہ چرخ جو کھاتا ہے پڑا گنبد رازق</p> <p>لوح و قلم و عرش برین ثابت و مطلق</p>	<p>یہہ چاند یہہ سورج یہہ ستارہ مطلق</p> <p>سب ٹہاٹہ یہہ اکائین ہو جائیگا حق</p>
<p>آغاز کسی شے کا نہ انجام رہیگا</p> <p>آخر وہ ہی اللہ کا ایک نام رہیگا</p>	
<p>گر علم و دہن سے ہے کوئی خلق میں مشہور</p> <p>یا ایک کا ہے نام و نشان خلق میں بدکور</p>	<p>یا کشف و کرامت میں ہی صبا مقدور</p> <p>اکدم میں ملک مارتے ہو جائیگا سب دور</p>
<p>مستور نہ مشہور نہ گم نام رہیگا</p> <p>آخر وہ ہی اللہ کا ایک نام رہیگا</p>	
<p>جو شاہ کھاتے ہیں کوئی اونے پہ پہچو</p> <p>مغرو نہ شوکت و شمت پہ وزیر و</p>	<p>دارا و سکندر وہ گئے آہ کدھر کو</p> <p>اس دولت و اقبال یہت پہ لو امیر</p>
<p>نہ ملک نہ دولت نہ سر انجام رہیگا</p>	



آخر وہ ہی اللہ کا اک نام رہیگا

مختاری کی غرہ سے جو کرتے ہیں سدا کام  
یا جبر سے مجبوری کی رکھتے ہیں کئے دام  
جب آکے فنا ڈالیں گی اک گردش آیام  
اک آمین اوڑھا بیگا سب چیز کا الزام

مختار نہ مجبور نہ خود کام رہیگا

آخر وہ ہی اللہ کا اک نام رہیگا

یہ شعر و غزل اب جو بناتے ہیں زبانی  
آگے ہی بہت چھوڑ گئے اپنی نشانی  
دیواں بنایا کوئی قصہ کہ کھانی  
کچھ باقی نظیر اب نہیں سب چیز ہی فانی

خمس نہ غزل فرد نہ ابہام رہیگا

آخر وہ ہی اللہ کا اک نام رہیگا

کیا ایکے رخصت میں ہر چہ زپور  
کہ بعد اونکے ہم سے نظر پھر گئی  
یقین تھا گورنر کا انعام سب  
مگر وہاں جو دیکھا تو تھا اور طور  
تو دل میں اوس عورت کے دیکھا قور  
جو باہر کی عورت ہے کسکی ہوئی  
ہمیں لکھ گئے ہوں گے لاریب اب  
کہ مرنے سے پھلے کھلا گل کچھ اور  
اوس عورت کا دم مرنے دم بھر گئے  
وصیت تھامی اوس سے کر گئے



عطیہ گورنر کا اور اپنا مال  
 وصیت حرب شریہ ہی چڑھ گئی  
 یہ سنکر نکلنے لگی تن سے روح  
 الہی یہ کیا حشر برپا ہوا  
 رہے مونہ کسی کو دکھا بیسے ہم  
 خدا ایسی عورت سے سب کو بچائے  
 یہ ہشیار ہوتی ہے سب کا مین  
 فراسو کوین تھے بڑے باوقار  
 و لے دام تنز ویر میں پھنس گئے  
 نہ اولاد کا پھر کچھ آیا خیال  
 لکھا کچھ نہ بی بی کی اولاد کو  
 کہ رازق مطلق وہ سب کا ہی حق  
 سمجھ اسکو سچ ہم ہی چپ ہو رہے  
 سی نے کیا پیدا اور دی ہی جان

دیا اوسکو ہکو کیا پایا مال  
 مکمل وہ سرکار سے پھر ہوئی  
 رہے ہوش باقی نہ فکر فتوح  
 کہ مورت گیا خاک میں گھر ملا  
 ہوئے بے ٹھکانے ٹھکانے ہم  
 کہ جادو کی پوریہ سے بے یہ ہوا  
 خردمند کو دم میں لے دام میں  
 تھے عالی نصب اور پڑے بی شمار  
 یسے غیر کے دل میں بے بس گئے  
 کیا حق تلف سب کا اور غیر حال  
 سنیگا خدا اوسکی فریاد کو  
 پسند اوسکو ناحق نہیں بلکہ حق  
 خدا سب کا ہے سوج من کیون پڑے  
 وہ ہی دیگا تازندگی ہم کو نان

مگر ولیہ تھا اک برادر کا غم  
اور او سپر کھہ طرہ ہوا تیسرا  
غرض ہم اوس عورت سی رحمت ہوئے

دوم نانا صاحب کارنج و الم  
کہ روٹی گئی اور گھر ہی چھٹا  
گئے نوکری پر یہ حسرت لئے

تتزل پڑتا روزگار پیرٹ میں بہ گردشِ چرخ کچھ رفتار ناہنجار بعدہ پھر  
ہونا خانہ نشین باول اندوگین

پیون خاک ساقی میں جامِ خوشی  
نظر کیا کہین تیری مجکو لگی  
ہلا ہل ملا کر اگر دے شراب  
کہ میں جان سے اپنی اب تنگ ہوں  
ہوا پھر تقدیر کا پھر عجب  
جو ہوتی ہے میا و ہر کام میں  
یکایک نصیبوں نے دہڑکا دیا  
چلی میرے گلشن میں بادِ خزان  
ہوئے غم پہ غم ہائے میرے نصیب

کہ قسمت میں میری لکھی ہے غمی  
او تر تا گلو سے نہیں جبرے بھی  
تو ہوگا تجھے اک بڑا ہی ثواب  
جو آئے اجل او سکے میں سنگ ہوں  
کہ بگڑا بنا کھیل میرا وہ سب  
نہو دے کم و بیش انجامِ من  
کہ پیرٹ سے ہی پھر جدا ہو گیا  
کہ رنگ اوڑ گئے خار و یکے دہان  
پھر پھر زمانہ بہ حالِ عجیب



نہ سمجھے کہ یہ چرخ کا پھیر ہے  
 بدل کر وہ پت رول آیا وہاں  
 بسا نہ کی چو کی پہ مامور ہم  
 عدوتہا وہ اگلے جنم کا میرا  
 پہرا پھر شکایت کا میری جودم  
 کشتہ تھا میرے میں کچا مسان  
 مثل کو نہ دیکھا نہ کچھ پرستنا  
 یہ سنکر میں ششدر ہوا اور زار  
 نہ میری خطا تھی نہ کچھ تھا قصور  
 کیا پیش حاکم کلان پہرا پیل  
 کہ من مگری صاحب تھا سب کلان  
 رہا مدتوں حکم کا انتظار  
 مگر گئی میری اوسپر پکار  
 تو اوسپر یہ ہی حکم صادر ہوا

کہ پرست میں ہوتا یہ اند میرے  
 جو شہر ہو رہے پت تھا اندر چہان  
 مہم میں وہ مخوس لایا قدم  
 کہ آتے ہی برسم وہ مجھے ہوا  
 کشتہ کو چھوٹا کیا کچھ قسم  
 لکچہ کو گیا او سکے فی الفور مان  
 تنزل کا وہ حکم دے ہی دیا  
 یہ کیسی بلا آئی پروردگار  
 ہوا کیون ہون سنگ ستم سے میں چور  
 سستی اوسنے میری نہ کچھ ہی دلیل  
 گور نہ تھا پنجاب کا بے گمان  
 غریبوں کی ستانہ تھا زینہ ہار  
 کیا درد کو اپنے پہرا شکار  
 تمہاری مثل کا نہیں بیان تیا

نہیں پیش ہرگز وہ پیش حضور  
 یہ سنکر میرا ہوش پران ہوا  
 چڑھا ڈاک گھر کے رستہ پہ تھا  
 رسید اوسکی اب من نے پیچ و مان  
 چڑھا حکم اوس پر مگر یہ چڑھا  
 یہ انصاف پا کر لیا دل کو تہام  
 ستائنے لوگوں سے پہر جا بجا  
 کتنی ہی تک اسکا ہے حکم خاص  
 جو اوسوقت گذری خدا ہے گواہ  
 تنزل سے استغفار پیدا  
 پہا اوس روز دل یہ کہٹا ہوا  
 رہا کچھ اب انصاف اصلاً نہیں  
 پہر آئے وہاں سے بہر چند پور  
 ہوا یہ اوس عورت پہی آشکار

لکھا جاتا ہے اطلاقاً ضرور  
 مشنہ مثل کاروانہ کیا  
 لفافہ جو پہلے تھا بیجا گیا  
 کہ تصدیق کرو گی میرا بیان  
 کہ ہو گے مظل جو پردق کیا  
 تہی سکتہ کی حالت اجل کا پیام  
 کہ پرمٹ کا ہے محکمہ بے سرا  
 نہیں ستا آگے کوئی التماس  
 کہ دل پر تھا صدمہ لیون پر تہی آہ  
 میں پرمٹ کو اک پوچھ سمجھا کیا  
 کہ انگلش کی ہے نوکری بے مزا  
 شریفون کا انصاف ہوتا نہیں  
 تھا سنگ حوادث سے دل جو چور  
 نہ پردہ رہا اوس سے کچھ زخمیاں



بظاہر وہ خاطر تو کرتی میری  
 یہی ہی دل میں تھا اور سکے جتنی بنائیں  
 ارادہ تھا قائم ہو وارث میرا  
 کوئی ہندو اپنا بنا کر لے  
 کہ جس سے رہے میرا نام و نشان  
 بولا یا پیراک شخص چپور سے  
 کہا یہ ہتھیار ہے میرا ضرور  
 بتایا کہ ہے رام سنگہ اسکا نام  
 کھا میرا اور اسکا مذہب ہے ایک  
 کریگا جواب آکے یہاں یہ قیام  
 غرض آگے وہ میری رو برو  
 میری تاک میں رہتی صبح و شام  
 ملیگی مجھے یہ بھی جایداو  
 مگر میرے رہنے سے دونوں خوش

مگر دل میں جوابات تھی وہ ہی تھی  
 رہیں چند روزہ کہیں یہ یہ جائیں  
 او سے یہ یاست میں دون بڑا  
 حوالہ کر دیا گھر او سے سرسبز  
 فراسو کا گم ہونا اور نہاں  
 چلی چال وہ مکر اور زور سے  
 رہیگا یہاں پر کہ ہے دلشور  
 ہے رچپوت ہم قوم عالی مقام  
 دومی کچھ نہیں اسمیں اور ہی نہیں  
 تو ہو جائیگا اس سے خوب انتظام  
 بڑی تھٹ سے پہر رہے دو بدو  
 کہ یہ جائیں باہر تو ہو میرا کام  
 پہوپی صاحبہ میں بہت مجھے شاد  
 پہوپی اور ہتیجہ کے اوڑتے تھی ہوش

نظر آیا جب جھکویہ رنگ ڈھنگ  
 کھا اوشے یہ گھر صبح و شام  
 یہ جم جائینگے باکڑی حب یہاں  
 جو تم حق بجانب میرے ساتھ ہو  
 ریاست کے دو تھے وہاں عکسار  
 یکے شیخ صاحب و دم لالہ جی  
 اوس عورت کا تھا ان پہ دار و مدار  
 ولے خوف تھا شیخ کا بر ملا  
 وہ حاوی رہا کرتا اوس پر مدام  
 میرے وہاں سے جان بکام مانع ہوا  
 کھا کچھ مجھے دو تو میں روک لون  
 یہ پیغام آیا میرے پاس جب  
 کہ وہ دشمن جان تھا میرا یہی  
 وہ کہتا تھا جب تک نہ ہو میرا کام

تو کارندوں کو پہ لیا اپنی سنگ  
 جو ممکن ہو تم سے تولو اسکو تہام  
 تو کم ہو گا مورت کا نام و نشان  
 تو بہتر ہے ورنہ مجھے جانے دو  
 سپرد اون کے تھا کلہم کار و بار  
 پُرانے نک خوار یہی تھے یہ ہی  
 بنیران کے کرتے نہ کچھ گھر کا کار  
 کہ کچھ وہ کو اس ذات نے دی دغا  
 اور اوس پر یہ طرہ کہ محتار عام  
 مگر ساتھ ہے اوسکے طامع ہوا  
 ریاست بہتیجہ کو دیتے نہ دون  
 تسلی ہوئی دل کو یک گونہ تب  
 ہمیشہ کیا کرتا میری بدی  
 انہیں حق سے محروم رکھوں مدام



نہ ہاتھ آیا کچھ ان سے میرے اوہر  
 مجھے خوب تصدیق اسکی ہوئی  
 کہ کروینگے ہم تجھ کو از حد تہال  
 مگر حاکم نے ڈرایا او سے  
 جو حق تلفی حقدار کی تو نے کی  
 بنے جس طرح باگڑی کو نکال  
 و باشیخ پر تو یہ تدبیر کی  
 کہا جب تک یہ نواسہ نہ جائیں  
 یہ سمجھا او سے کام کرتا رہا  
 کہ ہمارا ہی پٹواری اپنا کیا  
 تھے لالہ ہی حق بین اور خیر خواہ  
 ہمیشہ کھا کرتے وہ خیر کی  
 تم اب اسکو پر باد ہوئے ندو  
 پڑو حق بجانب کی تم بات میں

تو مل جاؤں گا باگڑی سے اوہر  
 زبان یاگڑی نے ہی یہ اسکو دی  
 نواسہ کو تو دے یہاں سے نکال  
 خیردار ہو شیخ اس مکر سے  
 تو بکھریگی محشر میں مٹی تیری  
 خدا تجھ سے خوش ہو کر گاہنہال  
 کہ قابو میں اپنے وہ عورت رکھی  
 ابھی کچھ ہی زبان پر نہ لائیں  
 و لے اپنے مطلب سے غافل نہ تھا  
 سو وہ ہی تھا معقول حد سے سوا  
 طمع سے تھے خالی خدا ہے گواہ  
 کہ دیکھو تمہارا ہے گھر شیخ جی  
 پہلا ہو گا تم اس پہلائی کو لو  
 دل عورت کا لو اپنے تم ہاتھ میں

کیا اک برہمن نے ہی یہ کلام  
 فرنگی کا گرہوگا تو دست گیر  
 برہمن کو بل رام کہتے تھے وہاں  
 ولے اوسکے ولہین اوترا یا رام  
 کھا دی ہی پرشاد لالہ نے ہی  
 عظیم الدین تھا نام اوس شیخ کا  
 ذرا کہنے سٹنی سے خوش ہو گیا  
 کھا شیخ نے پہر اوس عورت جا  
 کہ بال فعل رہتا ہتیجہ کا یہاں  
 چلے جاینگے جب نواسہ کہیں  
 اگر اب لکھو گے ریاست میں نام  
 کریگا نواسہ ہی دعویٰ ضرور  
 اگرچہ ہے سب آپکو اختیار  
 نواسہ کو رہتی ہے فکر معاش

کہ ہے شیخ تیرے ہی اثبات کام  
 کرینگے شنا تیرے برنا و پیر  
 گر و گرہ عورت کا تھا بے گمان  
 لگا حق کی باتیں وہ کرنے تمام  
 کہ بلرام سچ کہتے ہیں شیخ جی  
 کہ تھا سومین وہ ایک سلجھا ہوا  
 ستائش سے بی علم کا دل بڑھا  
 ہے ایک غرض میری جو سنی ذرا  
 نہیں مصلحت پیش و الشوران  
 بولا لینگے پہر اونکو فوراً یہیں  
 تو تکرار ہو جائے گی لا کلام  
 پیر کا عدالت میں پہر یہ فتور  
 گر ہوگا برباد زر بے شمار  
 وہ پہر جانے والا ہیں بہر تلاش



یہاں چند روزہ ہے اونکا مقام  
 یہ سنکر بہتیجہ کو رخصت کیا  
 ولے راز اوس شیخ کا پا لگی  
 کہ بے شک فرنگی سے ہی یہ تھا  
 وہ عورت جہاں دیدہ بسیار تھی  
 رہی چند ہی خاموش سمجھی یہ کام  
 رہے تھا مگر دین ارمان یہی  
 رکھتاں جی تھا بہتیجہ کا نام  
 خوشی ایک دن وہ ہوئی سرری  
 جو منظور ہوا آپ کہہ دیجئے  
 میں نوکر قیدی ہوں سرکار کا  
 میں اس طرح لکھہ وں گا پوشیدہ کر  
 وہ بولی کہ کل تمکو ہے اختیار  
 غرض حکم یہ اوس سے لے شیخ جی

وہ رہنے کے ہرگز نہیں ہیں مدام  
 جو لینا تھا وہ خوب سائے گیا  
 خوشی کو پہر کام فرما گئی  
 جو کہتا ہے مطلب کے پہلو بچا  
 زمانہ سے اچھی خبردار تھی  
 ہنو گانہ بے شیخ کے انصرام  
 کہ یہاں آئیگے کب میرے نان جی  
 اوسے یاد کرتی تھی وہ صبح و شام  
 کہا پا کے دل شیخ نے اوس گھڑی  
 سمجھ کر اوسے پہر لکھا لیجئے  
 کروں گا میں حق نمک کو ادا  
 فرنگی تلک ہو نہ اسکی خبر  
 میرا مدعا تمپہ ہے اشکار  
 ہوئے پہر تو آمادہ لکھنے کو یہی

لکھا یا اونہوں نے سہی میر نام  
 کہ دوثلث اک موضع کا خود لیا  
 رہا وہ عدالت تلک برقرار  
 ملاحق ہی کاتب کو اسکا پڑا  
 کہ مشہور ہے خوب چند اسکا نام  
 تسلی ہوئی جب یہ تحریر کی  
 اوٹھائی بہت جتنے تکلیف بھی  
 کہا اہل کاروں نے راحت ہے یہ  
 کوئی دشمن انجام ہو گا بہ خیر  
 جو جم جاؤ گے یہاں تو کچھ پاؤ گے  
 بالاخر ہے اونکی ہمت سے ہم  
 گزارہ کیا دوسرے تک وہاں

پہراوسمین کیا اپنے مطلب کا کام  
 اور اک ثلث لالہ کو اوس میں دیا  
 کہ کاتب پڑا ہی تھا ایمان دار  
 ولیکن نہ اوس نے لیا ایک ذرا  
 پہراخوبیوں سے ہے وہ لاکلام  
 خبر کچھ ملی اپنی تقدیر کی  
 وہاں سے ولیکن نہ ٹلتے بنی  
 کہ تکلیف اللہ کی رحمت ہے یہ  
 نکل جائیگی سب یہاں سی بہ خیر  
 وگرنہ تم آخر کو پچتاؤ گے  
 گئے جان و دل سے وہاں ہم ہی جم  
 بہ فضل خدا اور سچ الزمان

پہرانا گاہ مہر راق عالم کا اپنے حال پُر طلال پہر اور وفات  
 پانا بابائی صاحبہ مالک بہر چند پور کا بہ عارضہ نسوان بہ حکم نیرا



پلاوے وہ ساتی مے خوشگوار  
 بہت دن سے میں غم اوٹھایا کیا  
 خدا نے دیارِ نج سے اب نکال  
 نہیں کہلتا ہے اسکی قدر کا بہید  
 یہ قول حسن بیان خوش آیا چھی  
 او سے فضل کرتے نہیں لگتی یار  
 یکایک وہ بیمار بانی ہوئی  
 خلل ناف سر کا اسکو مدت سے تھا  
 اوٹھا کر پیش میں بہت سیم و زر  
 رہی اسکی تدبیر تابست سال  
 بجز حکم شافی شفا ہے نہیں  
 کہا کرتی اکثر وہ دن اور رات  
 یہ ہی سوچ کر کچھ دوا بند کی  
 غرض وقت چلنیکا جب آگیا

شگفتہ میرا غنچہ دل ہو یار  
 کروں غم غلط اسکو پیکر ذرا  
 خوشی سے کیا پر چھے مالا مال  
 کوئی ہونہ اس سے کبھی نامید  
 کہ قدرت نے اسکی دکھا یا چھی  
 نہوا اس سے مایوس امیدوار  
 ضعیفی کی جوتھی دبا ئی ہوئی  
 رہا کرتی تھی اوس میں ہی مبتلا  
 دوا اور دوا میں نہ پایا اثر  
 مہا لچ ہوئے چند صاحبِ گل  
 دوا ہے نہیں اور دوا ہے نہیں  
 مرض جا یگا یہ میرے دم کے ستا  
 خدا پر یہ بیماری پر چھوڑ دی  
 اوسی عارضہ نے لیا آد با

یکایک پہلی جنگی گہرا گئی  
 اس طرح وہ آٹھ دن تک رہی  
 نہ کہا نیکو مان گانہ کہا یا گیا  
 نوین دن پہر آیا پیام اجل  
 کسی سے نہ خدمت کو اپنی لہا  
 اوٹے بیٹھے حیرت سے اپنے تمام  
 اگرچہ تھی ستر برس کی ضرور  
 نہ بوڈ مار ہیگا یہاں نے جوان  
 فقط جو رہے گی تو نیکی مدام  
 یہ دو دن کا جینا ہے مثل حباب  
 اسی پر یہ جھگڑا ہے سب جا بجا  
 خدا کو بھی جاتے ہیں ولت پہ بھول  
 نہ خوف قیامت سے انکو ذرا  
 لیا جا گیا نیک و بد کا جواب

پریشان بستر پہی جا پڑی  
 نہ اپنی کہی نے کسی سسنی  
 فقط پانی پیکر گزارا کیا  
 گئی بولتی بولتے جان نکل  
 او سے مرتے دم تک مگر ہوش تھا  
 کسی سے مدد کا بھی لیتی نہ کام  
 مگر دل کی مرو اور خرد میں تھی دور  
 روانہ سبھی ہوئی گئے بیگمان  
 یہ ہی یادگار جہان ہے مدام  
 یہ سب کا رخا ہے مثل شراب  
 کہ لڑتے ہیں کہہ کر یہ میرا تیرا  
 پڑے اور لکے اور عقیل و بھول  
 نہیں جانتے پیش آئی گا کیا  
 نہ خالی رہیگا کوئی بے حساب



## بند مخمس نظیر اکبر آبادی

مت حرص و ہوا کو چھوڑ میان مت ولس بدلیں ہرے مارا  
 قضا ق اجل کالوٹے ہے دنرات بجا کر نقارا  
 کیا بدھیا بہنیا پیل شتر کیا گونین ملا لیا ٹرا  
 کیا گیہون چانول موٹہ مٹر کیا آگ دھوان انگارا

سب ٹھاٹ پڑا رہ جاویگا جب لاد چلیگا بنجارا

تو بدھیا لادے پیل ہرے جو پورب پچم جاویگا  
 یا سو و بڑا کر لاویگا یا لٹوٹا کہتا آوے گا  
 قضا ق اجل کارستہ میں جب بہالا مار کر آوے گا  
 دھن دولت ناتی پوتا کیا اک کنبہ کام نہ آویگا

سب ٹھاٹ پڑا رہ جاویگا جب لاد چلیگا بنجارا

مغرو نہ تو تلواروں پر مت بھول ہر و سے ڈھالوں کے  
 سب پتہ توڑ کے پہا گین گے مونہہ دیکھ اجل کے بہانے  
 کیا ڈیے موتی ہیروں کے کیا ڈھیر خزانے مالوں کے

کیا بچے تاش مشجر کے کیا تختہ شال دوشالونکے

سب ٹہاٹھ پڑا رجا ویکاجب لاچلیگا بنجارا

جب چلتے چلتے رستہ میں یہ گون تیری ڈہل جاو گی

ایک بدھی تیری مٹی پر پر کہا س نہ چرنے پاو گی

یہ کہیپ جو تونے لادی ہے سب حصونہیں بیٹ جاو گی

وہی پوت جنوائی بیٹا کیا بنجارن پاس نہ آو گی

سب ٹہاٹھ پڑا رجا ویکاجب لاچلیگا بنجارا

ہر آن نفع اور ٹوٹے ہیں کیوں مرتا پرتا ہے بن بن

ٹک غافل دل میں سوچ ذرا ہے ساتھ لگا تیری شمن

کیا لونڈی باندی والی دوا کیا بند اچیلانیک چلن

کیا مندر مسجد تال کوئین کیا گھاٹ سرا کیا یاغ جن

سب ٹہاٹھ پڑا رجا ویکاجب لاچلیگا بنجارا

جپ مرگ پہاڑ چاک کو یہ پیل بدن کا مان کیگا

کوئی ناج سمٹے گاتیرا کوئی گون سیئی اور ٹانکیگا



ہو دھیرا کیلا جنگل میں تو خاکِ سحر کی پیاسے کا  
اوس جنگل میں پیراہ نظیر اک تنکا آن نہ جہانکے گا

سب تہا تہہ پڑا رجا دیگا جیٹ دھلی گانجرا

<p>بڑی دھوم سے اوس کا مرنا کیا کیا اوس طرح پر ہی کر یا کرم ہمیں بحث کچھ تھی نہ اوس وقت پر کہ نانا کا نام اپنے اچھا کیا اوسے پہی بنا کر کیا بیٹے صبر اوسے پہی بنا پر کیا اور کار کہ خالی ہوا آج پرچند پور قضار رہا اوس کا آج انتقال دکھائی وحشت جواد سکی تھی سب شہادت پہی مختار کی تھی لکھی کہ تحقیق کر کے رپوٹ اسکی د</p>	<p>غرض اوس کو منزل پہ پہونچا دیا بتایا تھا جواد اوس نے اپنا دیرم اگرچہ تھی سہ پہنگ وہ سہر جو کچھ دینا تھا اوس پر وہ ہی دیا بنائی نہ تھی اوس نے نانا کی قبر نہ تھا دیاں برادر کا کوئی مزار گئی یہ خبر حاکمون کے حضور کہ بالی جو تھی مالک دیہہ و مال ہوئے پیش حاکم سے ہم ہی طلب مسماۃ کی مقرریت اوس پر تھی کیا حکم حاکم کا تحصیل کو</p>
---	---

وہاں سے ریوٹ آئی اس بات کی کہ وارث بھی اور ہے قابض بھی

عذر دار ہونا زوجہ برادر و حرم کا سرشتہ کلکٹری میں اور درخواست

اندراج نام طفلان نایالغ کی داخل خارج میں

بچے دے دے نہ دے کچھ خوشی ہی میری

اسی میں ہمیشہ گرفتار رہوں

کچھ ہی ہیں وارث نصف مال

ہو انصاف حاکم سے انکا ہی کام

یہ بچوں کو کرتا ہے حق سے جدا

شکایت لکھی صدر کو برخلاف

نہ کی کچھ وصیت پہ ہی التفات

ہوا پر خموش اور بیت شرمسار

نہیں دخل دیوانی میں زمینہار

سراسر نظر آتا ہے اسمیں کھوٹ

فریق دوم کو یہ دو حکم عام

ضرورت نہیں مجھ کو ساقی تیری

میں غم کے ہی نشہ میں سرشار ہوں

ولیعہ کی جانب سے گذر سوال

تمنا ہے چڑھ جاے انکا ہی نام

کلکٹر خفا مجھے ہو جل گیا

کیا اوس نے داخل مخارج نہ صفت

سمجھ میں نہ آئی کچھ اوسکی یہ بات

اوسے صدر سے خوب آئی لتاڑ

یہ حکم آیا تمکو نہیں اختیار

یہ بے ضابطہ ہے تمہاری پوٹ

جو قابض ہو داخل کرو اوسکا نام



کہ دیوانی میں اپنا دعویٰ کرو  
 کلکڑے یہ حکم اون کو دیا  
 ہوا نام داخل میرا مال میں  
 ہے اک گانوہر چنپور کے قریب  
 وہاں رہتی تھی اک زین فاحشہ  
 ولیہ کی تھی وہ بھی اک دوستدار  
 دیا اپنے گھر سے اسے دو ہزار  
 کہ دیوانی میں ہو گا یہ فیصلہ  
 لگائی پیراوس نے وہ اس گھر میں آگ  
 ولیہ کی یہ خویہ عقل تھی  
 اگر دیتی اولاد وہ ہم کو جب  
 نہ دینے سے اور اون کا حق کہو یا  
 اور اس پر یہ طرہ کیا دوسرا  
 کیا پیر نہ بچون کا کچھ ہی خیال

اور امید سمجھے نہ تم کچھ رکھو  
 تو گردن ہی پیراونکی ٹوٹی ذرا  
 نہ بن آیا کچھ اونکو اس حال میں  
 کہ نام اسکا ڈولہ ہے بیڈول عجیب  
 کہ بیسوں لیسہ بیسوا سے سوا  
 زمانہ میں مشہور تھی نابکار  
 یہ قصہ کیا اب تو کرو بکار  
 بغیر اسکے بچون کا حق کب ملا  
 بچی مشکون سے کہ اچھے نہی ہاگ  
 کہ مانگے نہی اولاد اسے ندی  
 پڑا تو لکھا آؤ نہیں دیتے سب  
 مقدر نے بچون کے سن رو دیا  
 جو اس گھر سے حق اپنا تھا کہو دیا  
 ہوئی کیف میں اپنے وہ مالا مال

پڑمایا نہ کچھ علم کامل اونہیں  
 غرض ہے یہ قصہ ریا ایک سال  
 ملے اونکو دو گانو اور ایک مکان  
 ہوا تا بلوغ اون کے اور یہ قرار  
 نہ اس زمین کچھ علم اونکو ملا  
 وہ خراچ و عیاشی تھی اسقدر  
 وہ ضد تھی مزاج اونکی میں بے حسا  
 پڑمانے میں اونکے نہ آیا وہ کام  
 سپرد او سکے شوہر یہ تعلیم تھی  
 دیا کرتا دس بیس تنخواہ سے  
 رہے علم میں اس لئے ناتمام  
 اور او سپر یہ طرہ کہ برسوں مقام  
 وہ ایسی جگہ اور صحبت خراب  
 اشارو سکا لڑکون پہ آخر پڑا

ہوئی تھوڑی شد بدسی حاصل اونہیں  
 ہوا یا بھی اسکا پہر انفضال  
 رہے پر وہ ٹھیکہ میں میری ہی بیان  
 عین پندر سو اونہیں سال وار  
 ولیہ نے بر باد سب خود کیا  
 کہ دو گھر کئے اوس نے زیر و زبر  
 ہوئی جس سے لڑکونکی مٹی خراب  
 جو زیہان سے ملتا تھا ٹھیکہ کے نام  
 خرا میں اوقات تقسیم تھی  
 کیا کرتا تعلیم اس راہ سے  
 گزارا کئے کھیل میں صبح و شام  
 رہا وہاں کہ جیسا تھا کلکتہ نام  
 کہ بنگر گبر جاتے ہیں وہاں شتاب  
 کہ خود رو ہوئے دو لونہاں بڑا



نتیجہ تھا یہ خام تسلیم کا  
 وہ باہر ہوئے جبکہ اسکول سے  
 ہوا پہلے بیٹے کو ما سے نفاق  
 گیا ڈر ہمارا بھی دل سے نکل  
 ہوئی مانع ما اور برادر سیبی  
 کرسی شادی ایک شخص بنام سے  
 شراب اوسکی ہے حد بڑھ کر خراب  
 اگر غور سے دیکھو شیطان ہے  
 رکھا کرتا ہی گھر میں اکثر فتور  
 کوئی خویش و بیگانہ ملتا نہیں  
 بڑوں کا اوچھالا پسرنے پہی نام  
 بزرگوں کے بے مرضی شادی کی  
 نہ ہڈی کا کچھ فکر رکھا ذرا  
 کیا ایسے اوتی سے رشتہ کا ڈھنگ

کہ پختہ نہ کچھ علم اوتکو دیا  
 تو تھے خود پسند اور مجبول سے  
 کہ ماکور کہا اوس نے بالا طلق  
 گئے وہ بُری چال پر پرچیل  
 مگر ضد جوتھی وہ نہ ہرگز ٹلی  
 کیا سب کو ناراض اس کام سے  
 کہ ہر شخص کو اوس سے ہے جتناب  
 نہ انسان ہے بلکہ حیوان ہے  
 لڑائی ہڑائی کا عادی ضرور  
 کوئی آگے گھر کے نکلتا نہیں  
 زیادہ کیا حد سے یہ خوب کام  
 وہ گویا سراسر تہی غم سے بہری  
 فقط گورہ چہرہ پہ دل دیدیا  
 کہ اعلیٰ پہی سنکر ہوئے سارے دنگ

ہوا تھا نہ یہہ خاندان میں کہی  
 یہہ سکر کلیو لیا جتنے تھا م  
 اوسی دن سے ملنا کیا ہم نے بند  
 جو اولاد صالح ہو کر دے نہال  
 یہاں سے ذرا حال فرزند کا  
 کہ پڑہ کر وہ انگریزی اک تھوڑی  
 ہوا کالے شخصوں سے اونکو کرینر  
 یہاں تک کہ ہمپر بھی طعنہ ہوا  
 ہے پوشاک ہندی سی رغبت انہیں  
 کیا ماکے کہنے سے پہر ہاتھ صاف  
 دوبارہ کیا ہمکو پہر زیر بار  
 اگر ہوتے پہلے سے یہہ اپنے پاس  
 پڑماتے انہیں بھیج لندن میں ہم  
 وہاں سے جب آتے ہوتا سرور

دکھایا پسرنے جو اپنی خوشی  
 پڑا صبر کرنا ہمیں لا کلام  
 سلام ایسے بچوں کو جو خود پسند  
 وگرنہ ہو پہر زندگی بھی وبال  
 ہے سستی کی قابل اسے سستی گا  
 لکے کرنے کر اور خود بینی بھی  
 بنے وہ فرنگی بڑے ایک تیز  
 کہ ملتے ہیں کالون سے یہہ بر ملا  
 لباس فرنگی سے نفرت انہیں  
 کمری ہمپہ نالش ہوئے برخلاف  
 صفائی گئی دل میں آیا غبار  
 تو کیوں ہوتا دل پر ہراس اور یاس  
 تو حاصل ہوتا کہی علم کم  
 یہہ تعظیم کرتے ہماری ضرور



پہر آنکھوں پہ ہم لیتے ان کو میٹھا  
 کیا پرولیہ لے ان کو تباہ  
 زبانِ قلم اب میں کرتا ہوں بند  
 رہیں وہ جہاں خوش رہیں اپنی گھر  
 نہ ملنا نہ جُلنا نہ کچھ اون سے کام  
 ہم اپنے ہی حصہ پہ قائم ہوئے  
 ہوا ہکو پہی غم سے کچھ دن فراغ  
 نکر تے برادر جو شادی دیاں  
 یہ ہی سچ والد کو یہی تھا مدام  
 وہ دونو یہی کیکے پہر مر گئے  
 غرض کرتا ہوں اب یہہ مضمون تمام

زرو مال یہہ تو سب انکا ہی تھا  
 جہالت سے اپنی خدا ہے گواہ  
 وہ ہوتا ہے جو ہو خدا کو پسند  
 ہمیں کچھ نہیں اون سے مطلب مگر  
 وہ جیتے رہیں تا قیامت مدام  
 ریاست کے سب کام دایم ہوئے  
 رہا دل پہ لڑکون کا لیکن یہہ اغ  
 اوٹھائے یہ غم دل پہ ہم کیوں بیان  
 یہہ ہی والدہ کو رہا لا کلام  
 کہ فرزند افسوس ہم سے چھپے  
 خدا کے ہیں یہہ کارخانہ مدام

ہونا انتقال الدین مولف کا اس عرصہ میں اور یتیم ہو جانا مولف کا  
 خوبی تقدیر و گردشِ چرخ و رضا کے قادرِ قدیر سے

مجھے پہر تیری اب ہوئی ہی تلاش

کدہر ہے تو اے ساقی غم تراش

بچے تھوڑی ٹہنڈی سی دیکر شراب  
 کہ بیٹھے بیٹھائے پڑا چرخ ٹوٹ  
 کیا اوس نے جکویکا یک یتیم  
 کہ والد کا میر کو یل تھا مقام  
 بہت دن سے نزلہ میں تھی مبتلا  
 یہاں تک کہ آنکھیں ہی جاتی رہیں  
 اسی عارضہ میں ہوئے ناتوان  
 کیا آنکھ کے درونے بے قرار  
 بالآخر ہوئی جان اوس میں فنا  
 ہوا غم مجھے اسکا پہرے حساب  
 رہا کوئی سر پر نہ میرے بڑا  
 بولا لے مجھے پاس اپنے خدا  
 میری آبرو اب تیرے ہاتھ ہے  
 ہوا دل پہ یہ والدہ کے یہی غم

وگرنہ یہ دل ہوگا جل کر کیا ب  
 مجھے دونوں ہاتھوں لیا اوسنی ٹوٹ  
 ہوا غم سے اب حال میرا سقیم  
 گذری تھی عمر اپنی گھر پر دام  
 دوا اور دعا سے نہ کچھ ہی ہوا  
 بنائے پہرہ بگڑ ہی گئیں  
 یہاں تک کہ پہرہ ہو گئے نیم جان  
 ملا پہرہ اک دم ہی اونکو قرار  
 گئے وہ یہاں سے بھاگ بھا  
 لگی زندگی میری ہونے شراب  
 میں چھوٹوں سے ہی مکرابہ گیا  
 یہاں رہ کے تنہا کرونگا میں کیا  
 بجز غم نہ کوئی میرے ساتھ ہے  
 کہ تنہا اوٹھاؤں میں کیونکر الم



ضعیفی میں جھکویہ صدمہ ہوا  
 تنہا ہے جھکویہ اب اسے بولا  
 اور اس سے سوا ہے پسر کا غم  
 پسر سے محبت تھی لیل و نہار  
 رہیں زندگی پر گرفتار غم  
 پسر کا بیان پہلے میں کر چکا  
 بہ حکم خدا اس کو جنت ملی  
 غرض آئے کوئل میں پر اک با  
 ہوا والدہ کو یہی اس کا اثر  
 کہ بے حکم رہی شفا سے کھان  
 اوسے میں کیا عزم ملک بقا  
 ملا و نکو باغ ارم کا مقام  
 ہے اچھون کا دولو جہانین ہلا  
 پڑا ٹوٹ کر کوہ دینا تمام

رضا پر تیرے شکر ہے اب خدا  
 تیرے زیر مقدم رجون کی سدا  
 تو یہ یہی ستم ہے ستم ہے ستم  
 کہ چھوٹے یہ ہوتا ہے اکثر پیار  
 اوٹھا دن سے آخر نہ کوہ الم  
 جوانی کے عالم میں وہ مر گیا  
 ہماری دعا و سننے دل سنی  
 کہ نام اس کا ہیضہ پیام قضا  
 ہوئی کچھ دوائے زکا کارگر  
 رضا میں نہیں اوسکی ہی ذلیلان  
 کہ آخر فنا ہے پر آخر فنا  
 خدا مہر بان ہو گیا لا کلام  
 برون کو کوئی بھی نہیں پوچھتا  
 دے اس کے نیچے تھے ہم صبح و شام

ہوا دل پہ وہ غم خدا ہے گواہ  
 کہ دونوں کا سایہ بھی سسکا وٹھا  
 دعا یہ جناب الہی مین کی  
 بلائے زمانہ سے فحکو بچا  
 وصیت یہہ دونوں کی تھی میر نام  
 وگرنہ تمہیں ہو گا اسکا عذاب  
 غرض حکم کی اونکے تعمیل کی  
 بتا یادہ پتھر کا ایسا مزار  
 مگر باغ اونکے میں جاتا ہوں جب  
 وہ باتین وہ کلمے جوا ہر نگار  
 مزار اونکا اسوقت گو تلخ تھا  
 عیس ایسے ہوتے ہیں پیدا کہاں  
 نہیں مرتے مقبول پروردگار  
 وہ زندہ ہیں اب تک یہاں نام سے

ہوا روز روشن سے شام سیاہ  
 اور آخر ہوئے فکر میں مبتلا  
 کہ شرم و وحیا تو کہیگا میری  
 مین بندہ ہوں تیرا تو میرا خدا  
 ہمیں رکھنا تم باغ مین لا کلام  
 کہ پکڑینگے دامن بروز حساب  
 بنائے مین مرقد کے تجھیل کی  
 کہ نام اونکا اوس سے یادگار  
 نصایح وہ یاد اونکے آتے ہیں سب  
 لکھوں آب زر سے اونہیں بار بار  
 پر اب قند سے بھی ہے شیریں سوا  
 کہ خوبی ہو جن کی بہ کون مکان  
 کہ نیکی ہے جنکی سدا یادگار  
 خدا خوش رہا اونکے ہر کام سے



<p>کہ زندہ ہے نیکی سے نوشیروان          کہ ذرہ ہو مہر سے کب سوا          دیا ہو یہ مقبول پروردگار          کرے مغفرت بھی خداے جہان</p>	<p>مثل ہو یہ مشہور اندر جہان          نہیں تجھے ہوتی ہے انگلی شان          دے اس پہ کرتا ہوں اختصار          کہ مل جائے دونو کو باغ جہان</p>
--	--

### غزل مولف

<p>مستخم فی زمان تھی یہ لوگ          خوش زبان خوش بیان تھے لوگ          صاحبان بان تھی یہ لوگ          مرجع صجہان تھے یہ لوگ          صاحبِ ندان تھے یہ لوگ          اک لی بے گمان تھے یہ لوگ          موجبِ خوش شان تھے یہ لوگ          فخر ہندوستان تھی یہ لوگ          ہر دل و جان کے جان تھی یہ لوگ</p>	<p>یادگار جہان تھے یہ لوگ          ایسے دیکھے کہیں نہ اور سنئے          اپنی حالت کے ایک تھی سوین          فیض ہی اسے ہر بشر کو تھا          تھے بزرگ انکی حاصلِ ہوائیں          یہی دنیا کہلاتی تادم مرگ          اس علیگڑھ میں تھے یہ لائٹانی          اک مانہ انیس تہا ان کا          رکن تھے شہر کی یہی مشہور</p>
---	---

جائے ہی خد مل گئی انکو

باخدا راز دان تھے یہ لوگ

شور یہی خاکپاران کا تھا

اسکے ہی قدر دان ہی ہو گئے

تاریخ وفات جناب فیض مآب مسٹر جان پیش صاحب عالیجاہ  
جنت آرام گاہ قوم فریج والد بزرگوار مولف خاکسار پیش  
کول ضلع علی گڑھ

شہر سستی عمدہ اہل فراتس

آنکھ بودا علی واوئی را جلیس

شور چون تاریخ رحلت را بخوات

واو ہاتف مادہ انیس نفیس

یعنی از اعظم برآورده الف

گفت گور جان پیش اعظم پیش

تاریخ رحلت جناب مخدوم معظم مس مدین پیش صاحبہ  
علی گڑھ والدہ ماجدہ مولف غریق رحمت و نصیب جنت

وہ ہی تو جیتے ہیں دنیا میں اور دین میں

جنکے کہ فیض و بخشش ہر دم ہر شت میں ہیں



مدلین پیش یعنی یہ تہین ریمہ کوئل  
عیسے کی مہربان انکی نوشت میں ہیں

تاریخ کا تردد تھا جبکہ شوخچکو  
ہاتف یہ بول اوٹھایا غ بہشت میں ہیں

ناگاہ بیمار پڑا میم صاحبہ مولف کا یہ عارضہ نسوان حکم نزلان  
اور مبتلا رہنا اوس میں تاہفت سال بارخ و طلال اور معالج ہونا  
چند حکمائے وڈا کران بے مثال کا

کہ غم دن بدن محکوم ہے بی حساب  
کہ پیچھے پڑا میری جانکے یہ ہے  
تجھے ہی دعائیں دل و جان سی دون  
یہی تازہ تھی رنج و غم کی دلیل  
پڑا دل پہ صدمہ اک آفات کا  
کہ ہوتا ہے عورات میں جو رواج  
ہوا اور دیر جان گترا اور سوز

کروں پیگے لیاقتی اب کیا شراب  
نہیں چین دیتا مجھے یہ کہہ ہی  
ذرا ہوئے مہلت تو پنی اسکو لون  
ہوئیں ناگہان میم صاحبہ علیل  
ہوا عارضہ اون کو عورات کا  
کیا مختصر پہلے گھر کا علاج  
ہوئی اوس سے تحفہ کچھ چند روز

حکیموں کی تدبیر کر دی شروع  
 مرض کا لکھون کیا جو تھا ماجرا  
 اطباء نے حاذق ہی حیران تھے  
 مہینوں حکیموں کی واروری  
 پہر آیا طرف ڈاکٹر کی خیال  
 مچل صاحب اک پن بڑ میر گیار  
 لازم تھا اونکا بڑا ہوشیار  
 امانت علی نام تھا ڈاکٹر  
 سنا جبکہ صاحب نے یہ حال زار  
 رہو جا کے تم پیش صاحب کے گھر  
 کیا اوس نے اخلاق سے پہر علاج  
 علاج اوسکا سہ ماہ جاری رہا  
 رہا اوس سے آرام تا چند ماہ  
 پہر آخر کو نکلی کرم کنکری

رہی مدتوں تک اوسے رجوع  
 نہ ہو تھا کم بلکہ اکثر سوا  
 دوا کرتے کرتے پریشان تھے  
 شفا اوس سے کچھ ہی نہ حال ہوئی  
 کرے شاید اس سے کرم و الجلال  
 کہین وہ بھی میرٹھ کے جاگیردار  
 تھا مشتاق اوچیدہ روزگار  
 ہر اک عارضہ کی تھی اوسکو خیر  
 دیا حکم تم چوڑ و سب کار و بار  
 دوا میم کی تم کرو غور کر  
 خلیق وہ بہت اوتھا خوش مزاج  
 بہت تجربہ تھا کچھ اوسکا بڑا  
 کیا اوسکو رخصت با عزا و جاہ  
 وہی پائے ہوا دہونے لگی



وہاں ہی یہ لینے کے دینی پڑے  
 سمجھیں نہ آیا مرض بے مزاج  
 قیامت سے افزون تھے شاد و سحر  
 تو دل شکر سے ہوتا خدا ہے گواہ

ہوئے یہاں سے عاجز تو دہلی گئے  
 کیا وہ حکیموں نے وہاں ہی علاج  
 ہوئی اک مہینے وہاں ہی گزر  
 جو حالت مرصعہ کی ہوتی تباہ

### غزل مولف

حکمت میں اب نہیں ہی اس آزار کا علاج  
 کس شکل سی ہو دیدہ خونبار کا علاج  
 ہو گا خدا ہی سی دل افکار کا علاج  
 بے حکم رب نیا یا دل زار کا علاج  
 قاتل یہ ہی ہے تیر گنہ گار کا علاج  
 صیاد تو نے مرغ گرفتار کا علاج  
 یہ ہی چمن میں ہے دل افکار کا علاج

بوفے طبیب ہو چکا بیمار کا علاج  
 تھمتے نہیں پن تو نکلی قطرے بلیک یل  
 مہم ہی جائیں تو یہی نہ مہم لگا بن اب  
 دق ہو کے سب حکیم ہی بالین سے اوٹہ گئے  
 پانی نہ مانگے ایسی لگا تیغ کھینچ کر  
 پر باندہ کہ جو پھر چہری کیا کیا یہ خوب  
 شبنم جو زخم کل نہ چہر کٹی ہی تو نمک

اب شور کی دوا نہ کرو حضرت سیح

آیگار اس اسکو نہ سرکار کا علاج

کیا پہر روانہ او نہیں گوا لیا  
 امیر علی او کو کہتا جہان  
 وہ راجہ کے نوکر تھے اک خاص بان  
 رہا دو برس تک پہر اونکا علاج  
 میرے حال پر یہی کرم اونکا تھا  
 مخاطب دل و جان سے وہی ادھر  
 تھی دست شفایں مسیح الزمان  
 کتابوں کو وہ دیکھ کرتے دوا  
 پہر آرام ہوا اون کی تدبیر سے  
 رہا دو برس تک افاقہ بہت  
 دے حکم رب سے تو چارہ ہمیں  
 ہوا زور پر وہ مرض جان گزا  
 قیامت کا دن پہر ہوا رو بکار  
 دواؤں کا پہر کہا نا جاری ہوا

وہاں ہی علاج تھے اک نامدار  
 کہ حکمت میں وہ تھے ارسطو زمان  
 تھا لقمان یہی اونکا اک پاسبان  
 وہ پہچانتے تھے مرض اور مزاج  
 غنیمت خیال اور نرم اونکا تھا  
 کہ ہمدرد صادق تھے اٹھوں پہر  
 وہ مقبول خلاق تھے بیگمان  
 دقیقہ کوئی رکھا نہ تھا  
 تھی بڑ بڑ دوا اونکی اکسیر سے  
 مرض سے رہا علاقہ بہت  
 کیا کا بھی اوس میں اجارہ نہیں  
 کہ وہ جاں کے ساتھ جانیکو تھا  
 قرار اوٹھ گیا دل ہوا بے قرار  
 وہ ہی جن سے پہلے ہوئی تھی شفا



پیر آرام اون سے نپایا کبھی  
دوبارہ روانہ ہوئے گوالیار

کیا پہرہ داوا سر نو شروع  
سیر داونکے کر کے گھر آئے جو ہم  
یہاں کا تو غم میں نے پہوڑا یہاں

تو عاجز ہوئے اور جان پرہی  
گئے پاس اونکے جو تھے غمگسار

کری التجا اور اوتے رجوع  
تو ماتم سرا گھر تھا اور اپنا دم  
اب آگے سٹو غم غلط کا بیان

پسر کرنا ایام تہنہا یکا بہ شغل سر و سراپاں عشرتکہ قال و فتح  
کرنارنج و ملال بہ شوق شاعری و صحبت احباب شیرین مقال واقع میگر

مجھے اب تو ساقی دے آہ بقا  
سرفراز سے پیکے میں جی پڑوں  
لگا کاٹ کہا نیکو جب میرا گھر  
تو احباب بولے کہ ایسا نہو  
کر دو تم علاج دل پیرالم  
لکھو کچھ مضامین خلافت ملال  
پہراؤ کو کسی خوش گلو سے سنو

کہ دم ہی لیون پیرا آ گیا  
کسی طرح دنیا میں دودن رہوں  
ہوئے اردشمن ہی دیوار و در  
کہین تم ہی اس غم میں جان پٹی دو  
سٹے تاکہ اس لئے کچھ نقش غم  
کہ جن سے طبیعت ہو کچھ تو بحال  
کبھی تو دراز نہ دل تم بنو

مضامین سے چارہ غم کیا  
 مغل جان میرٹھ میں ہے خوش نوا  
 اوسے بہر تفریح نوکر رکھا  
 کیا قصد دل میں کہ یہ مشغلہ  
 دل غمزہ کو بہلاتی تھی  
 جگر سے جو وہ لیتی تھی کھج تان  
 سم و تال کا وہ مزا اوس میں تھا  
 وہ کھٹکا غضب ساتھ ہر آنکے  
 خیالوں کا جب دل پر آیا خیال  
 اوٹھایا چوٹ تو یہ غل مچا  
 لی وہ ہرپ تو پہر و پہر ہی پت گئی  
 غزل میں وہ لفظوں کی صحت کمال  
 وہ شایستہ لہجہ وہ شستہ زبان  
 وہ پختی سی ٹھہری چلا چلی کی بات

خوش الحانوں سے او کو سنتی لگا  
 خوش انداز اور خوش گلو خوش ادا  
 مہینا بھی بچا ہ کا کر دیا  
 رے تاشفائے مرلیضہ روا  
 غزل شور کی شور سے گاتی تھی  
 فلک پر پہنچتی تھی مانند بان  
 کہ بیجو ہوا سن اوسے باورا  
 کہ کھٹکا کرے دلین انسان کے  
 ہوئے سامعین غش ہی اور لیا حل  
 کہ شوری ہی شور اوسکا سن جیڑا  
 بری سنے والوں کی نوبت ہوئی  
 کہ رہ جائے زیر و زبر کیا مجال  
 پڑھونکے کترتی تھی ہر دم وہ کان  
 دل سامعین ہی چلا اوسکے ساتھ



بتانے میں اس کے عجب ہاتھ تھے  
 وہ شیریں زبانی سے کرتی تھی بات  
 وہ ناز و ادا رقص میں اس کے تھا  
 ہوا کرتا جلسہ حب ایسا یہاں  
 ہوا کرتی دعوت بھی احباب کی  
 سنا کرتے ہر وقت کا ہم ہی راگ  
 جو گاتی کبھی راگنی سو مثنوی  
 جو دیک کو وہ چھیڑتی تھی کبھی  
 کبھی دل لگا کر وہ گاتی جو دیس  
 جو سارنگ گاتی تھی وہ دلریا  
 سمجھتا جو کوئی تھا اس کا بہاگ  
 سحر کو جو گانے لگی بہیروین  
 اس سے تھا نہ بے راگ اکدم ہیچ  
 سحر سے جو لگتا تھا گانیکا تار

کہ باتیں بنا کر وہ لیتی تھی جی  
 کوئی سامنے اس کے کرتا نیا بات  
 پیر کو پیر سے رکھتی تھی دلریا  
 سبھی سنے آتے تھے پیر و جوان  
 عجب ل لگی تھی عجب دل لگی  
 کہ شاہموں کم تھی نہ اون و نہ ہاگ  
 تو موہ لیتی تھی دل کو وہ موہنی  
 تو ہو جاتی تھی دل پہ اک روشنی  
 ارادہ یہ ہوتا کہ چل دو بدیس  
 تو ہم سا ہی رنگ ہوتا تھا بزم کا  
 بڑی اس کی دنیا میں تھی سب بہاگ  
 تو دل کا بھی تر کا ہوا پیر وین  
 کہ تھی اس کے گانے غشش تان سین  
 تو اس نشہ کا شیب کو تھوتا اوتار

جوشب سے کہی اگیا اسکا وار  
 غرض یہ رہا سناگ تا چند سال  
 ہوئی پیر تو گائے میں مشہور وہ  
 بولائی وہ جاتی تھی نزدیک دور  
 رہا اس طرح گو غلط اپنا غم  
 سو یہ بھی فلک کو ہونا گوار  
 نظربدی سمے دکھا اپنا رنگ  
 یہاں سے بیان کرتا ہوں اسکی حال

گریبان سحر کا ہوا تار تار  
 کہ لی اپنا لہنا ہوئی وہ نہال  
 بڑا بس دماغ اور ہوئی دور وہ  
 ہر اک قدر کرتا تھا اسکی ضرور  
 مگر گھر کی جانب سے پز مردہ ہم  
 بنا کر بگاڑا حسین بار بار  
 لگا چال چلنے وہ ہم سے کوڈہنگ  
 پہر آئی قیامت ہوا غیر حال

پہر ترقی پر پہنچتا مرض میم صاحبہ کا بارنج و ملاں اور گوالیار اگرچہ  
 اگرچہ تا عرصہ یک سال اور شروع کرنا علاج ڈاکٹر مکمل حاصل کرے اگر

یہ کیا جام ساقی پلایا مجھے  
 کہ پیتے ہی اس کے اور می پیر ہوش  
 بڑی آئی پیر گوالیر سے خبر  
 رہی مدتوں جاری ساری روا

مزا درد کا پہر چکھایا مجھے  
 نہ صحبت رہی وہ نہ جوش و خروش  
 مرض ہے ترقی پہ شام و سحر  
 شفا کی نہ کیوں آئی باری خدا



وہ ہی مہربان اپنے تھے جو حکیم  
 لگے کہنے اپنے سے میں کر چکا  
 دوا میں اثر نے دوا میں اثر  
 یہ ہے رابے میری کہ بدلو ہوا  
 کرو جا کے اب اگر وہ میں علاج  
 ہے اکٹرو مان بڑا ذی شعور  
 شفا اوس سے ہوگی مقرر انہیں  
 چلے وہاں سے پہر اگر وہ میں رہے  
 کیا سال بہر تک وہاں پر قیام  
 پڑا فی تہی اون سے بڑی رسم و راہ  
 کروں اس سے بڑے کہ میں تعریف کیا  
 یہ اظہار یہی مجھ کو کرنا پڑا  
 ہوا اسکا آغاز تھا گوا لیر  
 کہا پہلے میں فکر اسکی کروں

وہ شاکر ہوئے برضا کے کریم  
 مگر حکم شافی میں ہے دخل کیا  
 کسی کو نہیں غیب کی کچھ خبر  
 دوا کرتے کرتے میں وق ہو گیا  
 بدلتا ہے آب ہوا سے مزاج  
 ہے نامی و مشہور نزدیک دور  
 لو جلدی سے لیجاؤ وہاں پر نہیں  
 دوا اور دوا سے نہ غافل ہوئے  
 معالج وہ ہی ڈاکٹر تھے علم  
 مخاطب رہے دل سے شام و چاہ  
 مسیحا میں وہ یا ولی خدا  
 مرض نے مریض کو مجنون کیا  
 سمجھا اسکو پہلے گیا ڈاکٹر  
 کہ ادویہ حار سے ہے جنون

کرونگا میں اک سال اسکی دوا  
 غرض سال بہر تک رہی اسکی فکر  
 دوا تازہ آتی تھی ہر صبح و شام  
 برادر کے گھر میں سب آرام تھا  
 ولے جبکہ ٹوٹے کے بوٹے نہو  
 بجز حکم اس کے شفا ہے کہاں  
 نہ اونتر اجنوں جسے مجنون کیا  
 بیولی ڈاکٹر ہی پہرٹائے یاس  
 کہا اب یہ پچھنے کی صورت نہیں  
 بالآخر اسی شب ہوئیں وہ تمام  
 اوٹھائی جو کلیف تا ہفت سال  
 گئی قالب خاک سے جان نکل  
 ہوا اپنی آنکھوں میں عالم سیاہ  
 کیا خانہ ویران میرا تو نے ولے

گیا یہ تو پہلا مرض ہی مٹا  
 یہ ہی کام تھا اور نہ تھا کچھ ہی کر  
 دل و جان سے مصروف تھے لاکلام  
 عنایت سے اونکی میرا کام تھا  
 دوا اور دعا طاق میں سب کہو  
 دوا ہے کہاں اور دعا ہی کہاں  
 یہ قدرت نے اسکی تھا افسوس کیا  
 گیا ٹوٹ دل اونکا ہو کر ہر اس  
 نہ امید اسکی رکھو نے یقین  
 اجل امی جنت کا لیکر پیام  
 وہ جنت کا سامان تھا انتقال  
 ارم کے محل میں گئی ہر محل  
 فلک سر پہ ٹوٹا بہ حال تباہ  
 کیا مجھ کو ہر باد یوں ہائے ہائے



کہ تو مدعی سب کا ہے پر ملا  
کسی کا بچے وصل بہا تا نہیں  
مقابل نہیں اوسکے ہے زمینہا  
فراموش ہوتا ہے دکنہ رات  
پہر آئے جو گھر یہ تو گریہ کنان  
تیرے حکم سے ہم ہی پہنچیں قریب  
وہ ہی پہلا اوچڑا ہوا خانہ تھا

بقول حسن سچ ہے یہ مدعا  
تو دودل کو کچا بیٹھا تا نہیں  
اگرچہ بہت اب ہی بن رشتہ دار  
یہ جایگا غم ہی میروم کے ساتھ  
کری اوسکی تجھ پر تکفین و مان  
خدا کراوے سالو جنت نصیب  
اگر آجودیکھا تو ویرانہ تھا

### تاریخ و قمار حوازمولف

تو دل میں اپنے غمنے ہائے جالی  
ہوا بے ایک کے بہہ خانہ خالی

گین دنیا سے جس دم صاحب  
کہا دل نے پئے تاریخ ای شور

ایضا

گھر چمن تھا سواب بیابان ہے  
نہ وہ گل ہے نہ وہ گلستان ہے

میں صاحب کے انتقال سے یہ  
خار خار غم خزا ہی رہا

فکر سال وفات تھی ناگاہ

کہا ہاتھ نے کیوں توجیران ہے

لبِ حُجرت سے صاف کہ شور

خانہ ویران ہے خانہ ویران ہے

یہ سکر پیرائی مغل جان بھی

رہا چند روزہ وہ پہر شغلہ

دروہام سی تھی صدارونیکی

ہنسی کا نہ کچھ لطف نے رونیکا

اسی رنج میں تھی طبیعت میری

لگی ہوئے فرمایشین کچھ کلان

اسی وجہ سے اوسکو رخصت کیا

بہت دوستوں نے تعجب کیا

کہا یہی کرتے تھے برنا و پیر

نہ تھا اس سے آگاہ مطلق کوئی

کیا جب کہ انکار دل سے تمام

اور سم پر سہ کی اوسنے یہی کی

مگر دل نہ پہلا سا اوس پر لگا

ہمین پڑ گئی اپنی جان کہو نیکی

مزا کر کر اہو گیا جو کہ تھا

مغل جان سے تکرار لفظی ہوئی

اوشہا ہم سکے وہ نہ بارگران

دل جان پہ سنگ صبور ی کہا

کہ کیونکر یہ چو ٹیگی ان سے بلا

کہ ہو جائینگے صاحب اپنے فقیر

کہ انکی طبیعت اب اس پہری

تو پہرنا نہیں اوس سمزدون کا کام



برسوں جب اس بات کو ہو گیا  
 کہ صاحب نے ترک اب ملاقات کی  
 بلکہ دوسرے کو لیا اس سے کام  
 لازم رکھا اور سکو تا ایک سال  
 وہ راگ اور تپے رنگ میں ہی رہی  
 نہ کچھ یاد کر سکا تھا اور سکو شوق  
 سب اس کا یہ حافظہ کچھ نہ تھا  
 وہ رہتی کہی تھی نہ اک دوہہ بند  
 نہ شیریں زبان کی جب لطف اڑھے  
 رفوچکر اور سکو ہی پہر کر دیا  
 یہی دل میں ٹھانی کہ تو یہ پہلی  
 کیا پہلے غفلت سے نقصان ل  
 غرض چوڑ کر کفران سے بچے  
 کیا شکر گھی کہاں کے گٹری رکھی

تو پہر سب کو پیشک یقین ہو گیا  
 رکھی ان پہر پنی ہی بات کی  
 کہ رمضان تو تھا اور کا مشہور نام  
 کہ شاید طبیعت ہو پہر ہی بحال  
 گلہ باز نہ اس سے بڑکھ نہ ہی  
 ہمارے کلاموں سے کم رکھتی فوق  
 اور عیاشی کا اور سکو چسکا پڑا  
 کہ ہر جامی تھی اور بڑی خود پسند  
 تو پہر شور اس سے ہی کہتے ہوئے  
 کہ جگر سے اس قوم کے دل ہیرا  
 نہ آئنگے پہر بس میں اس کے کہی  
 ہوا طعن خلقت سے پہر انفعال  
 خدا سے ملے اور بنو لے پہر سے  
 ولیکن نہ تہمتی پہر سپر کہی

یہ تھا قول سعدی کا یہی دل نشین  
دیرین درط کشتی فروشد ہزار

یہ سوئے حلال آیا پہر دل تسمام  
لگا روئے وہ خانہ ویران کو دیکھ

سیحائے پہر کی یہی ہی التجا  
کہ اس خانہ ویران کو آباد کر

وہاں سے نذا خواب میں یہ پو  
تیرا گھر پر آباد ہو جائے گا

مگر تجھ کو لازم ہے گھر سے نکل

کہ بیوے تھے اسکو کہی ہم نہیں  
کہ پیدا شد تختہ برکت سار

مٹا اسکے صفحہ سے حرفِ حرام  
غم ظاہری رنجِ پنهان کو دیکھ

میری درد و غم کی تو بھیج اب دوا  
دل غمزدہ کو پہر آبِ شاد کر

کہ اے شورِ مضطر نہ ہونا کہی  
خدا مشکل آسان فرما یگا

کہ جو بندہ یا بندہ ہے یہ مثل

گھر سے نکلنا بہ تلاش خانہ آبادی و ہونا از سر نو شاد می بخانہ سوا

سکندر صاحب مرحوم رئیس گوالیار عالی وقار نامور روزگار

کہ فرہ کو جس سے ملے آفتاب

سرو سے گھر بار آباد ہو

فلک نے کیا مہر اور ہم کو پیار

پلا سا قیاب وہ نوری شراب

او سے پیکیے ناشاد پہر شاد ہو

ہوئے فرس بہت پیچہم سوار



گئے اگر وہاں ہوئی جستجو  
 ہوا دل میں گرجی کی جانب خیال  
 رہے وہاں پختہ می رہا دل وہاں  
 کیا لکھنویاں سے چل کر قیام  
 ملی گرچہ دو چار گھر ہی ضرور  
 نہو جب تلک رنگ اور اپنا ڈھنگ  
 اگر ہو نہ زن اپنے کچھ کام کی  
 چلے وہاں سے یہی ہو کے مایوس ہم  
 رہا فکر میں ڈوباد نرات دل  
 گیا خود بخود ہی پہرا پنا دہیان  
 سوامی سکندر ہے مشہور نام  
 ہمارے وہ پہلے سے تھے رشتہ دار  
 دے شک یہ تھا ہم ہوئے کہیں  
 کہ اس وجہ سے شاید انکار ہو

نہ ہاتھ آیا اپنے کو می نیک خو  
 تو وہ لوگ اپنے نہ تھے حلال  
 چلے آگے کو لیکے ہمراہ یاس  
 تلاش اسکی کرنے لگے صبح و شام  
 مگر میل سے اپنے وہ ہی تھی دور  
 تو اس سنگ کو کہنا لازم ہی سنگ  
 تو دوجہ نہ دنیا میں ہے جیتے جی  
 تو گھر پر ہے اگر لیا ہم نے دم  
 ہوئی دور اور وہو پ میں مضحل  
 کہ ایک گوالیر میں ہے عالی مکان  
 کئی راجہ ہیں بہت نیک کام  
 قرابت کا ہوتا ہے کچھ اعتبار  
 ہماری نہیں اب ہیں شادی کے دن  
 تو پھر غنچہ دل پہ ایک خا رہو

کرے جو خدا اور خدا کا رسول  
ہوئے تھے وہاں منقذی چند سال

مکریم او کی تہین قاسم مقام  
اونہیں خط میں لکھا کرم کیجئے  
مجھے آپ سے ہے نیاز قدیم

اونہوں نے وہ خط پڑھ کر بھیجا جواب

لکھا یہ کہ راضی ہیں ہم باسرور  
کیا سکے وہاں دشمنوں کی وہ کلم

و یا پادر کو یہ فقرہ عجیب

نہیں اس کا لازم ہے ہونا کبھی

غلا وہ ازین وہ بہت ہی خراب

یہ سنتے ہی شک پادر کو ہوا

تہ آئین گاجب تک کہ حکم لبشب

خیر لبشب کو جو پروی گئی

کیا یہ پروسا گئے غلو قبول

کہ صاحب کا تھا ہو گیا انتقال

شریف زمان فیض بخش اتمام

غلامی میں اپنے مجھے لیجئے

کہ ہیں آپ مقبول و رب کریم

کہ غلو عنایت سے تھا با صواب

چلے او عند الطلب تم ضرور

کہ ہونے نپائے یہ کام انصرام

کہ دو لو کارشتہ بہت ہی قریب

مخالف ہے مذہب کے صورت ہوئی

جو آتا ہے شادی کو یہاں پر شتاب

اونہوں نے پہر انکاریوں کر دیا

میرے عذر کا یہی وہی ہے سبب

اونہوں نے بہت اسکی تحقیق کی



نہ ثابت ہوا جبکہ رشتہ قریب  
 گیا حکم پر پادری کو دیا  
 یہ سنگر چل ہو گئے سب عدو  
 گئے ہم وہاں پہ خوشی یا خوشی  
 نظر آئے دشمن کے گولا کہہ بیچ  
 ہماری بدی پہلے کیا کیا ہوئی  
 پراسخام کو کچھ نہ بس چل سکا  
 بقو حسن یہ بہت راست ہی  
 کیسکی بدی تو نہ کر عیب ہے  
 طرف ثانی تھے خوب پختہ مزاج  
 غرض وہوم سے پہ تو شادی ہوئی

نیشب کا حکم رحمت نصیب  
 کہ دولہ کی شادی کرو بے گمان  
 نہیں آئی آگے کو کچھ گفتگو  
 لئے ساتھ اپنے تھے چند آدمی  
 کیا غور جب پہنئے سب سے وہ بیچ  
 او دہر کی ہراسی ہی ہم سے کہی  
 خدا کو جو منظور تھا وہ ہوا  
 کہ اس میں نہ کچھ یہی کم و کاست  
 کہ اسکا خدا عالم الغیب ہے  
 کیسکی نہ مان کیا اپنا کاج  
 نصیب عدو نامرادی ہوئی

### سہرہ مولف از مولف

شو صاحب کے بندہ آج جو سپر سپر  
 ہوا رشتہ جو سوای سکندر کو لا

دوسرا تھا یہ تقدیر میں مقرر سپر  
 اپنے مقصوم کا تھا یہ سکندر سپر

<p>سرو پا سے ہی ہوا جاتا ہے باہر سہرا          فخر سے چرخ پہ سو بار چڑھا سر سہرا          گاؤں گا پیکے برائے می کا میں ساغ سہرا          روشنی اوسکی سے روشن ہو سر سہرا</p>	<p>بڑا اتنا ہے خوشی سے کہ سرزمین          بعد ایک سال کے پہر ہی بھگھر آباد ہوا          ساقیادور چلے آج کہ دل خوش ہی میرا          اب کوئی دین خدادیوی چراغ خانہ</p>
---	--

اہل مجلس نے کھا شور سے یہ تہڑا  
 لومبارک ہو تمہیں اپنی برادر سہرا

<p>کہ سکھیا طوایف تہی جانِ جہان          گلے میں بہا تھا یہ تالون کا گنج          تو دکھ یا الم پیر نہ ہوتا بہ شام          کہ ہو جائے پانی اگر دل ہو سنگ          کہ کہن کا کرے دلین شام و پگاہ          چلاتی تہی تیرو سنان تان تان          گئے بہول تان اپنی تان سین          کہ زہرہ کے بھی دلین بل پڑ گئے</p>	<p>رہا خوب جلسہ ہی دو دن ومان          وہ سکھیا مثالی تہی دیکھنا کا رخ          سحر اٹھ کے سکھیا کالیوی جو نام          وہ گانیکا رنگ اور بتانیکا ڈھنگ          گلے میں رہ کہن کا خدا کی پناہ          اوٹھاتی جگر سے تہی جب کوئی تان          سننے اوسکی جب تان ن اورین          وہ تہی رقص میں اوسکے چہل بل تہی</p>
---	---



لگا ایک ٹھوکرا دٹھایا اونہیں  
 سرو تک کر دن اوسکی کیا میں صفات  
 رسیدہ نہ ہوتی سن و سال میں  
 کہ جال اوسکا بھونچال سے کم نہ تھا  
 بچائے خدا اوس خوش آواز سے  
 تھے اوس طلبہ میں ایک عالی وقار  
 مہاراج کے وہ نمک خوار ہیں  
 کہ ہے نام ادکا دو منیگ انطون  
 ہمارے وطن وارڈ می احترام  
 شریک طرب ہمد امبساط  
 مراحى کا لغمہ سنا خوب سا  
 برادر وہ ایسے ہیں باغ و بہار  
 کہ سکھیا سے وہ ہی رہے پیر سکھی  
 سنا اب ہے ہنسنے کہ وہ مر گئے

جو مرتے تھے اوس پر جلایا اونہیں  
 کہ بے سر کے مردم سے کرتی نہ بات  
 تو پہنستے جوان اوسکے ہی جال میں  
 خرام اوسکا بھونچال سے کم نہ تھا  
 رکھے دور ہر ناز انداز سے  
 برا در ہمارے تھے اور غم گسار  
 رسالہ کے افسر میں سردار ہیں  
 بیان صاف کرنا مومن اونکا میں کن  
 وطن سروہنہ اونکا عالی مقام  
 رہے ہرم میں وہ بہ لطف و نشاط  
 پیالہ کا دورہ رہا خوب سا  
 ہزاروں میں اک گل وہ ہیں رنگدار  
 نہ پاس آیا دکھ اونکے ہرگز کہی  
 دلون پر وہ سنگ الم دہر گئے

خدا او کو بخشے ہو جنت نصیب  
 اور اک دوست اوس بزم میں میری  
 براور ہے وہ اور پسن تھا نام  
 او نہونے کیا ترک دنیا کا گھر  
 بڑی خوبیان ساتھ وہ لے گئے  
 میرا اون سے رشتہ ہی تھا اک قریب  
 خدا نے دیا او کو باغ ارم  
 اور اک او پر ہی ہے میرے رشتہ دار  
 رہے وہ ہی شادی میں ہمدم میرے  
 قصائے پراو کو ہی تہوڑا نہ ہائے  
 خدا بخشے او کو بہ فضل و کرم  
 غرض خوب خاطر ہماری ہوئی  
 وقیفہ نہ باقی کوئی بھی رکھا  
 سحر کو جو رخصت ہوئی پہر رات

کہ اک شخص ہے وہ عجیب و غریب  
 شکلیہ جلیل بہت خوب ہے  
 محبت بہری دل میں تھی لا کلام  
 کیا تہوڑی سن میں بیان ہی سفر  
 ہزاروں مگر داغ دل دیکھتے  
 خلیق و شفیق و جوان عجیب  
 فرشتوں سے انسان تہوڑا کم  
 کہ تھا ہر کس نام ہی طرح دار  
 کہ اک رنگ ایسے نہ دیکھے سنے  
 جوانی کا کچھ لطف دیکھا نہ ہائے  
 غنیمت تھا گھر اون کے میں اون کا دم  
 تواضع تکلف سے ساری ہوئی  
 طرف ثانی نے خوش کیا خوب سا  
 تو داخل ہوئی اگر رات رات



کہ سرور کے ہوئی وہاں قلوب  
وہاں سے کیا کول اگر قیام  
پرانے جو غجوار تھے اور رفیق  
مہینا گیا اس میں کچھ بیش و کم  
گیا غم خوشی امی دل شاہ ہے  
کہ اوس نے کیا اسکا سب انعام  
نہ جوڑا ملے اور نہ گھوڑا ملے  
اسی طرح ہو ہر بشر بہرہ ور

ہوا جلسہ اک الگوین ہی خوب  
کیا چارون اگرہ میں مقام  
سبارک سلامت کو آئے شفیق  
وہاں سے چلی آئے میرٹھ میں ہم  
یہ گھر از سر نو پہر آیا وہ ہے  
کیا شکر معبود کا صبح و شام  
بجز حکم اوس کے نہ جوڑا ملے  
کیا جیسے آیا دحق نے یہ گھر

عنایت الہی سے بعد یکم سال پیدا ہونا دختر نیک اختر کا بمقام علیگڑ  
اور بچائے فرزند ارجمند اوسکو سمجھا کہ تہنیت کرنا اوسکی بمقام مذکور

دارالسرور وطن مولف

کہ دیکھو ن نظر بہر رخ آفتاب  
تو پہر غیب سے میری امداد ہو  
دیا مجھ کو خالق نے روشن چراغ

پلا سا قیا آج تازہ شراب  
پیالے پیوں اور خدا یاد ہو  
ضعیفی کے عالم میں جیکانہا داغ

دیا یہ جو پری میں روشن دیا  
 ہمیں اسکی کچھ ہی نہیں تھی امید  
 ہوا اس میں عرصہ تو نشوونما تھی  
 سہون نے کہا ہے مرض الکلام  
 چلی ایک صاحب کی فکر رسا  
 کیا اک مہینے برابر علاج  
 ہوئی ایسی تکلیف جان پر بنی  
 خدا نے کیا پھر سر نو کرم  
 کہ دو نگاہیں اس گھیر میں روشن چرخ  
 خدا کی نظر اور انسان کی اور  
 کوئی بھی نہ سمجھا یہ راز تہان  
 گذرب گیا اس میں یکین سال  
 صحیح اور سلامت وہ پیدا ہوئی  
 گئے اسکی قدرت کو تہی جو کہ بھول

دیا کچھ بزرگون کا ہم کو ملا  
 مریا یا تازہ خدا کا ہے یہید  
 طبعیوں سے پہر اسکی تقیش کی  
 دوائیں کرو اسکی جلد می تمام  
 جو تھے گواہیں بہت سے ڈکا  
 نہ آیا وہ اصلا رفیق مزاج  
 کہ آخر کو اونکی دوا چھوڑ دی  
 جو منظور اس کو تھا یہ مہدم  
 کرمی دل سے اس گھر کے جو داغ  
 کہ اسکی نظر کا کسے پایا طور  
 کہ یوں وقت پر ہو گیا وہ عیان  
 خدا نے دی اک دختر خوش جمال  
 خدا نے بھی کی نظر نیچے کی  
 ہوئے سرگون سب ظلوم و جہول



کروں وصف اوسکا بقول حسن	کیا پیدا جس لئے زمین و زمن
وہ ایسا ہی بکیتا سے معبود ہے	قلم جو لکھے اوس سے افرو و ہے

تاریخ تولید دختر نیک اختر از مولف

مردہ تولید دخت کا سکر	مچ گیا شور شادیانہ کا
یہ توفزند کی برابر ہے	متفق قول ہے زمانہ کا

فکر تاریخ گزرتھے ہے شور

لکھدے اسکو چراغ خانہ کا

۶۱۸

چھٹی دختر مذکور ار مولف

ہوئی شما جو پہلے سی ساز کا چھٹی	تو چاروں سمت سی کرتی ہی کیا چھٹی
خدا نے شور کو بخشے جو نور کی پتلی	تو اوسپہ محو کو لائی پے شمار چھٹی
اسی طرح سے خداوی ہے نوہال دلا	کہ چند سال سے تہی یہ امیدوار چھٹی
سنا جو حورون نے جنت کی اسکو شیرین	تو لائیں چاند کی چوٹی کو کمرنگہا چھٹی
سبار کی کی صدا چار سمت سے آمئی	نہ کیونکر دلیں پہر اتر اسے بار بار چھٹی
خبر خوشی کی جو ساتوں فلک تلک پہنچی	تو گامی دل سی ہی زہرہ نے کیا چھٹی

و کہا یا وقت ضعیفی میں یہ خداؤں  
خوشی رنگی جو چالیس دن تک اسکی  
صدا جو پہنچی ہے ہنسلی کڑوئی کا نہیں

زمانہ کہتا ہے ہوا ایسے میں بار چھٹی  
تو ہو گی اوسپہ یہ سو طرح نثار چھٹی  
ضرورت کی اپنی ہی مال دار چھٹی

کرو نہ شور کچھ اسمین تم آج سنا اور پانچ  
نصیب ہو تمہیں ایسی سال و چھٹی

ہوئی پہر تو وہ وہ خوشی تا دو ماہ  
شب و روز شکر اوسکا کرتے رہے  
رہے پہر تو جلسے برابر عیان  
لگین دعوتیں ہوتے ہی صبح و شام  
وہ دختر نہ تھی بلکہ تھا اک پسر  
خوشی کی ہوئی اسقدر وہوٹ مام  
ملا سبکو آخر زو پا رہے  
بڑی دھوم سے آمی ہو چکا تمام  
تکلف سے وہ تھی سرا سیر ہری

کہ دل کو خبر یا خدا ہے گواہ  
ترجم کا دم اوسکے پہرتے رہے  
کہ سرور تھے خولش دیگان و ہاں  
دے کرتے ٹوپی سپہوئے تمام  
خدا کی عنایت تھی وہ سیر  
کہ اب تک وہ ہے یاد گار نام  
دعا گو جو گھر کے تھے صبح و صبا  
جو پہنچی تھی نانی نے با احتشام  
ہوئی بی تکلف سب اس سے خوشی



<p>وہ یوہ تہین اولاد اوکے تھی          براد کی اولاد کی ماہنوں          کہ فرزدی میں اوکو وہ دیگی          پلا یا کین امرت کا پیالہ او سے          رہیں او سپہ خود و ہمد جان نثار          وہ ہی جان او کی تھی او رہی مال          او سی کے کہلانے میں مصروف تہین          کہ وعید تھا اور شب شب برات          مگر اپنے آرام سے بہا گتین          کہ انجان تھی او کے آگے سہی          کہ دونو تہین وہ مثل شیر و شکر          برابر خوشی تھی او ہر اور او در</p>	<p>علیگدہین ہمیشہ جوتھی میری          مننا تھی او کو کہ میں گو دلوں          چنا چھ وہ لڑکی علی گڈہ رہی          او ہوں نے دل و جان پیالا او سے          رکھی والی او سپر بہت ہو شیار          شب و روز رہتا او سی کا خیال          یہاں تک کہ بہو اپنے کو وہ گین          جو دن کو وہ سر پر تو سینہ پات          وہ سو جاتی دم بہر تو یہ جاگتین          وہ لڑکی ہی جان او کو اتنا گئی          نہ تھی دین و دنیا کی کچھ ہی خبر          او تہین دیکے لڑکی کو ہم آئے مگر</p>
---	---

نوٹنا کوہ الم کا گردن سپہ نے مہر سے سپہ اور گد زنا صد عظیم  
 دختر نیک اختر کا دل و جگر پر بیاضہ نموی وندان بمقام علیگڈہ

کروں کیا بیان تازہ رنج و الم  
 خوشی ہوتی تھوڑی ہی اور غم بہت  
 کسی پر نہ اسرار غیبی کہلا  
 ہے غفلت کا پردہ جو رخ پر پڑا  
 ملاتا ہے ارض و سما کی طناب  
 قضا و قدر کا جو ہوا خستیار  
 پیر اس پر ہی دعویٰ خدائیکہ ہے  
 یہی چاہتا ہے کہ راجہ بنوں  
 نہیں جانتا بے رضا کے خدا  
 یہ بیٹا ہی میرا یہ بیٹی میری  
 غرض یہ اسی نشہ میں روز و شب  
 نہیں علم ہے یہ ہی دنیا سرائے  
 نہ کچھ ساتھ لائے نہ لے جائینگے  
 خوشی ہے یہ وہ نکی غم ہے سدا

کہ ام سدا سے ہی شادی و غم  
 اسے میں رہے مبتلا ہم بہت  
 کہ ہے آج کیا اور کل ہو گا کیا  
 اسی سے یہ انسان حاصل رہا  
 نہیں یہ خبر میں ہوں مثل حباب  
 نہ پاکو زمین پر رکھے زمینہار  
 تماشا بڑا خود نمائے کا ہے  
 میری حکمرانی ہو سب پر فزون  
 نہیں برگ کو ہوتی جنبش ذرا  
 یہ ہے مال تیرا یہ ثروت تیری  
 ہے سرشار و بخود بے عیش و طرب  
 میں مہمان ہم اسمیں دودن گوہارے  
 جو نیکی کرینگے تو کچھ پائیں گے  
 کوئی یہاں رہیگا نہ کوئی رہا



ہوئی ختم اسپر یہ تہید ہے  
 وہ اکدن تہا لڑکی جو پیدا ہوئی  
 اور اکدن ہے یہ آج غم کا پہرا  
 رہی تو مہینے وہ زندہ ضرور  
 یکایک مرض میں ہوئی مبتلا  
 دوا اسکی پیر کی بخوبی تمام  
 کہ اسکے جگر پر دم آ گیا  
 غرض چونہ کرتا تھا وہ یہی کیا  
 یہ سن ہم بھی دوڑے گئی بدحواس  
 ہوا اسکا پیمانہ لبریز وائے  
 دوائے کیا اور نہ دارو نے کام  
 نہ بن آیا کچھ ہاتھ ملتے رہے

کہ ہر روز ہوتی نہیں عید ہے  
 خوشی اسکی گھر گھر ہویدا ہوئی  
 کہ ماتم سے اسکے جگر خون ہوا  
 خوشی باخوشی دلکو دیتی سرور  
 کہ دانتوں کا جنروی سا تھا خستہ  
 مگر ڈاکٹر نے کیا یہ کلام  
 خدا ہی ہے اب اسکا حافظ بڑا  
 نہ حکم شفا اسکے حق میں ہوا  
 کہ صدمہ جگر پر تھا اور دل اوداس  
 وہ طوطا اوڑا ہاتھ سے ہائی بائے  
 خدا نے جو چاہا ہوا وہ تمام  
 تپ دل سے شعلے نکلتے رہے

نوحہ دختر متوفیہ از مولف

گل شوری کوشور گاڑ دیا

پہچن چرخ نے بگاڑ دیا

<p>             عمر بہرین کھلا تھا نخل مراد              باغیان نے بنا بنا کے چمن              تھے دلا دیا نہیں ہم ہی برسے              کوہ غم سے پہنچل ہی بیٹہ گیا              ٹکڑے دامن کے گھ گئے ہم نے              تو نے باو خزان او جاڑو یا              کھیل کی طرح پہرے گاڑو یا              صدمہ غم نے پڑچھاڑو یا              کیا فلک نے مجھے پہاڑو یا              گھ گریبان جنوں میں پہاڑو یا           </p>	<p>             عمر بہرین کھلا تھا نخل مراد              باغیان نے بنا بنا کے چمن              تھے دلا دیا نہیں ہم ہی برسے              کوہ غم سے پہنچل ہی بیٹہ گیا              ٹکڑے دامن کے گھ گئے ہم نے           </p>
--	---

صدمہ شوری کا وہ ہوا اب شور  
 پاؤں تیا سے ہی او کہاڑو یا

<p>             لکھنوں کیا جو گذرا تھا ہستیرہ پر              کہا یہ کہانی میں کس سے کہوں              وہ پیاری سی حرکت وہ بھولی سی              نہ لطف او سکی لہجہ کا پا یا ڈرا              یہ امید بیٹی نہ تم سے تھی واسے              تھا ارمان منت بڑاؤں گی میں              تیرا بیاہ کر کے میں ہوتی نہال           </p>	<p>             کہ روزو کے آنکھیں کرین خون تر              کہ مر جا سے وہ اور میں جیتی رہوں              یہ جانیگی او سکی مرے دم کے ستا              مجھے داغ قسمت نے میری دیا              اکیلا مجھے چھوڑ جاؤ گی با سے              خوشی سے نہ پھولی سماؤں گی میں              یہ دن بیکرہ سرور ہوتی کمال           </p>
--	--



<p>سمجھتی تھی گھر کا تجھے میں چراغ اسی طرح ارمان بہت تھے میرے رضائے خدا میں نہیں اختیار مکرتیرے غم سے گئی میری ٹوٹ تیری غم میں جی سے گزراؤنگی ہے جینا مجھے مجھ میں ناگوار خدا دیوے ایسا کیونہ غم</p>	<p>مکرتو نے مجھ کو دیا ہا سے داغ کہ وہ دل میں باقی بھی رہ گئے اجل سے نہیں چارہ کچھ نہیں ہار خدا نے لیا مجھ کو گھر بیٹھے لوٹ تیرے پاس دکھ میں خود آؤنگی فلک نے کیا مجھ کو ہے بے قرار غضب یہہ بڑا ہے ستم ہے ستم</p>
--	---

### غزل خیرات

<p>ہے غم میں شام زندگانی گر پختہ مزاج ہو تو سمجھو پیدا ہوئی جیسے ساتھ لائی پہ صبح سے حال ہے تو کیونکر ہرگز نہ کری سراے تن میں اے مایہ جان نہ ہو جو تو پاس</p>	<p>تہا رنج کا نام زندگانی ہے رشتہ خام زندگانی مرنے کا پیام زندگانی ہوگی تا شام زندگانی بے یار مقام زندگانی اے کس کام زندگانی</p>
---	--

یون زیر فلک کسری ہی تم بن جس شکل سے مرغ تو گرفتار	ق	صاحب یہ غلام زندگانی کائے تہہ دام زندگانی
بہترے غم فراق سے مرگ بس مجھے تو ہاتھ اوٹھائیں تجھ کو	ق	سن لے یہ کلام زندگانی کرتا ہوں سلام زندگانی

جس آت سے یہ سن بقول جامی  
اے بے توحیدم زندگانی

ہو میں او کو فہاشین یہ تمام نہ گریہ سے حاصل نہ غم سے حصول	صبر می ضروری کا ہے اب مقام رضائے خدا کو کرو تم قبول
خدا کو ہے معصوم سے ایک پیار اسے ہی بولا او میں داخل کیا	کہ دربار میں اپنے دیتا ہے بار جو تھا لطف دربار حاصل کیا
یہ سمجھا کے او کو رہے ہم خموش رضا پر تیرے ہم ہیں راضی خدا	کئے جمع پہ اپنے ہی عقل و ہوش کہ تیری امانت کو پہونچا دیا
پہر آگے عنایت کریگا جو تو کہ دینے کا اور لینے کا اختیار	تو لیکر او سے ہو گئے ہم سرخرو تجھے دو نو حاصل ہیں پروردگار



پیدا ہونا و خرتقانی کا بخانہ مولف بعد دو سال اور اشک شوقی از رخ و لال  
بہ فضل ایزد بے ہمال

<p>پلا سا قیاب مے لالہ گو ن خدا نے میری سُنکے پیچے ندا وہ ایسا ہی مالک غفور و رحیم ہوئی اوسکی پہر مہر و سال بعد کری دخت ثانی عنایت مجھے اسے چاہے اب تو برکت تیری تو کر سکتا ہے عمر اسکی دراز اسے دیکھ پہلا ہوا رنج دور میرے مونہ میں ہے جبک یہ بیان ولے میں ہوں ذرہ تو ہے آفتاب خدایا مجھے بخش روز جزا مجھے دام غصیان سے کر دے دیا</p>	<p>کہ جس سے ذرا غم غلط میں کروں ملیگا تجھے اسکا عوض پہلا کہ دیتا ہے بے مانگے ہی اور کیم دل غم زدہ کو کیا میرے شاد ملی رنج کے بعد راحت مجھے کہ ہے دوسری یہ امانت تیری یہ بندی ہے تیری ہے بندہ نواز ملاں کو تازہ بتازہ سرور کے جاؤنگا حمد تیری بیان میں ہوں خاکپا تو ہے عالیجناب شفاعت سے عیسیٰ کی مجھ کو بچا میں بندہ گنہگار و م تیرا</p>
--	--

ہوئی عمر دختر کی جب ایک سال علیکڑہ میں اسکی ہوئی دہوم و ہام ہوئے مستحق سارے خوش برلا خدائے دیا پھر دوبارہ سرور اوسے تو ہے مشکل وہ آسان ہے	تو سال گرہ کا پہر آیا خیال کیا جلسہ اور ول ہوا شاد کام ملاسب کو انعام اور پار چہ کہ ہے رنج کے بعد راحت ضرور وہ مشکل کشا جن وانسان ہے
---	--

### غزل سال گرہ دختر ثانی از مولف

ہوئی ہے شور کی شوری کی آج سالگرہ ہوئی چون بعد برس و نکے یہ بفضل خدا خدا و راز کری عمر اسکی قدرت سے ہوئی ہے بڑھ کے پسری عزیز یہ دختر	لگی ہے پہلی بہشتیہ بین نیک فال گرہ خوشی سے کرتی ہی دلجو ہی کیا نہال گرہ کہ دیکھیں سال یہ سال ایسی بے مثال گرہ تو دل کو رکھ لگی بہ حال میں بحال گرہ
--	---

و عا ہے فتویٰ کی بات پانی سے سیج مدام  
لگائے رشتہ میں یکصد و بست سال گرہ

ناگاہ خلل پڑا وقت ضعیفی میں جو بروتم چرخ بے پیر اور بیہوشی میں  
رنج و افکار شبانہ روز میں خوبی تقدیر کی کہ جواب تک سوا جان بناتوان ہے



کہ میرے تواسے ساقی غم تراش  
 بلا دے تو او سمین سے اک خبر گر  
 سناؤں تجھے ہی کہانی نئی  
 چلی جبکہ دنیا سے تیرہ صدی  
 بہن ہی بڑی اوسکی تھی غمگسار  
 کروں یہاں پہاڑ ہار میں اوس کا نام  
 لگی کہنی چوٹی کہ اسے باجی جان  
 رہی سو برس میں یہاں نیک نام  
 ڈرا کرتے تجھے چیرند اور پرند  
 کرمی جالور نے ہی یہ التجا  
 نہ پیدا میں کرنا رب الا نام  
 گہرا میں نے بہت زیر و بالا کئے  
 یہاں میں نے لاکھوں کا خون بھی دیا  
 ہزاروں کے ایمان بھی لئے

ہے سنگِ عالم سے جگر پاش پاش  
 دل زدہ کی لون اپنے خبر  
 سنی آج تک ہونہ دیکھی کہی  
 بہن سے گلی ملکی رونے لگی  
 ہوئی وقت رخصت کی زار و تزار  
 کہ چودہ صدی کہتی ہیں خاص عام  
 میری بات سن لو لگا کر وہاں  
 بغیر ازیدی کچھ نہ تھا میرا کام  
 اور انسان کا تھا دم میرے آگے بند  
 کہ تیرہ صدی سے خدا تو بچا  
 صدی تیرہویں کا ہو جب تک قیام  
 دعا اور فریموں سے پڑا کئے  
 زمین آسمان سرخ ہو ہو گیا  
 خدا سے فراموش بھی کروے

کہلا وقت میں میرے یہ ہی تو ہید  
 یہاں تک کہ شیطان نے مانگی پناہ  
 ہزاروں کو دمی جعل سازی سکھا  
 سکھایا کروڑوں کو میں نے دروغ  
 ہوئی وقت میرے قدرِ حرام  
 میں چوری ضروری میں مشاق تھی  
 میرا ہی نہیں دنیا میں جتنی تمام  
 مگر محکوم اس خمیر میں باجی جان  
 ملا ساری دنیا میں اک آدمی  
 اسے پورا سب گن میں پایا تمام  
 وہ ایسا کہ مجھ کو سکھایا کرے  
 جو کچھ بھول جاؤں دلا دمی وہ یاد  
 جانتے میرے سوتو او میں ہزار  
 مہیا می رکھی اور یہ درخواست کی

کہ انسان کا خون ہو گیا سب سفید  
 ہوا مجھ سے خالیفیدی ہے گواہ  
 تھی اس فن کے شاگرد بے انتہا  
 ہوا راستی کو نہ اون پر فروغ  
 حلال اوٹہ گیا دھڑے لا کلام  
 کہ آنکھوں کے تل ہی نہ چھوڑے کہی  
 بہون کی میں اوستا دتھی صبح شام  
 بصد جستجو و لبسا امتحان  
 کہ ثانی نہیں دیکھا اوسکا کوئی  
 وہ مجھ سے ہی تھا بڑے استاد نام  
 سدا راہ بد پر چلا یا کرے  
 مجھے اپنے فن سے کیا اوسنی شاو  
 کیا اوستے آخر مجھے شہسار  
 کرو محکوم شاگرد استاد جی



جو باقی رہا تھا پڑھایا مجھے  
 ولے آیا اب وقت رحمت میرا  
 یہ تحفہ میرا تم پذیرا کرو  
 نہیں تم سے زیادہ کوئی دوسری  
 یہ صد سال میں ہاتھ آئے میرے  
 بوقت ضرورت کریں گے یہ شاد  
 نہ پاؤ گی ان سا کوئی دوسرا  
 کروں یہاں یہ حضرت کا اظہار نام  
 سکونت جلالی کی رکھتے ہیں وہ  
 کہے کوئی گرتم سے آیا رمار  
 تو کہنا کہ اوستا کے پاس جا  
 خدا کو فراموش کرنا جو ہو  
 جو ایمان فروشی سے اولے طبق  
 کسی کو اگر شوق ہو جہل کا

تمام اپنا کرتب سکھایا مجھے  
 میں ہوتی ہوں لو باجی تم سے جدا  
 نشانی میری اسکو سمجھا کرو  
 میں پاس جسکے یہ استاد جی  
 قدم لیتی ہوں میں یہ میرے بڑے  
 پہاڑ سو وقت جھکے ہی تم کرنا یاد  
 بُرائی کے ہر فن میں میں سر غنا  
 کہ سید علی کہتے ہیں خاص و عام  
 علیگڑھ کے ضلع میں بستی ہیں وہ  
 دغا سے میں واقف نہیں رہتا  
 برآیگا مقصد و مان سے تیرا  
 تو یہ چنگا بھی وہاں سیکھ لو  
 تو استاد سے لیو می اسکا سن  
 تو شاگردوں سے اونکی لے متور

ملانا کسی کا ہو گر خط سے خط  
جو بازار میں جھوٹ ملتا نہ ہو

کہ دوکان ہے اسکی جاری مدلم  
حالت جھوٹا کرنا و نہیں بات ہے

و طبقہ میں دنرات ہے یہ خیال  
و تہ تیغ اولٹی پہرا کرتی ہے

کبھی سچ تو ہو لے سے بولا نہیں

سمجھنا تو اپنے کو از حد عقل

بنارس کے لوگوں کو دیدی مات

خدا کا نہ ڈر ہے نہ خوفِ رسول

یہاں تک کی تیرہ صدی جویات

کہا جھکواب اپ رحمت کرین

بزرگ اپنا ان کو سمجھنا مدا م

یہ ہر روز باہر سے لائیکے مال

تو روز مرہ ہے پار ربط و ضبط  
نواستاد سے جتنا چاہو سو لو

نگی سیر دیتی ہیں وہ صبح و شام

کہ ہے دل لگی اور مساوات ہے

پرایا بھی ہو جائے اپنا ہی مال

کہ وانا کو دہو کہ دیا کرتی ہے

مگر جھوٹ سے مونہ کو موڑا نہیں

نکلتی ہے اور ون پہ ہر دم دلیل

کہ اول سے ہی کچھ بڑہ گئی انکی کہات

طمع کی بدولت گئے دو لو بھول

ہوئی بہن خوش اونکی سکر صفات

ان استاد سے اپنی ملت کرین

تمہارے یہ ہر روز آئین گے کام

پہرینگے تیرا گھر ہو گی نہال



کیا اوں نے استاد کا خوب ستا  
ہوئی پہر تو چودہ صدی ہی اوں  
گلے مل کے وہ دونوں حضرت ہیں

کیا اوں نے استاد کا خوب ستا  
ہوئی پہر تو چودہ صدی ہی اوں  
گلے مل کے وہ دونوں حضرت ہیں

گرفتار الام فرقت ہو میں  
تیری شکل پہر ہی میں دیکھوں کہی  
مگر یاد تھک کو کروں گی مدام  
تمہارا ہی دوں گا بد تک میں ساتھ  
اوس طرح تم ہی رہو گی خوشی  
کہ دنیا میں تم ہی رہو نیک نام  
تمہیں ہو گا مجھ سے بہت کچھ سرف

خدا تیرا حافظ ہے تیرہ صدی  
کروں گی یہاں میں ہی کچھ دھوٹم  
لگی کہنے استاد یہ اوں سب بات  
رہی جیسے خوش مجھ سے تیرہ صدی  
تمہارا ہی دل سے کروں گا میں کام  
تزو دین رہنا نہیں اب ضرور

ہونا کار نمایان استاد کی جانب سے اور سرباد کرتا ایک قرن کی اپنی  
کرتب سے کہ ابتدائی پیدائش دیتا سے اج تک کہیں الیسا ہوا نہ ہو

کہ قصہ سناؤں یہ سارا تجھے  
سبھی بھول جائیگا یہ نا و نوش  
تو یہ بولے استاد گیتی فسون

پلا اب تو ساقی دوبارہ مجھے  
اڑھینگے تیرے ہی اسی سنگی پوش  
لن درجپ گئے چند روز

کہ چودہ صدی کچھ کروں اپنا کام  
 ہے بیکار رہنے سے دل اب دوں  
 کروں وہ نہ دیکھا سنا ہو کبھی  
 کہا او سنے نیکی کا کیا پوچھنا  
 لگی کہنے ہے اک میرا یا غار  
 او سے ایک حکمت سے لوٹو نگاہیں  
 او سے کہتے ہیں شور صاحب عوام  
 عرض وہ ہم ہی ہیں مروت شعار  
 سینن اسکی شرح کو دانشوران  
 ہوا سامری ہی جسے دیکھ دنگ  
 یہ حضرت تھے پہلی میرے یار غار  
 طمع سے وہ یاری میں خواری ہوئی  
 چہل سال سے وہ یاری مدام  
 گویا دونو باہم لنگوٹے کے یار

میری قدر ہو تجھ کو اور احترام  
 تمہارا ہی ہر وقت ہے منجھو پاس  
 تمہارا ہی ہونا م حسن سے ابھی  
 مجھے تم سے پی کچھ نہ کچھ پوچھنا  
 کہ وہ قوم اپنے میں ہے مالدار  
 تو بر سوئی روٹی سے چھوٹو نگاہیں  
 ہے مدت سے میرا نہیں اسکا مقام  
 کہ دے بیٹھے دھوکے میں بارہ ہزار  
 کہ اوستا دے کیا کیا سحر بیان  
 گیا سحر اپنی کا بھی بھول ڈھنگ  
 پہر آخر ہوئے وقت پر یار مار  
 طمع راستہ حرف است ہر تہی  
 کہ حیرت میں تھی دیکھ کر خاص و عام  
 تھی شبیر و شکر و نول و نہار



سن و سال میں ہی تھے دونوں  
 یہاں تک بڑا دونوں کا اعتبار  
 کھا کرتے تھے مجھ کو یہاں می مدام  
 شب و روز تہی آمد و شد سدا  
 فقط ایک مذہب کا تھا اختلاف  
 سب اس کا آخرین معلوم ہوا  
 خیال آیا جب کچھ کہ کچھ لی جسے  
 اسی دن سے نیت میں آیا فتور  
 یہ سچ ہے کہ جب وقت آئی بڑا  
 بنائے حضومت ہوئی اب شروع  
 گرو میری بسوات کو کیجئے  
 یہ ہرے شراکت کی گرو بچن  
 رہیگا مقرر کچھ اس میں مفا  
 بالا خروئے اسکو تیرہ ہزار

کہ تہوڑا ہی کچھ فرق تھا بیش و کم  
 زبان پر مے لینے دینے ہزار  
 بہر اگر تا دم او نکا میں صبح و شام  
 ملا تھا یہ دونوں کا دل ایک سا  
 رہے مدتوں قالم دل ہی صفا  
 کہ تھا بے غرض کب وہ لطف مرا  
 وفادوستی میں انہیں دیکھے  
 رہے غنطہ وقت کے وہ ضرور  
 مزہ پر محبت کا ہو کر کرا  
 پٹنی کے مالک نے کی یہ رجوع  
 میرا قرض مباح کر دیکھے  
 کہ ہے گانا اپنی قریب وطن  
 لکھا دس برس کو غرض شاد شاد  
 ہوا نصف نصفی کا قول و قرار

<p>             ہوا و خل نہی اپنا یا تا عہد              لہذا و یا سو نہ حضرت کے کام              کہ جس کے سبب فرق و لین پڑا              نہ دیتے حساب و وصولی وہ یار              کبھی پورا حصہ نہ پہنچا ہمیں              جو دینے کا وقت آیا بد خو ہوئے              بڑیا اونکی دل میں او و ہراد جوش              کہ قرض اون سے لین کی غبت ہوئی              ملا ہکو بے سود و بے عذر او دہار              اونہوں نے وہ منظور و لے کیا              علاقہ جو کوئی رئیس اپنا دین              تفاوت نہو یہ ہے مرد و کا قول              رہے طالب وقت و حکم خدا              ہوئی ملتجی زر کی کچھ فی زمان           </p>	<p>             لکھا یا گیا کا غذا رطا              رہا کرتے میرٹھ میں ہم جو مدام              فتور اونکی نیت میں اب آگیا              کیا کرتے تحصیل وہ فصل وار              کبھی ہاتھ اوٹھایا سا ملتا ہمیں              طلب گر کیا چین بہا برد ہوئے              رہے چند روزہ او ہر ہم خموش              اسی عرصہ میں اک ضرورت ہوئی              بلا سود او لے لئے آٹھ ہزار              لکھا سا وہ رقعہ اور اونکو دیا              یہ بعد اسکے تھری کہ تھیکہ میں لین              رہے اوں میں ہی نصف نصف کا ڈول              کیا ہم نے تسلیم اون کا کہا              دین ضمن اک بیگم مہسوان           </p>
---	---



لگے رہن کرنے علاقہ تمام  
 او سے اتنی ضرورت کہ لون میں ہزار  
 کیا مجھے حضرت فی زر کی سبیل  
 میرے پاس تھے ساڑھی دس تیر ہزار  
 زیادہ نہ تھا اس سے جو اور زر  
 کہا میرے حصہ میں تو ہے کمی  
 ولادو کے گرینک سے تم مجھے  
 کہا میں نے اس میں نہ جلدی کرو  
 جب ہو جائیگا اس سے پختہ کلام  
 کہا میں نے سب کام پختہ کیا  
 جو عند الطلب زر ہو میرے پاس  
 مجھے ہے ضرورت کہ لون اٹھ ہزار  
 غرض بنک سے میں نے لا کر دیا  
 لکھایا مجھے سے وثیقہ تمام

کہ تیرہ تھے موضع جو خانہ بنی اور کمی تمام  
 کیا ہم نے منظور بہتر یہ کار  
 کرو اپنی میری کہ تم ہو عقیل  
 رکھے اونکے آگے وہیں ایک بار  
 کیا عند حضرت سے میں نے مگر  
 ولادو کہ دید و تو ہے دوستی  
 ادایہن کرونگا منہ سود کے  
 ملاقات میگم کی تم سرور  
 ادسی وقت پر بنک سے ہوگا کام  
 کہ روز آتی ہیں اس کے خط پر ملا  
 تو ہوگی خجالت مجھے بے قیاس  
 تمہاری سستی سے برآمد ہو کار  
 تقاضہ سے جب میرا پیچھا چٹھا  
 دیا بنک نے جب وہ زر الا کلام

ہوا متقاضی اس میں جب ایک سال  
 نہ ٹھیکہ نہ بیع اور نہ گرومی کا نام  
 یہ وہم او سکے کارندوں نے دہریا  
 اونہوں نے یہ سمجھا جو ٹھیکہ دیا  
 تھے حضرت جو اون روزوں تحصیلدار  
 رہا کرتا تھا سر دہنہ میں قیام  
 مگر اوس زمان تک تھی غیبت دست  
 گیا میرا کارندہ وہاں لیکے خط  
 لکھا میں نے بیگم کا غم ہے بڑا  
 نہیں اوس سے امید اب کچھ ہے  
 مناسب ہے اپنا روپیہ لی جی  
 اونہوں نے وہ مجھ کے آٹھ ہزار  
 جو زائد تھا میرا وہ واپس کیا  
 کہہا رقعہ اسوقت ملتا نہیں

تو بیگم کے غم نے کیا اور حال  
 وہ باتیں بناوٹ کی تھیں صبح و شام  
 کہ ٹھیکہ میں نقص اپ کو ہے بڑا  
 ہماری ہی روزی کو دہکا دیا  
 ملازم تھے سرکار کے با وقار  
 میرا آنا جانا بھی تھا وہاں وہام  
 دتا سے بری قول چالاک حسرت  
 تو پیش آئے اوس سے بھی با ربط و ضبط  
 اسی دور کیجے برائے خدا  
 کہ دیگی وہ ٹھیکہ نہ ہرگز کہہی  
 میرا جو کہ زائد ہو وہ وہی جی  
 جو میں نے لے لئے اوسے تھی اکد و بار  
 مگر میرا رقعہ نہ اوس دم دیا  
 اوس سی سہو سی رکھ دیا ہی کہیں



میری واپسی کی تھی ڈھائی ہزار  
 رسید اٹھ کی مین مجھے خط دیا  
 غرض یہ تو قرضہ ہو اختتام  
 کہ عیاق کر دو رسم اٹھ کی  
 خبر مین نے حضرت کو یہ بھیج دی  
 نہیں سود کے زیر بار می پہلی  
 اونہوں نے وہیں نصف تو دیدیا  
 رہا نصف اوسکا کیا یہ قرار  
 بے سبب ادا و سکی مین باقی ضرور  
 ہوا پھر زمانہ کا جو انقلابات  
 ہوئی اون سے حکام پزار ہی  
 چلے سرو نہ سے پہر آئے وطن  
 علیگڑھ مین رکھا کئے بود و باش  
 اون ایام مین آیا یا ہر سے زر

وہ کارندہ لایا بہ عین انتظار  
 کہ تھا وہ لکھا اونکی ہی ہاتھ کا  
 پہر آیا مجھے بنک کا یہ پیام  
 مینی جو ہے رسم آگے کو یہی  
 کہ دیدیکھے بنک کا یہی سہی  
 لیا جس لئے تھا وہ بات ہی گئی  
 ادا سود اوسکا یہی سب ہو گیا  
 کہ ہم جلد دین گی اوسے ہی اوتار  
 اگر بعد کو کہیں اپنا قصور  
 تو حضرت کی بخشش کا آیا حساب  
 کہلا رشوتوں کا کچھ اسرار ہی  
 معیشت کی جانب سے رنج و محن  
 ولی گذرے ہر دم بہ فکر معاش  
 و یا میم صاحب کو وہ سرسبز

میرے پاس تہا رہن پدرون گنج  
 خزا سکی حضرت کو جو مل گئی  
 کہا مجھ کو ہے اک ضرورت بڑی  
 مجھے بارہ توڑہ جو دید و گے اب  
 وینقہ میر سود لکھہ دو نگا مین  
 مگر سادہ کاغذ پہ لکھہ واسے  
 اسی طرح تم نے لیا مجھے تہا  
 غرض سیم صاحب سے دلوادی  
 لکھا یا پ پیٹون نے کاغذ پہ نام  
 چلا آیا سوداوس کا پہ سال بہر  
 اسی عرصہ میں بنک کا بھی ادا  
 بقایا جو تہا بنک کا سب دیا  
 ہوا متفقہی جبکہ وہ ایک سال  
 اب آئی و فادل میں ادنہا مقرر

وہ سب اوسکے ہی چھوٹنے کا تھا گنج  
 تو دوڑے میر پاس وہ سنتی ہی  
 کہ اک ٹک لینے ہے مجھ کو نئی  
 ادا سال بہر میں بن کر دو نگا سب  
 اور آٹھ آنہ بھی فیصدی دو نگا مین  
 مجھے زیر بار سی چوا سے  
 کہ سادہ ہی پر تہا تہا را لکھا  
 نہ تہا دل میں اوس وقت تک شک بہر  
 گواہی سے پختہ ہوا وہ تمام  
 نہ تہا اس طرف کچھ خیال و گر  
 جو حضرت کے ذمہ تہا وہ سب ہوا  
 مرہ اصل اور سود و بیاق ہوا  
 کیا ہم نے بارہ کا اوشے سوال  
 کہ دینا بڑا ہوتا ہے بالضرور



رہا چند مدت توحیلہ کا کام  
 تقاضہ کو پہچا جو ایک آدمی  
 یہ صاحب سے کہنا سند یہ میرا  
 جو ہر کے ڈبیہ تھے باہر دہرے  
 لگائے فریوٹکے پہر سات پانچ  
 ہوئی آٹھ کی ہمہ نالاش فضول  
 وہ ہی آٹھ کا رقعہ میرا جو تھا  
 اوس کی سر نو یہ نالاش ہوئی  
 ہوئی پیش قدمی یہ صرف اس لئے  
 یہ سنکر اوہر سے بھی نالاش ہوئی  
 اوہر وہ پٹے کے باقی جو تھے  
 گذرتے تھے میعاد کے تین مال  
 اوہر سر سری اوسکی کڑی جو  
 گئی مال میں پروہ نالاش بگڑ

لیا سو دینی کا بھی پہر نہ تام  
 لگے کہنے اوس سے یہ استاد جی  
 کہ سن لین اسی غور سے وہ فرا  
 او سے چیل پنچہ میں لے اوڑ گئے  
 کہ بارہ نکل جاؤن آئے نہ آئیں  
 کہ جو سر دینہ میں کئے تھے واصل  
 براہ دعا وہ لیا تھا و با  
 اس ایمان فروشی کی شہرت پٹری  
 کہ بارہ یہی بیچ جائینگے سب مجھ  
 کہ بارہ یہی کہا لینگے استاد جی  
 تو میعاد آگے کو کافی نہ تھے  
 پہر آگے نہ سنا کوئی اوسکا حال  
 اوہر بارہ توڑی کا دعوی شروع  
 کہ حاکم تھا اک شاخ قانون جڑ

کیا حج کے پہرے اسکا اپیل  
 وہ دیوانی میں پیش حاکم ہوئی  
 ہوا حکم لڑنے میں بگڑ گئے تم  
 کیسکو تو وینچ اپنا قرار  
 چنانچہ ہوئے وینچ اک نامور  
 ولے تھے وہ قانون سے بی خبر  
 سپرد اونکے دو نو مقدمے ہوئی  
 جو نو دن کا تھا وینچ کی آگے کام  
 کیا اگرچہ تحقیق اونہوں نے ضرور  
 نہ حیرات نہ سمجھت ہی رکھتے تھے وہ  
 وکیلوں کے دھوکہ پہ چلتے رہے  
 جب اظہار استواء لکھا گیا  
 کہا میں نے پائے نہ بارہ ہزار  
 حلف کو وہ شہرت بنا پی گئے

کہ وائیر ہے وہاں اب تلک با دلیل  
 مقدمے جوتھے بارہ اور آٹھ کی  
 مگر فیصلہ ہو تو سنو رو گئے تم  
 رکھو راسے پراو سکے دار و مدار  
 کہ مشہور تھے صاحب مال در  
 فقط عیش و عشرت سی تھے بہر  
 کہ راضی فریقین ہی ہو گئے  
 ہوا اون سے نہ ماہ میں انصرام  
 مگر شہر نہ اون سے ہوا کچھ ہی دور  
 کہ ہر دل عزیز ہی برتنی تھے وہ  
 اسی طرح نہ ماہ ٹلتے رہے  
 تو دو نو مقدموں سے انکار ہوا  
 نہ پائے کبھی اپنے وہ آٹھ ہزار  
 نکل بارہ اور آٹھ کو ہی گئے



اور اسپر بہ طرہ کہ خط جصل کے  
 اوپر سے ہی ترویج او کی ہوئی  
 اگرچہ ثابت تھا سچے ہیں ہم  
 بوجھ کو پر ہی کلمہ کا پاس  
 وہ یہ تھا کہ ہیں باپ میرے خفا  
 یہ کہتے ہیں کہ تو فرنگی کا ناس  
 تو بعد اسکے دو ٹکا میں حصہ تیرا  
 یہ سن کر گئے اپنے ہوش و حواس  
 غرض بیچ صاحب نے کاٹا گلا  
 ہر ایسا ہیں اور جتا یا اونہیں  
 امارت کا اپنے نہ آیا خیال  
 درانتی سے موند اسراف صاف کا  
 دیا پیچھے والد کے ایمان کو چھوڑ  
 ضلع بہرین بدنام تھے اسقدر

ہوئے پیش نامی سے اعمال کے  
 گریخ نے کچھ توجہ نہ کے  
 وہ چوٹی سر اسرین اور بے دہم  
 پیام ہو کو ہیجا بہ حرمان و یاس  
 مجھے کرتے ہیں حق سی میرے جدا  
 مسلمان کا تجھ کو لازم ہے پاس  
 و گرتے میں تیرا نہ تو ہے میرا  
 نہ بن آیا کچھ جو کرین التماس  
 کیا وہ جو والد نے اون کے کہا  
 نہ تھا دیکھنا جو د کہا یا ہمیں  
 دیا ہاتھ سے اپنے انصاف ال  
 نہ حاکم کا ڈر اور نہ خوف خدا  
 لیا حق سے ناحق کو مونہ پنا موڑ  
 کہ چرچہ برائی سے تھا گھر بگھر

گئے فیصلے جب وہ حاکم کے پاس  
 اوپر سے یہ پر غرور داری ہوئی  
 کیا بیچ نے بددیانت کا کام  
 طلب بیچ ہوا اپنے والد کے ساتھ  
 سمن ہوئے طلبی کے جباؤ کی پاس  
 ہوئی پاپ روپوش شرمائے گئے  
 کہا بیچ سے مجبور کہو صاف  
 عدالت میں جائیسے ہی مجبور  
 گئے بیچ جسم عدالت کی پاس  
 کہ بارہ کا دعویٰ تھا سچا ضرور  
 میں سمجھا وثیقہ کو بے ضابطہ  
 جو روادار پراسکے کرتا نظر  
 ولے صرف کا غریب کی اکتفا  
 اس اظہار بیچ کے اک ہنسی

تعجب اونہیں بھی ہوا بی قیاس  
 کہ حق تلفی بیجا ہماری ہوئی  
 رعایت کر می قوم کی لاکلام  
 حلف سے لکھے جابی وہ اصلاحات  
 تو گہرا آئے اور کچھ ہوئے بدحواس  
 عدالت کے آئیسے گہرا گئے  
 جو بیچ ہے عدالت میں تم کہو صاف  
 کہ ہوتا ہے اس میں میرا کم وقار  
 حلف سے کیا جا کے یہ التماس  
 مگر میری فہمید کا تھا قصور  
 منقش کا کچھ علم مجھ کو نہ تھا  
 تو بے شک بہر ڈگری کی قابل تھا  
 لہذا اسی میں نے ڈس مس کیا  
 عدالت کے سب حضری نو بیچ کی



<p>و یا حکم حاکم نے اس پر لکھا          نئے سرے سے اوسکو جو ثابت ہوا          ویسے بیچ کا پاس اتنا ہوا          کیا آٹھ کا دعویٰ ڈگری تمام          ہوئے دونوں کے پہر اپیل ملی کوٹ          یقین ہے کہ انصاف ہو گا وہاں</p>	<p>کہ خارج ہو یہ فیصلہ بیچ کا          تو پہر دعویٰ بارہ کا ڈگری ہوا          کہ پوچھا نہ کچھ آٹھ کا ما جرا          مشوش ہوئی سنکی سب خاص عام          نظر آیا قسمت کا رہ سارا کوٹ          پہر آگے پن تقدیر کی تر بیان</p>
---	--

### مسدس نظیر آبادی

<p>کر دغا و دزدی ہی کام اکثر دکا          پہر کس زبان سی شکوہ اب کیجی دوستوں کا</p>	<p>کیا کیا قریب کہی دنیا کی فطر تو کا          چپ دوست ملکی لوٹیں اسباب مشفق کا</p>
---	---

ہشیار یار جانی بہرہ دشت ہی ٹہگونا  
 یان ٹاک نگاہ چو کی اور مال دوستوں کا

<p>تاوان کو پلا کر اک بہنگ کا پیالا          وانا ملا تو اوس میں گھولا و ہٹورا کالا</p>	<p>کپڑی بغل میں ماری اور لیلیا ڈنالا          ہوتے ہی غافل اوسکو پھانسی میں کھنڈالا</p>
---	---

ہشیار یار جانی بہرہ دشت ہی ٹہگونا

یان ٹک نگاہ چوکی اور مال دستو کا

پیسے روپی اشرفی یاسیم وزر کا پترا  
پہر حیت گہرین لاکو ہی کولن سا پترا  
میدان چوک کیا ہی ہر فن ہی دہ ہترا  
کترے ہی حبیب چڑھ کرنا ہی حبیب بکرا

ہشیار یار جانی یہ نہشت ہی ٹھگونا

یان ٹک نگاہ چوکی اور مال دستو کا

چٹریا نے دیکھ کر اغافل او گھڑیا  
کوی نی وقت پا کر چٹریا کار گھڑیا  
چیلون نے مار بچی کوئی کار گھڑیا  
جو جسکے ہاتھ آیا اوسنی ہی دگر گھڑیا

ہشیار یار جانی یہ نہشت ہی ٹھگونا

یان ٹک نگاہ چوکی اور مال دستو کا

صیا و چاہتا ہے ہوصید کا گذرا  
اور صید چاہی دانہ کہا کر کرمی کنار  
قابو چڑھاتا اوسکا دانہ وہ کہا سدا  
اور کچھ ہی چال چوکا تو دین چال مارا

ہشیار یار جانی یہ نہشت ہی ٹھگونا

یان ٹک نگاہ چوکی اور مال دستو کا

نکلا ہی شیر گھر سے گیدڑ کا گوشت کھانی  
گیدڑ کی دہن لگا دی خود شیر کو کھانی



کیا کیا کریں مین یا ہم کرو دغا بہانی

یاں وہ بچا نظیر اب جسکو رکھا خزانے

ہیشیار یا رجاتی یہ دشت ہی ٹھکانا

یاں ٹک نگاہ چوکی اور مال دستو کا

یہاں سے کریں غور اب سامعین

کڑورون سے افزون حوایاں تھا

اور او سپر یہ طرہ کہ وقت اخیر

یہ روزہ نماز اور وظیفہ مدام

یہ تسبیح کا ورد ادیر اور سویر

مضامیر کالے نہ کوئی یہی نام

مگر مشیہ جو سنادے کوئی

کہ حضرت کا مذہب بھی ہی رافضی

اونہیں غیر پیر آتا کب جم تھا

ہوا ڈرنہ حسنین بھی کچھ ذرا

محرم کا غم اور مجالس امام

کہ استاد نے کھویا دنیا و دین

وہ بارہ پہ اور آٹھ پہ کہو دیا

ہوئی ساٹھ کی عمر شکل فقیر

دکھا نیکو دنیا کے مین صبح و شام

ہے سب مکر اور روزگار ہیر ہیر

نہ جلسہ ہو گا نے بچانے کا عام

تو سٹتے تھے اوں کو خوشی باخوشی

پہرے تین یا رون سے مین صفا ہی

جو اصحاب سے پہر گئے بر ملا

طمع نے اونہیں طاق مین رکھ دیا

دکھانے کی باتیں مین یہ ہی تمام

وہ شیر خدا ہی علی بن کا نام  
 اور اس پر یہ کہنا کہ جنت میں  
 جو شیخہ سے ہوں سال بہین خطا  
 اس اعمال پر شیخہ اسلام کی  
 اس طرح رب کا بھی ڈر کب رہا  
 پس سبھی وہ لایق ہوا فی زمن  
 اسے کہتے ہیں اعظم الدین حسین  
 خلیفہ ہے جہوٹوں کا اور پیشوا  
 مکر جاتا ہے اپنی تحریر کو  
 بناتا ہے خط و سیر کا بجنس  
 غرض اس میں ہے اسکو ایسا کمال  
 یڑا سو میں وہ ایک او پاش ہی  
 علیگڑہ سے رندی بہکا لیکیا  
 ٹکا جس سے لیتا ہی دیتا نہیں

اور نہیں نکر پھر کرین ایسا کام  
 ملیگی علی کی بدولت ہمیں  
 محرم میں رونے سے بخشے خدا  
 تمنا ہے بدنامی میں نام کی  
 یہ ہی زخم ہے یہاں رنگی سدا  
 کہ ہی یاب سے بڑھ کی اسکا چلن  
 نہیں ہے بغیر از فریب اسکو چین  
 مجسم و غا ہے و غا ہے و غا  
 فروغ اپنی دیتا ہے تقریر کو  
 کہ کہا جائیں وہو کہ سہی جن الش  
 بنا لیتا ہے جعل کار و رجال  
 چہا پرستم ہے اور عیاش ہے  
 بریلی میں جا کر گرفتار ہوا  
 سحر کو کوئے نام لیتا نہیں



تو استناد سی خوش ہوئی وہ کمال  
شب درو زہر نے لگی اونکا دم  
تمہیں مین نے کچھ اوس سے پایا سوا  
کہ غیر وکی دولت بہت پاؤنگی

سنا جب کہ چودہ صدی فی حال  
لگی چو منے پہر تو اونکے قدم  
کہا جو بوا سے سنی تھی ثنا  
تمہاری بدولت مین بن جاؤنگی

### مسدس نظیر اکبر آبادی

نیکی کا بدلہ نیک ہی بدی بدی کی بات ہے  
آرام دے آرام لے اور کہہ رد آفات لے

دنیا عجیب بازار سی کچھ حنین بہانگی ساتھ لے  
میوا کھلا میوا مٹی پہل پہل دی پہل پائے

کلجگ نہیں کر جاگ ہی بہ یہاں نکودی اور راتے  
کیا خوب سو انقدر ہے اس بات تہ دی اوس بات تہ لے

وہ تیری حق مین تیری کسبیا پر ہولا ہی تو  
سن رکھ نہ کہتہ بی خبر کسبات پر چولا تو

کانٹا کسیکے مت لگا گو مثل گل چھولا تو  
مت آگ مین ڈال اور کو پہر گھانس کا بولا تو

کلجگ نہیں کر جاگ ہی بھج بھان نکودی اور راتے  
کیا خوب سو انقدر ہے اس بات تہ دی اوس بات تہ لے

جو خود کہا یا اور کو وہ آپہی دیکھا ہی نہیں

شوخی شرارت کرو فن سب کا بسیکھا ہی نہیں

کہوٹے کپڑی تو کچھ ہی تسکا ہی رہ گیا ہی تھا  
جو چوڑا لگتا ہی دل تل تل کا لیکہا ہی تھا

کلجگ نہیں کر جگ ہے یہ بھان نکو دی اورات لے

کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دی اوس ہاتھ لے

جو اور کی بستی رکھے اوسکا ہی بستا ہی رہا  
جو اور کی مار چہری اوسکی ہی لگتا ہی چہرا

جو اور کی توڑے ڈبیری اوسکا ہی ٹوٹی ہی ٹھٹھا  
جو اور کی جیتی بدی اوسکا ہی ہوتا ہی بڑا

کلجگ نہیں کر جگ ہے یہ بھان نکو دی اورات لے

کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دی اوس ہاتھ لے

جو اور کو پہل دیو گا وہ ہی سدا پہل پائیگا  
گیہون گیہون جو سے جو چانول سی چانول پائیگا

جو آج دیو گا یہاں ویسا ہی وہ کل پائیگا  
کل دیو گا کل پائیگا کل پائیگا کل پائیگا

کلجگ نہیں کر جگ ہے یہ بھان نکو دی اورات لے

کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دی اوس ہاتھ لے

جو چاہی لیچل سنگھری سب بن تیار ہی  
آرام میں آرام ہی آزار میں آزار ہے

دنیا نجان اسکو میان ریایا کی یہ منجدار ہے  
اور دنیا بڑا پار کر تیار ہی بڑا پار ہے

کلجگ نہیں کر جگ ہے یہ بھان نکو دی اورات لے



کیا خوب سودا نقد ہے اس بات تہہ کاوسن بات تہہ

تو اور کی تعریف کر چھکو ثنا خوانی ملے

تو اور کو مہمان کر چھکو ہی مہمانی ملے

کلجک نہیں کر جب ہی یہ یان نکودہی اورات لے

کیا خوب سودا نقد ہے اس بات تہہ سے اوسن بات تہہ لے

اپنے نفع کیواسطی مرت اور کا نقصا کر

کہانا جو کہا تو دیکھ کر یانی پیے تو چھانکر

کلجک نہیں کر جب ہی یہ یان نکودہی اورات لے

کیا خوب سودا نقد ہے اس بات تہہ ہی اوسن بات تہہ لے

غفلت کی یہ جا کھ نہیں یان صاحب کے

ہر لین تو ہی نظیر اب ہر قدم کی خاک رہ

دل شاد رکھ دل شاد رہ غمناک کھ غمناک

یہ وہ مکان ہی اومیان یان با کبرہ بیابان

کلجک نہیں کر جب ہی یہ یان نکودہی اورات لے

کیا خوب سودا نقد ہے اس بات تہہ ہی اوسن بات تہہ لے

حالات سیاحی مولف کے وطن سے شروع ہوئی

پلاساقیا وہ مے لالہ رنگ  
 علیگڑہ جو ہے ایک اپنا وطن  
 عمل میں میرٹھہ کے گلزار تھا  
 تعلق اوسیکے تھے باون محال  
 حکومت جب انگریز کی آگے  
 نہ وہ کمپ اور فوج کا تھا نشان  
 بقول نظامی یہ سچ بات ہے  
 بیک گردش چرخ نیلو فرے  
 سنا سب بزرگوں سے یہ ہم نے حال  
 ہوئے ہم جو پیدا بہ عہد فرنگ  
 جو دیکھا تو ہے قلعہ خالی پڑا  
 فراسو کوین تھے جو عالی وقار  
 ملازم تھے کرنل پیرون ہی  
 دریدون میجر تھے اک نامور

کہ سیاحی کی جس سے آئی ترنگ  
 کسیوقت میں تھا وہ رشک چمن  
 زمانہ جو بدلا تو پہرہاں تھا  
 ہوا جب کہ پلٹی ہوا اور حال  
 ہوا اور کچھ رنگ دکھلا گئے  
 رہی ایک کالون کے پلٹن ومان  
 کبھی دن بڑی اور کبھی رات ہے  
 نہ نادر بجا ماند بے نادرے  
 جو ادھر لکھا ہے یہ اونکا مقال  
 علی گڑہ کا پہرہ یا کچھ اور رنگ  
 گئے ڈراو سے دیکھ اور دل بہا  
 میرٹھہ کی جانب سی تھے قلعہ دار  
 نکوڑا تھے سندھیہ کے سبھی  
 ڈبایون ہی مہر تھے اونکے مگر



ولے اونکی اولاد برباد ہوئی  
 اور افسر تھے جرنیل پیرون بڑی  
 اسطرح چندین تھے اہل فرانس  
 ہمارے ہی دادا تھے کپتان ومان  
 ہوئے بعض کی پیشین تاحیات  
 غرض نقشہ بدلا علیگڑھ کا سب  
 وہ قصہ سا آنے لگا اک نظر  
 ہوئے پہرئے اوسمین پیدا عیش  
 ملاقات سب سی تھی اور دوستی  
 طیب کلان اور عیش کلان  
 ریاست تھی اونکی بہت ہی بڑی  
 تھے اوصاف اونکی بھی لایان  
 فنا نے نہ چھوڑا اونہیں بھی مگر  
 اور ان سے زیادہ تھی اور اک طبعیت

کہ گھر کھو گئے اونکا وہ آزاد ہوئی  
 کہ آتے ہی انگریز کے چل دے  
 نکل سب گئے جیسے ہاتھوں کی پس  
 ہو گوا الیمین ہی وہ جانفشان  
 کہ اب تک وہ پاتے رہے تاحیات  
 عمارتی حال ومان آئے جب  
 کیا پہر فرنگی نے زیر و زبر  
 جو ہندو تھے دس تو مسلمان تھے بیس  
 کروں نام ہی اونکا ظاہر ابھی  
 تفضل حسین اونکو کہتا جہان  
 مگر عیش و عشرت میں کہودی بھی  
 وہ مشہور ایسی ہوئی درجہ ان  
 ہوا اون کا برباد سارا ہی گھر  
 ارطوزمان اور عجیب و غریب

علیم اللہ مشہور تھا اون کا نام  
 وہ بیٹا تو کچھ اون سے ہی بڑ گیا  
 قضا سے ہوا باب پہلے فنا  
 ولے چھوٹا بیٹا ہے اب نیک نام  
 علاوہ ازیں اور تھے دو حکیم  
 تھے احسان علی اور عرت علی  
 بہت تجربہ بین وہ مشہور تھے  
 گئی وہ بھی دنیا سے افسوس کا  
 گھر اونکے بھی بعد اونکے برباد ہو  
 اور اک قاضی شہر کویل کی بھی  
 بزرگوں کے میرے وہ تھے بار بار  
 پس خورواون کا بھی ہشیار تھا  
 لیاقت میں لکیتاے عالم ہوا  
 زبان پر ہے نام اوسکا احمد حسن

نسیم اللہ بیٹا تھا فخر ا نام  
 فضلیت میں لکیتاے عالم ہوا  
 غدر میں مگر بیٹا باغی بنا  
 نعیم اللہ کہتے ہیں سب خاص عام  
 کہ نامی و کامے بہ فضل کریم  
 وہ رکھتے تھے ہم سے محبت ملی  
 اور حکمت میں بھی وہ بہت ور تھے  
 رہیگانہ کوئی ہے دنیا سر آئے  
 پر اولاد میں اک دو باقی رہے  
 بڑے فوجیوں کے تھے وہ آدمی  
 کہا کرتے بہائی بھی لیل و نہار  
 وکیل اور مختار سرکار تھا  
 ثنا خوان پر عالم بھی ہر دم ہوا  
 کہ ثانی نہ تھا اوسکا اب فی زمن



گیا وہ بھی یہاں سے بہ عین شباب  
 وہ صورت وہ سیرت وہ جن و جمال  
 ہوا بعد اوسکے وہ برباد گھر  
 بڑا یہاں ہی اوسکا ہے زندہ اپنی  
 تھا بہنوی اوں کا جو واجد علی  
 فضیلت میں رکھتا تھا وہ و سنگاہ  
 اوسے بھی نہ پہنچا فتا نے یہاں  
 اور اک دوست اپنے تھے عجرا علی  
 رئیس کلان اور ریاست پڑی  
 یکایک غدر میں ہوئی وہ تباہ  
 ہوئی فوج کالون کی جب وہاں ہم  
 مکان پر کما شیخ جی کے قیام  
 اگرچہ یہ مانع ہوئے صبح و شام  
 خبر جبکہ سرکار کو یہ ہوئی

کیا آتش غم سے دل کو کیا ب  
 مرقع میں عالم کے تھا بے مثال  
 کیا چرخ نیلے نے زیروزبر  
 پراؤ سکو نہیں پہنچتا وہ کہی  
 وہ عالم تھا فاضل تھا اور مولوی  
 کہ لاثانی تھا وہ خدا سے گواہ  
 کہ لے جائیگی سب کو اک دن وہاں  
 رفیق و شفیق و صاحب دلی  
 اور اوس پر محبت بہری دلیں تھی  
 دکھائی خدا وہ نہ روز سیاہ  
 کیا باجہ والوں نے اوں پر ستم  
 ہوا اوں کا باغی میں مطعون نام  
 مگر کب وہ سنتے تھے اس کا کلام  
 بولائے گئے شیخ اعجاز علی

او نہیں سخت پہ دی ستر پر ملا  
 بڑے بے قصور میں مارے گئے  
 ہوئی ضبط پر او کی سب جایاں  
 بالآخر وہ سبط محذور ہوئی  
 خدا پر ہوا اونکار روزی رسان  
 کچھ احباب مسلوک اونسے رہی  
 اس عرصہ میں کچھ مل گئی جایاں  
 ملاشتہ دار و نکاتر کہ او نہیں  
 یکایک وہ ہیضہ میں اب مر گئے  
 خدا و نکو جنت عنایت کرے  
 اسبطح سید تہی اک مہر علی  
 وزیر علی بیٹا تھا اونکا لیق  
 زمانہ ہی مداح بسیار تھا  
 گئے وہ بھی دونو جہان سے گذر

ریاست سے لو اپنے تم ہاتھ وٹھا  
 کہ دنیا و دین سے بچا رہے گئے  
 کسے لئے نہ دی شکی فریاد واد  
 بہت نان و نفقہ سے مجبور ہوئی  
 کہ زراق سب کا ہے وہ بی گمان  
 اسبطح وہ عمر کاٹا کئے  
 خدا نے سنی اونکی فریاد واد  
 خدا نے دیا یون سہارا او نہیں  
 سفر ملک فانی سے وہ کر گئے  
 اور اولاد پر اونکے برکت کرے  
 ریشون من تہی وہ بھی خوب آدمی  
 پُرانا وہ میرا رفیق اور شفیع  
 کہ سو میں وہ ایک ہی وضع دار تھا  
 کیا جا کے دونو نے جنت میں گھر



اور اک خواجہ صبا کا تھا خاندان  
 ریاست تھی اور نیل کی کوٹھیان  
 کہ تھا اونکا خواجہ تراب علی نام  
 اونہوں نے ہی بیاسے کیا انتقال  
 مگر اونکو پاتا نہیں کوئی یہی  
 اور اک شخص ہمارے ہی ہمسایہ  
 کہ نام اونکا صادق محمد جو تھا  
 ہمیں بار صادق نہ اون سے ملے  
 دو فرزند اونکے ہی ہیں نیک نام  
 بڑے کا ہے نام عبد خالق بیان  
 اور بے چوٹے کا عبد راق نام  
 بڑے چھوٹے دو اور تھے میرزا  
 محبت میں تھے مثل شیر و شکر  
 ہمارا اور اونکا مکان تو اسان

ریسون میں تھی نامور بے گمان  
 ہوئی تھوڑی دین تو نگر بیان  
 مروت محبت میں مشہور عام  
 گئے اپنے وہ چوڑا ہل و عیال  
 وہ ایسے ہے تھے و خدرا آدمی  
 بیٹا نون میں وہ ہی گران مایہ تھے  
 وہ صدق و صفا ہی تھے تہہ آشنا  
 کہ کاؤب سہی اولسے ڈرتے ہے  
 کہ لایق و فایق ہیں مشہور عام  
 ہر اک طرح کی دشمن ہیں و بیان  
 کہ رکھتا ہے سب سے وہ ملت مرام  
 ہمارے بزرگوں کے نئے آشنا  
 نہیں اب تو دنیا میں اسے شہر  
 کہ جیسے دین کی زبان در میان

موے وہ بھی جنت میں داخل ہو  
 تھے اک چاہ گرا یہ پہ چودہری  
 شجاعت خان شہور نام اونکا تھا  
 اور اپنے وضع کی تھی سیٹ ضمہ دار  
 رہا نام اونکا نہ اب کچھ نشان  
 اجل لے نہ چھوڑا کیکوٹ را  
 تھے اک اور یہی خان غرت نشان  
 جھان خان تھا مشہور دنیا میں نام  
 وہ اک اپنی وضع کی تھی شہر میں  
 ریاست بھی رکھتے تھے تھوڑی سی پاس  
 ہمارے بڑے خیر خواہ نہیں تھے  
 خدائے او نہیں دی تھی اولاد ہی  
 مری وہ بھی ہو کر ضعیف و نحیف  
 اور اک شخص تھی مزار ارسال بیگ

خدا کے وہ پیاروں میں شامل ہوئے  
 بڑا کنبہ تھا اور بہت آدمی  
 شجاعت میں نہ ہی تھی وہ سب سوا  
 محلہ میں گویا تھے باغ و بہار  
 فقط ایک باقی رہیں خوبیاں  
 تجھے ہی بقا اور سب کو فنا  
 ہمارے بڑے دوست اور مہربان  
 بھی مانتے تھے او نہیں حاصل عام  
 بڑے معتمد تھے وہ اس دہر میں  
 کسی سے غرض تھی نہ کچھ التماس  
 کہ لطف و مروت نگاہوں میں تھے  
 مگر دیکے پہر آخر شش چہین لے  
 خدا بخشے او کو کہ تھے وہ لطیف  
 کہ لیتے رئیسوں سے تھے جوگ نیک



کھا کرتے نایب مہدی کے ہم  
 بچھ ہی قول اونکار ہا تا حیات  
 سلوک اوٹے کرتے تھے اکثر عیس  
 نہیں اور اسکے سوا تھے معاش  
 ہمارے بزرگوں کے تھے مہربان  
 خدا نے دیا ایک بیٹا ہی تھا  
 غرض وہ نوودہ ہی سفر کر گئے  
 خدا اونکو بخشے بہ روز جزا  
 تھے اک اور مرزا بھی شہور عام  
 پیرانی عیس اور ابن عیس  
 ہے اک بیٹا اونکا بڑا ہوشیار  
 ہمارا بھی وہ ہے رفیق و شفیق  
 کہ آغا و سے کہتے ہیں خاص و عام  
 مگر مرزا نے کیا انتقا ل

ہمیں نذر وہم بین عالمی ہم  
 تسمیہ عیسون کو تھا اونکے ساتھ  
 کہ تھی قدردان اونکی اور عیس  
 فقط اک مکان او میں تھی بود و باش  
 بہت اکتس کہتے تھے بادل و جان  
 مگر وہ ہونق سار ہتا سدا  
 کہ یاد اپنی یہاں چھوڑ کر مر گئے  
 کہ رکھتے ہیں سب اس سی یہ آسرا  
 جہان میں تھا رحمت بیگ اونکا نام  
 عیسون سے رہتی تھے وہ مجلس  
 سلیم و علیم و بہت بردبار  
 و ضمدار ہے اور بڑا ہے لائق  
 زبان زد یہ ہے اسکا ہی سب میں نام  
 کہ اچھون کا رہنا یہاں ہے محال

پہن اب اور ایک شیخ صاحب عیس  
ریاست قدیمی اور مین نیک نام  
رسوخ اونکا ہے سارے حکام میں  
خدا کے کرم سے ہی اولاد بھی  
خدا اونکو قایم رکھے تاقیام  
اک اور مین ہمارے بڑے ستار

کہ نام اونکا ہے اعتقاد علی  
مروت میں یکتائے آفاق میں  
ہو دو بن میں اک ساہ تہو نامو  
کہ تھا مان سنگہ اونکا معروف نام  
بہت خوش مزاج اور پہلی آدمی  
فنا انکی ہوتی ہے سب تھا تمام  
نہ متبتون سے کچھ بنا کام بھی  
کئے دو تے قبتے با احترام

ہمارے کرم گستر مین اور اتیس  
فتح اللہ کہتے مین ہر خاص و عام  
فتح رہتی ہے انکی ہر کام میں  
کہ لایق و فائق ہوئی ہے بھی  
کہ مین محرم راز اپنے مدام  
وہ شیخون میں مین منتخب روزگار  
ہمارے وہ مین اک تحب لی  
سرا پا مجسم بہ اخلاق مین  
جو تہرہ ہوتے لکھہ پتے بھی مگر  
ہمارے بڑوں سے ہی ملت تمام  
نشہ اونکو زکار نہ دیکھا کبھی  
نہ وہ کارخانہ نہ وہ زر کا نام  
بگروہ گئے خود بخود آپ ہی  
کہ موتی جواہر رکھا اونکا نام



وہ پارس سے ملکر رہی بہتری  
 پہر آخر کیا دونوں انتقال  
 ریاست لیاقت میں تھی وہ بڑے  
 سب اہل قلم اور تھے نیکنام  
 پسندیدہ عالم حمیدہ خصال  
 سخاوت میں تھا اونکا مشہور نام  
 صبح اونکو جو دیکھے وہ ہونہال  
 گہرا ایسا نہ تھا وہاں کوئی دوسرا  
 بڑی عہدوں پر وہ رہی کام گار  
 وہ سب علو کی لعل تھی بیگان  
 تو شعرا سے ماضی پہ لیکے فوق  
 تو اہل سخن نے بہت داد دی  
 قلق اونکا ہی سب کو شام سحر  
 ریاست رہی وہ نہ وہ لو کمری

کرم میں نکل آئے جب کنکری  
 رہی اونکی دولت پہ تاجند سال  
 عالیہ میں تھے ایک کا تہ میرے  
 بڑا اونکا گھر اور بڑا اونکا کام  
 بزرگ اوغین تھی ایک پر شاوی لعل  
 اور اون سے تھی بڑے جو ایک ٹیکلام  
 برادر تھی اور اونکی اک شام لعل  
 ہمارے بزرگوں سے بھی اتنی  
 علاوہ ریاست کی تھے اہل کار  
 از انجملہ ایک تھی بشن لعل وہاں  
 بڑا شاعری میں جو کچھ اونکا شوق  
 لکھی فارسی میں جواک شنوی  
 نہ چھوڑا قضا نے اونہیں بھی مگر  
 زمانہ جو گزرا تو گزیرے سہی

بڑی جس قدر تھے سفر کر گئے  
 خدا او کو یکنہ یا شعی کرے  
 جو باقی رہی عمر اون کی دراز  
 کچھ اولاد میں اون کی باقی ہیں اب  
 اوسے ذیل میں اب ہیں گنگا سر  
 میرے دوست ہیں اور طر حد ہیں  
 بڑے بہائی ان کی تھے وہ کار دن  
 گئے وہ جہان سے بعین شتاب  
 ملا او کو وہاں جا کے باغ ارم  
 تھے اک او پر ہی خوب یحان خویلع  
 ریاست امارت میں مشہور تھے  
 ہے اولاد اب اون کی قائم مقام  
 ہمارے سب ہیں بڑی دوستدار  
 بڑی بہائی کا نام ہی مریدھر

وہ نام نکو چوڑ کر مر گئے  
 جو دنیا سے ملک بقا کو گئے  
 کریگا خدا جو ہے بندہ نواز  
 معیشت میں اپنی گرفتار سب  
 خدا نے دیا او کو اچھا ہی روپ  
 چلن چال میں نیک رفتار ہیں  
 کہ تانہ تھا اون کا اب فی زمان  
 غم اون کا ہی دل پر مرے حساب  
 خدا نے رکھا سر پہ دست کرم  
 وہ کاٹیہہ کے اقوام میں بے مثال  
 وکالت میں ہی وہ بہت دور تھے  
 ہے اس ضلع میں وہ یسا یکنام  
 لڑلین سے ہیں وہ بھی یار غار  
 پرانے وکیلون میں ہیں نامور



اور اون سے بڑے اور اک با خدا  
 برادر سوم کا ہے اب یہ پتا  
 لکھا ہے وہ دیوان اردو عجیب  
 نہ آیا پراس بحیرین اون کا نام  
 برادر چہارم ہیں اک اور یہی  
 ملازم ہیں سرکار کے باوقار  
 اور میں با پنجون بہائی اک اور یہی  
 اگرچہ وہ چھوٹے ہیں سب سے مگر  
 تھے ہمسایہ میں اور اک دینی جی  
 لیا کرتے سب جولا پر شا و نام  
 بڑے عہدہ پائے جو سرکار سے  
 خدا کا دیا اونکی سب پاس تھا  
 کہ جس سے ہر روشن ہمیشہ چراغ  
 بہتچون کو مجبور پالا کئے

اونہیں دین و دنیا کی پرواہ کیا  
 کہ میں شاعرون کی وہ اک پیوا  
 ہیں مضمون او سکی عجیب و غریب  
 قلم کو دیا اس لئے میں نے تہام  
 کہ عرف اونکا مشہور ہے گلو جی  
 بریلی کی اب وہ ہیں تحصیلدار  
 کہ ہے نیے بابو لقب اونکا ہے  
 بڑی عقل کے پتلے ہیں سرسیر  
 کہ چولی سے چپٹی سی تھی بڑی ہی  
 ہوئی تھوڑے روز زمین عالی مقام  
 نظر آئے سب کو وہ زردار سے  
 دیا تھا نہ گہر میں کھیر و سواس تھا  
 اسیکا تھا دل میں سدا اونکی داغ  
 اسی شغل میں عمر کا ٹا کئے

ہمارے بزرگوں سے اونکو تیار  
 عدم کو پہر آخر روانہ ہوئے  
 بہتجے ہی بعد اونکے پھر چل دئے  
 ہوئی رونق خانہ پھر سب تمام  
 لیا اک برادر کا اوس نے پسر  
 کرے عمر اوسکی درازاب خدا  
 رکھا اوسکا چچھی ترا بن ہی نام  
 اسی طرح چند اور تھے دوست دار  
 ہمارے وہ سب تھے بڑے مہربان  
 نبی بخش اولین تھی سرشتہ وار  
 اور اوسپر یہ طرہ کہ شاعر ہی تھے  
 نظارت میں تھی فیض بخش اک یہاں  
 انہیں خیمو کی تھے اک کو تو ال  
 تھی اک اور پٹت بھی سرشتہ وار

ہمیشہ پادل سے با ساز و باز  
 وہ تیر قضا کے نشانہ ہوئے  
 کہ بے وقت سارے اہل فی لئے  
 فقط اونکی زوجہ کا دم اور قیام  
 کیا اوسکو فرزند اور یہی کنور  
 کہ وارث رہے اونکے گھر کا سدا  
 کہ تار این دے اوسکو دولت مدام  
 کہ باہر سے آکر ہوئے اہل کار  
 اہل نے چھوڑا کسی کو بھان  
 جسم کرم اور ذمی اقتدار  
 کلام اونکے تھے قابل وجہ کے  
 کہ تھا فیض سے اونکی خوش سچا  
 کہ فیض اللہ تھا نام اور بے مثال  
 سپرد اونکی تھا مال کا کار و بار



وہ نامی تھے کشمیری اس شہر میں  
 سب اوصاف شہر تھے جو بی حساب  
 اور آگے تھا اس نام کے لفظ را  
 میکہ حال پر وہ عنایات تھی  
 دعا ہے کہ ہوا و کو جنت نصیب  
 اصالت خان کی تھی شہر میں اک پٹھان  
 خدایا ربجائی تھے اوکے صغیر  
 اصالت بہری اوکی تھی فائین  
 اسی شہر کویل کے وہ تھے رئیس  
 گئے دو لو اس دار فانی کو چھوڑ  
 وہاں سے تھی باہر کوئی چند میل  
 کہ سمیل تھا مشہور تر اوکا نام  
 بنی اوکی کوٹھی تھی مڈراک میں  
 کہ سمیل تو باغی سے ماری گئے

بڑا نام پایا تھا اس شہر میں  
 لہذا تھا مشہور نام آفتاب  
 دیا کرتے وہ رائے مہراجہ کے  
 ادا شکر اوکی نہ مجھے ہوئی  
 تھے مشرب میں اپنی عجیب غریب  
 محافظ تھے دفتر کے وہ یگان  
 رہے خوش سدا و نسے برتاو میر  
 خدایا تھا اونکا ہر بات میں  
 ہر اک کے دل و جان سے وہ تھی انیس  
 سمجھ کر میر موندہ دیا اس سے موثر  
 ہمارے شفیق اور تجار نیل  
 تھے باپ اوکے ہی ایک مالہ نظام  
 غدرین ملے ہائے وہ خاکین  
 قضا سے مگر باپ اوکی میرے

میرا پارسمیل تھا اور مہربان  
 مجھے یاد اوس گل کی جب آئی ہے  
 زمانہ سلامی تھا اور تاک میں  
 پٹھانوں میں عمدہ تھی اک اور پٹھان  
 وہ تھی قول و ایمانہ قائم مدام  
 رسا کار تھے اور قانون دان  
 غرض یہی ہی ملک بقا کو گئے  
 وکیل اونسے اک خویش میں خوش بیان  
 کہ ہر نام اور کامیان سرفراز  
 ہمارے بھی ہیں دوستدار قدیم  
 محلہ میں کایتہ کے گھاسی رام  
 ہماری ہی تھی آشنا فی قدیم  
 لقب اور نکا تھا منشی بے بدل  
 رہی مدنون تک وہ سرشتہ دار

کہ شیر و شکر جیسے ہو تو امان  
 تو اک خا دل پر چہا جائے ہے  
 قضائے ملائی وہ گل خاک میں  
 وہ اپنی وضع کے تھے با آن بان  
 تھا اس واسطے اور نکا قائم خان نام  
 تھے ہم سے محبت بدل اور جان  
 فقط نام نیکون کا باقی رہے  
 بگانون میں ہی اونکی ہیں خبر بیان  
 نہان راز دل میں عیان ہی نہان  
 رکھے نام قائم کا ایند کریم  
 وضع دار از بسکہ اور نیک نام  
 لڑکپن سے تھے اپنی بار صمیم  
 لیاقت بلاغت میں ضرب المثل  
 بڑا نام تھا اور بڑا اختیار



گئے وہ ہی بہانہ سیلک بقا  
 اب اونکی میں فرزند و نیک نام  
 محلہ میں بے گنج کے اور تھے  
 کھا کرتے تھے اونکو گلزارے  
 ہمارے بزرگوں کی وہ تھی رفیق  
 نہ چھوڑا اونہیں ہی قضا نے مگر  
 پس اونکی میں تین مقبول عام  
 وہ اونکی روش پر چلا کرتے ہیں  
 کہ میں نان و نفقہ سے سرور وہ  
 تھے اور اک پٹھانوں میں عہدہ  
 بڑے عہدوں پر وہ سے کام ان  
 بہت خوش وضع اور ناک مزہ  
 گئے وہ دنیا سے ملک عدم  
 میں اونکے محلہ میں اک اور پٹھان

کہ آخر فنا ہے فنا ہے فنا  
 رہے مغفور اولیٰ سے مدام  
 کہ وہ کایتوں میں سمندر رہے  
 چمن میں نہ تھا گل ہی اوسو  
 ندیم و فہیم و عقیل و شفیق  
 ہے یاد بقا اونکی شام و سحر  
 ہو گو گل میں متہرا میں جتنا میں نام  
 سمہل کر قدم کو دہرا کرتے ہیں  
 خدا کے کرم سے ہیں مشکور وہ  
 محمد علی خان ز بس نفیس  
 ہوا خواہ سرکار تھے یگان  
 و صنداری نے اونی پایا رواج  
 غنیمت تھا اونکا ہی دم او قدم  
 کہ مختار ہیں اور رئیس زمان

عجب فریون کے ہیں وہ آدمی  
 ہے نام اونکا حرمت اور آگے خان  
 نظام علیخان اور ہی کو تو ال  
 اسی ضلع میں پایا تہارورگار  
 ہمارے ہے مونس تہی اور یار  
 بریلی کے وہ تھے رئیس کلان  
 پھر آخر یہیں سے گئے وہ عدم  
 میں اک اور ہم پیشہ اونکی بہان  
 ہے نام اونکا مشہور الفت حسین  
 جو الفت نہو تو وہ انسان ہی کیا  
 غلام علیخان اور ہیں کو تو ال  
 کہ ہے شہر سب افسی راضی تمام  
 بہان تک کہ آنکھوں کی تل پر بشر  
 علی گڑھ میں ہیں اک قطب نامور

اور اس پر یہ طرہ کہ اخلاق ہی  
 خدا اونکی حرمت رکھے جاودان  
 عذر سے وہ پہلی ہے یحیائی مثال  
 یہیں ملی نیشن یہ عز و وقار  
 نہیں دیکھا اون سا کوئی طرہ دار  
 بڑا خاندان اور نام و نشان  
 ضلع کو ہے مرجانی کا اونکی غم  
 نہیں خلق کا اونکی ہوتا بیان  
 زمانہ کو الفت سے اونکی ہی چین  
 خدا کو ہی ہے خلق پیار اسدا  
 علیگڑھ میں فی الحال اک بی مثال  
 معاہدہ میں اونکی چورونکا نام  
 کسی کے نہ چوری سے ڈالی نظر  
 کہ چون مہر روشن ہیں وہ مسر



شہر ہند کی وہ بڑے ہنشین  
 مسلمان ہیں اور سید احمد ہی نام  
 کہ یہ جانی گشت اہل سلام ہے  
 بنایا مدرسہ وہ عالی مقام  
 ملا یک ہی کرتے ہیں وجد اور سکارو  
 ملا اختر ہند او کو خطا ب  
 خلف بھی دو او کے عالی وقار  
 ہیں ہی ہے خدمتیں سب کے نیاز  
 اور اک خاندان ہے بنی اسرائیل  
 خلیفہ تھے ان سب کے داودیان  
 ہیں بعض او کے رشتہ میں زندہ ہی  
 غرض اب کہا تک کرو نص بیان  
 علیگڑہ ریسون سے خالی ہوا  
 دل اپنا دمان اب تو لگتا نہیں

ہوا خواہ ہی اور رکن رکن  
 پیر عیسائی لوگوں سے ملت تمام  
 او نہیں بات معقول سے کام  
 کہ مشرق سے مونک سے انکلام  
 کہ مخزن ہے ہر علم گیتی فروز  
 شہر ہند حضرت سے خوش و حسا  
 بڑے عہد و ن پرین وہ دی اختیار  
 ہیں وہ قدردان اور بندہ نواز  
 کہ دی علم سب اور نہایت عقل  
 یڑا نام تھا اور بڑی خوبیان  
 مرے وہ معہ اپنے چند آدمی  
 لکھون ہائے کس کس کی ہیں دستان  
 بھر آتا ہے دل دیکھو او سکومیرا  
 وہ لوگ اب نہیں اور وہ چہ نہیں

کبھی مثل مہمان کے جاتے ہیں ہم  
 مگر بان کبھی دلو پہلاتے ہیں  
 کہ چھوٹے خان اک ہیں بزر نامور  
 کلام اونکا کچھ کم نہیں ذوق ہے  
 اور اک خان ثانی ہیں عبداللہ نام  
 طبیعت میں اونکی ہی ہر زور شور  
 ہیں اک تیسری اور بزاری حل  
 نمک مرچ ہے تیز اشعار میں  
 غرض تینوں صاحبِ مکر یا ہیں  
 ہیں اک اور چوتھے ہی عبدالمجید  
 کلام اونکا بھی کیا مزیدار ہے  
 اور میں پانچویں اک نبی دلو خان  
 پرانے ہیں شاعر یہ عمر ضعیف  
 مضامین نکلتے ہیں بے ساختہ

تو حسرت لئے دمان سے آئی ہیں ہم  
 جو دو چار شاعر دمان پاتے ہیں  
 تخلص ہے قیس اونکا مشہور تر  
 کہ مضمون چلے آتے ہیں شوق سے  
 کہ مایل تخلص ہے مشہور عام  
 پیرافسوس یہ ہے کہ انکھوں سے کور  
 کہ شد تخلص ہے اوپر مثال  
 مزاح خوب ہی اونکی گفتار میں  
 مزیدی بران یہ دفعہ دار ہیں  
 کہ خوش باش یہاں ہیں وطن پرست  
 عجب مٹھی مٹھی سی گفتار ہے  
 وکیل عدالت ہیں مددگاہ یہاں  
 کلام ان کا ہی اس لئے اک لطیف  
 گویا اون کے گھر کے ہیں پرختہ



چہے اور بھی بن کیل اور عقل  
 تخلص فدا اور فدا ہی ہے نام  
 چہے اونکے دیوان و دین ضرور  
 طبیعت ہی عالی مضامین بلند  
 اور اک مثنوی بھی ہوئی تمام  
 غرض یہ یہی تینوں ہیں میر تقی میر  
 خدا ان سہوں کو سلامت رکھے  
 ولے اونکا افسوس ہے و مہدم  
 خدا اونکو بخشے گا جنت مدام  
 علی گدہ بھی جو ہے ہمارا وطن

نہیں کوئی کرتا ہی اونسے دلیل  
 حسین آگے اوسکے بڑا لا کلام  
 بڑا نام پایا ہے نزدیک دور  
 اسوای صطی میں وہ عالم پسند  
 نقوی میں اوسکا بہرہ کلام  
 کہ ہم پیشہ میں میر اور میں رفیق  
 اور انکی کامی میں برکت رکھے  
 گئے جو یہاں کے ہلاک عدم  
 کہے جنکے اوپر میں سب میں نام  
 ہو میر بڑا سکا بھی پہر کر چمن

### غزل مولف

زمین گئے نوجوان کیسے کیسے  
 یہہ پشیا اونہیں آسیائے فلک نے  
 رہا جام جم اور تخت سلیمان

پڑے اونپہ ٹوٹ آسمان کیسے کیسے  
 کہ مہر مہوئے استخوان کیسے کیسے  
 مٹے نامیوں کے نشان کیسے کیسے

کیسی خبر آئی اب تک نہ وان سے	ق گئے یہاں تھے کاروان کیسی کیسی
نشان تک ہی اب اونکا ملنا نہیں	ہوئے جا کے وان کی نشان کیسی کیسی
چلی جیکہ گلشن میں باد بہاری	ق کھلے لالہ وار غوان کیسی کیسی
خزان آتی ہی مٹ گئے یکظم سب	گل و پیل و گلستان کیسی کیسی

کہلا بہید او سکانہ شورا کہ جہاں ہے  
تو عاجز ہوئے نکتہ دان کیسی کیسی

رویداد شہر اکبر آیا دینو سواد عرفا گروہ

پلاساقیا وہ مئے مسخ فام	کہ میں آیا ہوں اگر وہ کے مقام
کروں گا میں بھان سیریل نہار	مجھے جام وہ دے قع ہو خمار
عجب شہر ہے یہ تو مینو سواد	کہ حورین ہی کرتی ہیں جنت میں باو
دورویہ دو کانون پہ بیٹھے بستر	صفا می وہ پائے کہ پہلے نظر
کنارے وہ بازار ہے خوشنما	کنارہ کھڑا ہو کے دیکھے سدا
بہو لیٹے کا بازار جو دیکھ لے	بساعمر بچہ پھول میں وہ رہے
جو کشمیری بازار کو دیکھ جائے	تو وہ سرد مہرون سے پھر ہاتھ اٹھائے



سے اک اور باز بھی سیب کا  
 جو موتی کے کٹرہ میں رکھے قدم  
 طبیعت جو دانا کی اوس سیڑھے  
 وہ دانا کہ دانا ہی جواب و تاب  
 ہے پتھر کا فرش اس لئے جا بجا  
 و دروہ وہ گویندین عالی مقام  
 وہ پریان کہ حورین ہوں حشری پری  
 ہے نزدیک اس شہر کے تاج گنج  
 ارم اسکو لکھوں تو ہے پھر بجا  
 فرشتوں نے اوسکا بنایا تھا کام  
 جو اس پر وہ اوس میں برابر جڑا  
 وہ چلی بچا سنگ مرمر کا فرش  
 لگانے میں کیا صنعتیں کر گئے  
 وہ گنبد میں اوسکے سہی بزم

کہ آسیب او میر نہ آئے ذرا  
 بڑے آبرو اوسکی دمان مہم  
 تو پانی ہوئی شرم سے اوس گھڑی  
 نظر بھر کے دیکھے تو اوڑھا خواب  
 گزر سنگ دل کا نحو بر ملا  
 کہ رہتے ہیں پریان مان پر علم  
 صبح و شام دیکھو پری کی پرے  
 کہ دور ہوتا ہے جسکے دیکھی سرخ  
 مگر شاید اس سے نہ وہ سوا  
 خدانے دیا اوسکو جب احترام  
 کہ دیکھے سے پتھر بھی پانی ہوا  
 کہ دیکھا نہیں فرش سی تاہ عرش  
 لگایا جنہوں نے تھا مر گئے  
 کہ نور او نکا ہو گانا تا حشر کم

صفائی کو اونکی جو دیکھی بشر  
 وہ باغ و بہار اوس میں شکر ارم  
 شجر وہ کہ امرت کا جن میں شکر  
 وہ تختی گلون کے پین ہارنگ و بو  
 وہ گل اور بوٹہ کہ گل مونہ چسپائی  
 کلی وہ رفع جس سے ہو بے کلی  
 روش کی صفت ہر روش ہو صوفی  
 وہ دریا بھی زیر اوسکی ہی پر بہار  
 وہ دریا ہے دریا دلوں کا اویال  
 وہ پختہ عمارات اور پختگی  
 بڑی قسمت اوسکی تھی جسکا مزار  
 او سے کہتے تھے تاج بی بی مدام  
 کروں اب میں فواروں کا کیا بیان  
 بلند ہی پر اونکے جو ڈالے نظر

نہ لہرے نظر بلکہ پہلے نظر  
 کہ پریوں نے دیکھا سنا ہو گا کم  
 جو کہا ہے نہ موت آئی اوسکو مگر  
 نظر چاہئے دیکھنے کو بکرو  
 وہ پتہ پتا جسکا کوئی نپا ہے  
 وغنچہ کہ دل تنگ ہونے کہے  
 کہے کہکشان جو وہ ہی فی شہر  
 کہ لہرون سے لہرا سے دل برابر  
 وہ پانی کہ تہہ اوسکی پانی محال  
 جو ہو خام طبع نہ سمجھے کبھی  
 بنایا فرشتوں نے یہ پیر بہار  
 کہ حورین ہی کرتے تھیں جھپک کر سلام  
 کہ شور اونکا پہونچا ہے تا آسمان  
 تو بیت ہو کے گرجا سے وہ سرسبز



غرض اوسکو آباد رکھے خدا  
 کنارِ چمن کے ہر اک ام باغ  
 ہر وہ باغ مشہور شاہی و مان  
 ہوا ہی شفا بخش اوسکی مدام  
 ہے پانی ہی اوسکا اک آبِ بفا  
 وہ آب و ہوا اوسکی ہے پرفضا  
 عمارات پختہ ہر عنوان سے  
 روش کی صفائی پہ پہلے ہر دل  
 گلوں کے وہ تختون کا ہر اک بناؤ  
 گلوں کو جو دیکھو ہزاروں ہر رنگ  
 کہ ایک ایک میں دو دو رنگت عیان  
 کوئی تنگ دل ہو تو ہر سکر  
 وہ چمن چمن اور گل ارغوان  
 ہر دوں کے اشجار بے گل و بار

کہ مقبول اوسکا ہے وہ مقبرا  
 کروں اب صفت اوسکی سہی فراغ  
 وہ رشک جنان ہر وہ رشک جنان  
 علیلوں کی حق میں دوالا کلام  
 مزین ہے کوثر سے وہ بھی ہوا  
 کہ بوڑھا جوان ہوتا ہے ہر ملا  
 بنے خوب ہیں لطف اور شان سے  
 ہوئی صاف سینہ بھی منفصل  
 تماشائیوں سے کہے آؤ آؤ  
 ہر اک رنگ میں ہر عجیب شوخ و ہنگ  
 ہزاروں گل و بوٹی دیکھے و مان  
 گرہ کہو لہین اوسکی غنچے سدا  
 نہیں خارِ حمت کا او میں نشان  
 قدم لون کے لے باغبان بار بار

کہ قامت ہے سیدنا جواد نکات نام  
 کجی کا نہیں نام اون مین ذرا  
 شجر اک جو دیکھا تو شمشاد نام  
 غرض سبطح کی وہاں ہی ہمار  
 قریب او سکے اک اور عمدہ چمن  
 وزیر شہ ہند کا تھا وہ باغ  
 خطاب او سکا دولہ تھا یا اختا  
 بنایا وہ باغ او سے رشک ارم  
 بنایا وہ او سمین مکان خوشنا  
 لگایا چمن او س مین وہ پیر بھار  
 کہ پھولون کے پہلوار پر دل ہو وار  
 ہے پھولون مین پیر مکر جو سب گلاب  
 مین ہر رنگ دیو کے گلاب اس قدر  
 جمیل وہ البیلی او سمین کھلے

قیامت ہی کرتے ہی جہک کر سہم  
 کہ چلتے ہیں وہ راستی پر سدا  
 کرمی دل کو ناشاد کی شاد کام  
 کہ دل ہار بیٹھے گلون پر ہزار  
 کہ یال ہے او پیر کچھ چرخ کہن  
 ہے باد خزان سے او سی نفاغ  
 مقرب مغر ز تھا عانی تیرا  
 کہ شہ کی نہیں باغ سے تھا وہ کم  
 کہ خلد برین او س یہ ہے مبتلا  
 جو دیکھی او سکی گلے کا ہو بار  
 خموشی پہ غنچون کے جان ہوتا  
 تو او سکی ہے مونہ سہی ہر گل مین  
 کہ رنگین طبع ہو جو دیکھے بشر  
 کہ ہو او س مین عطر و اہن کے ملے



<p>             کہ پہونچا ہے خوشبو کو لے کھر بھر              نہ دل پھر کسی گل سے رغبت کرے              کروں قدر کیا تو ہی کس کھیت کی              کر سی اپنے اوپر سے اونکو تار              نشانہ پہ تیر اپنی تک تک لگائی              بڑا دیتا ہے شوق میخواروں کا              سہی اونکا پانی پھر اکرتی ہیں              مکین اوسکی تھی شاہ ہندوستان              بہارا اوسکو ہے تاکتے ہی سدا              خدا سے مرلی کو جنت ملے              کہ ہم تام وہ یادشہ کا ہوا              کہ اس شان کا تہانہ دمان و سرا              کہ عالم دمان جا کی زر کھوتا ہے              پرستان کا آتا ہے اوسیں مرا           </p>	<p>             وہ بیلا ہی البیلا ہے اسقدر              وہ چمپا کہ دل کو ہی چسپت کرے              جو ہی سے لگی کہنے یوں کیشکی              وہ لالہ کہ لالا کے دل وا غدار              وہ نرگس کہ آنکھیں ہے سب کو گھائی              برستا وہ رم ہم سے فواروں کا              وہ چنٹیوں میں دل کو لیا کرتی ہیں              قریب اگرہ کی ہے اک اور کان              عجب لطف کا وہ بنا پر قضا              عمارت مربع وہ ایسی بنے              کچھ ریتہ دیا اوس کو تو فی خدا              رکھا نام اوسکا تھا اسکن درا              برس دن میں میل ہی اک ہوتا ہی              وہ میل جمیل ہے اک پر قضا           </p>
--	--

کہ نام اوسکا کہتے ہیں کیلا س ہے  
 ہوا کرتی ہیں رقص ہی جا بجا  
 وہ ٹھوکر سے جب لیتی ہیں دلکچہیں  
 بہہ میلہ ہے کیا بلکہ اک عید ہے  
 رہا کرتا ہے اک دن اور رات  
 ہوا کرتے ہیں اوسیلی ہی چار  
 عجب لطف اونکا ہی برسات میں  
 وہ دریا کا جوین وہ اوسکا چہرہ او  
 وہ پانی کے تختے پہ موجوں کا جال  
 وہ کشتی کہ ہوا سپہ دریا کی سیر  
 عجب شہر میں وہ ہر شک جنان  
 ضلع اگر زمین ہواک اور مزار  
 او سے کہتے ہیں فتح پور سیکری  
 وہ درگاہ ہے ایک اسلام کی

بہشت برین اوسکی کچھ پاس ہی  
 ہیں چادو کی پوڑیوں سی پریان سوا  
 تو نزدیک جاتی ہیں دور بین  
 کہ جو رنگ ہی قابل دید ہے  
 کہ ہوتی ہیں عید اور بقر عید مات  
 وہ تیرا کیوں کی ہیں دریا کنار  
 مرا غوطہ خورونکی حرکات میں  
 ہوا پروہ موجوں کا کیا کیا بناؤ  
 وہ پانی کی جھال اور اوسکا اوجھال  
 کہ لہرائے دل دیکھ کر اوسکی لہر  
 کہ دریا جہان دریا دل ہی جہان  
 کہ وہ ہی ہے مقبول پروردگار  
 عمارت و مان کی ہی عمرہ بنی  
 کہ تعظیم ہی اپناک اوس نام کے



<p>             ہے خیر او سکا لہن کی دیر سے              کہ دیتی ہے ہر غنچہ دل کھلا              ہے بہتر یہی وجد او سکا پڑھون              سر اسرہی وہ قابل کارزار              کہ بند ہو می دشمن کا دیکھی سیرم              فلک دیکھ او سکو کسے الامان              کہ کیا کیا تھے صبا حیدر خصال              وہ مجموعہ اخلاق تھا بے گمان              حجت کا سب سے دل میں تھا جوگ              کہ خوبی میں وہ خوب سب سے رہے              فلک رتبہ او نکا سنگان بیگان              نیاز اون سے کہتا تھا جن و شیر              جو اکبار سن لے نہ ہوئے مدام              وہ اپنی وضع کی تھی ایک ہی وہان           </p>	<p>             وظیفہ مقرر ہے سرکار سے              وہان کی ہی آب و ہوا پر فضا              عمارت کی تعریف کیا کیا کروں              قلعہ ہی وہان کا ہی اک شاندار              بلندی میں چرخ برین سینہ کم              مکان او سکے اندر وہ خفت و نشان              لکھون اب وہاں کی ریسونکا حال              تھا ایک خاندان لہن صبا کا وہاں              بڑی عہدوں پر بہت اوں کی لوگ              از انجلاک پال لاین ہی تھے              قطب اگر وہاں کو کہتے تھے وہان              کچھری لگی تھی تھی اوں کی گھر              ظرافت لطافت کا اوں کا کلام              اسی طرح بہائی میں نہیں خوبیان           </p>
---	--

ہر اک جانور کا نہیں شوق تھا  
 کبھی لال ہر سال لڑتے رہے  
 کبھی تیزوں کی لڑائی رہی  
 کبھی مرغ بازی سے پائی فتح  
 یہ سکر عدد کو کڑکڑاتے بہت  
 کبوتر شرب روزا وڑا کرتے تھے  
 پیرا و نکا و اکونہ ملتا تھا پیر  
 وہ گولہ وہ شیراز وہ خورد نوک  
 اگرچہ سیہون کی ہی پرواز تھی  
 غرض بہری صاحب تھا اونکا ہی نام  
 عجب شخص تھے عاشقانہ مزاج  
 اور اون کے بہتیجی ہی خوب آدمی  
 کہ مشہور نام اونکا تھا جان لین  
 زبان روزمانہ کے اخلاق تھا

دل و جان اسکا ہی ذوق تھا  
 وہ دشمن کا مونہ زرد کرتے رہے  
 کہ اونکی فتح کی دو مائی رہی  
 تھی مرغون کی اونکی نرالی فتح  
 کہ چوٹیں وہ مونہ کی ہی کھائی بھٹ  
 وہ پنکھا دلون پر چہلا کرتے تھے  
 نہ دیکھی کسے رنگ اونکو بشیر  
 تھے بدین سے اونکی سدانو کی  
 مگر بعض اون میں گرہ باز تھے  
 لکھے شوق جن کی یہ اوپر تمام  
 وہ رکھتے تھے رندانہ اپنا رواج  
 پڑھی تھے وہ انگریزی و فارسی  
 ہمیشہ رہا اون کو آرام چین  
 بہر اسر بہر او نہیں اشفاق تھا



او تہیں ہی رہا مرغ بازی کا شوق  
 تھے اک اور تجارت ہی نامور  
 کہ ہر شخص سے اونکی تھی چھڑھاڑ  
 ظرافت سے خالی نہ تھی کوئی بات  
 اگرچہ وہ بی علم تھے سرسیر  
 فرانس الیس اونکا تھا مشہور نام  
 زمانہ غدر میں رہا اونکے ساتھ  
 کہ شیرین زبان سے کیا اپنا کام  
 یہاں تک خدا نے کیا پھر نہال  
 عیس اور وہ تھے بڑے شرمگین  
 پڑائے فتن کے تھے وہ آدمی  
 ہوئی اونکی اولاد بھی نیک نام  
 اور اک خاندان تھا بڑ فیصل کا  
 محبت میں ہر شخص کو تھے رفیق

نہ باز آئے اس سے بڑا ہی تھا ذوق  
 بڑے خوش مزاج اور طرفہ بشر  
 تمسخر طبیعت میں تھا بی شمار  
 لطیف رہا کرتی تھی دم کیساتھ  
 زبان دان وہ ہر ملک کے تھے مگر  
 ملا کرتے تھے اونسے ہر خاص و عام  
 بن آئی جوا و سوقت بگڑی تھی یا  
 خدا نے بڑایا ہوا اونکا کام  
 کہ اب تک ہے اولاد بھی مالا مال  
 کہ مشہور چھوٹے بڑے مارٹین  
 شناخوان تھے شہر اگرہ میں سہی  
 خدا نام دو نو کار کھے مدام  
 کہ وہ بھی پڑاؤ کا تھا پیشوا  
 لیاقت میں سب سے زیادہ ہیں

انجلی جان اور اڈوڈ مرے  
 رہا کرتا اڈوڈ کو شوق ستار  
 طبیعت جو گت کی طرف آئی تھی  
 گیربان سب کرتے تھے تار تار  
 وہ دیر درہ لیتے تھے جب لکڑی  
 ہوا جان صاحب کو ذوق تنگ  
 طرقتانی کہتا تھا داتا تو بچا  
 کٹا کرتے تھے دل عدو کی دلام  
 اوڑاتے تھے تھک کے بجل سدا  
 پڑا شہر میں دور کا اونکے شور  
 اور اک میرزا تھے الف بیگ نام  
 نہ باری نہ موچھ اونکی تھی صاگال  
 ہوتے تھے چہرے سے ترش رو  
 تھے اس شہر کے وہ بیٹے قدیم

سراپا تھے اخلاق سے جوہرے  
 کہ ثانی نہ تھا ہند میں زمینہ ہار  
 کو گت سُننے والوں کی ہو جاتی  
 بجاتے تھے وہ دور میں جب ستار  
 تو سم کھانیکو دوڑتے دور میں  
 لڑائے میں تھا اک نیا اونکا ڈھنگ  
 کسی کو ہی انکی نہ پہچون میں لا  
 ارادوں مانجھو تھے ڈھلے تمام  
 لگی اونکی ڈوری پہ رہتے ہوا  
 ڈرا جرخ چرخ کا دیکھو اونکی زور  
 کہ بے تے سے اکثر تھا اونکا کلام  
 مسخر سے لوگوں کے ہوتے نہال  
 وے خوش مزاجی سے تھی نیکو  
 ریاست بہت تھی بفضل کریم



کبھی قوم کا اونکی تھا پہلے راج  
اور اک تہی نظام علیخان ہی عیش  
زمانہ سے الفت تہی اور یار بائش  
تہے وہ قاضی شہر کے رشتہ دار

ملا منصفی کا ہی عہد اونہیں  
ہماری کمال اونسے تہی دوستی  
حکیمون میں نامی نصر الدین تہی

شفاء اونکی ہاتھوں پہ رشتی ملام  
میجا ہی تھے اپنے وہ وقت کے

جسے کہتے ہیں خلق حصہ میں تھا  
ہیں اونکی برادر پر نیک نام

اور اک تھے برادر بھان جان سیل  
شرابی کیا بی رہے عمر بھر

اور اک دوست اپنی تھے بھانگی وکیل

وہ تھے ہند کے صاحب تخت تاج  
شریف و نجیب و خلیق و انیس

ریاست ہی تہی اور عہد محاش  
لیاقت میں اک منتخب روزگار

ہمیشہ تھا انصاف پیارا اونہیں  
دل و جان و قالب ملی تھے بھی  
کہ نقمان وہ اگر کے رہے

دوا اور دعا میں اثر لا کلام  
سکندر ہے اپنے وہ بخت کے

ہزاروں میں ایسا نہ دیکھا سنا  
خدا کو خوشنور سندر کہے مدام

کہ زندانہ مشرب تھا اور دل لیل  
اسی میں گئی جان بھی سرسبز

وہ تھے تھے قانون کے بادلیل

<p>پسند اذکو کرتے تھی ہر خاص و عام کرم کاف سے دل میں شاہ گاہ رہی لام سے لن ترانی سدا بہی سے بھی نیاز تھا لا کلام احل کا بُرا ہوا حسل کا بُرا ہمین ہی وہاں اونکی شامل کری</p>	<p>کہ تھا منہ پر شادا و نکا ہی نام رہے واو سے اونکی اک واہ واہ یہی سے وہ رکھتے تھے یاد خدا لکے جو جو صاحب کہ اوپر تمام کسی کو چھوڑا حسل نے ذرا خدا سب کو جنت میں داخل کری</p>
--	---

### غزل مولف

<p>جہان میں نام رہا فقط نکو باقی رہا گوئے نہ یہاں اک رہا تو باقی جب آ موت رہی گی نہ ما ہو باقی رہا نہ رنگ او میں رہی نہ ہو باقی</p>	<p>دلار ہے گی نہ یہہ جان اور نہ تو باقی بقا تجھے کو ہے معبود اور سکو قنا ولا یہہ جیتی ہی تک ہیں جوتن و شکے بہار گل تھے دور ذرا نکا آتی ہی</p>
---	---

کہ ہر وہ بزم کئی شور و اہل بزم  
کہ ہے نہ میر نہ سودا نہ آبر و باقی

<p>کروں حال نہ و نکا ہی بزم</p>	<p>غلط جس سے ہو کچھ ذرا و لکا غم</p>
---------------------------------	--------------------------------------



مین اک دوست میری دلی گاسٹن  
 اونہیں مجلسی علم مین ہی کمال  
 رہی عمرہ لوگون کے صحت مین  
 ملازم ہی سرکار کے چند سال  
 ضعیفی کا جب اونکو آیا پیام  
 زمانہ نہیں اونکے موافق رہا  
 مین اک اور صاحب ہی تجا رہا  
 کہ نام اونکا نکلس ہے مشہور ہے  
 دوکان اونکی اوجلی ہے اور مور  
 عجب صاحب خلق و اخلاق مین  
 بفضل خدا صاحب اولاد مین  
 سوا ان کے جو اور تھے مر گئے  
 دوکان مین وہ نامی ہر اک کا گیر  
 بنائے مین ہر چیز شایان پسند

جہان دیدہ مین اور بڑی نکتہ چین  
 زبان ہی ہی شایستہ اور بے مثال  
 رابون کی اکثر رفاقت مین وہ  
 رہی بادیا نت کیا کار مال  
 تو مین مے اور ہوا گھر قیام  
 گیا تنگ دستی نے اب بے مزا  
 بیسوں مین وہ کسٹ کے بے گمان  
 خدا کا کرم اور مقدور ہے  
 کہ ورت کا او سین نہیں ہی گذر  
 مروت مین وہ شہرہ آفاق مین  
 قریب ایک درجن خدا داد مین  
 کہ جنت کو یہاں سے نہ کر گئے  
 کہ لند نہیں مین گئے نہ ایسی شہر  
 کہ نور او سکا ہے چاند سی ہی چاند

اگرچہ گران قیمت ہوتی ہو وہ  
 بڑا بیٹا ہی اوتکا ہے وی شعور  
 کرمی اوسنے شادی چولندین جان  
 ہیں اک دوست اور اپنی ذکر اس نام  
 پولیس میں ملازم تھے سرکار کے  
 یکایک کل اے قسمت کے کھوٹ  
 پھر آخر کو معذور تھے کام سے  
 اب ہیں اگر وہیں وہ خانہ نشین  
 اوہیں ہر سہ پسران ایلیس بھان  
 ہوا نام پہلا سا اور کام کم  
 بچہ بیوہ عجیب اسکا ہے نام بیوٹ  
 اوہیں اک برا در پولین بیل  
 اگرچہ بظاہر وہ ہیں دنیا دار  
 لگا رہتا ہے مونہ سے عرق بھار

جواہر کی پر آب کھوتی ہے وہ  
 کہ نام اوسکا مشہور نزدیک دور  
 نہ کیوں اوسکی محبت پہ ہر حیا  
 کہ مداح اوتکے ہیں ہر خاص و عام  
 خوشی اوتکے حاکم ہی بسیار تھے  
 گرے اسپ سے اور لگی اوتکے چوٹ  
 عطا ہو گئی پنشن حکام سے  
 بیاد خدا ہیں وہ گوشہ گزین  
 ہوا اوتکے والد کا اوپر بیان  
 نفاقوں نے باہم کیا بچہ ستم  
 اسی سے لیا ہند انگلش نے لوٹ  
 کما زادوں سے اوتکا ہی بل میل  
 ولے زندہ دل اور نگین یار  
 دل و جان اوسپر گئی ہیں وہ مار



کڑے جامِ جم کی جو سہی نہیں  
 اور اک دوست ہیں مخزنِ علم و فن  
 کلکڑے افس میں کرتے ہیں کام  
 نازی ریاضی ہیں وہ صبح و شام  
 ہمارے پرانے ہیں وہ یادِ غار  
 دیانتِ امانت میں مشہور ہیں  
 ہیں اک اور یہی مشفق با وفا  
 اور نہیں الکو صاحب کھا کرتے ہیں  
 ہیں تحصیل میں آج کن پیشکار  
 کرمِ فواک اور ہیں با وفا  
 ہے جمیس بربیل جو اونکا نام  
 رہا کرتے ہیں گوالیر میں مقیم  
 اور ہے مارٹینون کی اولاد میں  
 مگر سب کے چولہہ جدا ہیں جدا

اسی سے کہیں جم کے رہتی نہیں  
 کہ نام اونکا ہی مسترِ قارئین  
 سر دفترِ مالِ عہدہ کا نام  
 خدا کے وہ پیار و غنیمت ہیں لاکھ نام  
 کہ ہیں سو میں وہ ایک ہی غمگسار  
 کہ حکام بھی اون سے مسرور ہیں  
 ہر اک کی زبان پر ہے اونکی ثنا  
 کہ وہ مردم اونکا بہا کرتے ہیں  
 بڑے کاروان اور بڑے ہوشیار  
 کہ ہوتے ہیں میرے بھی و شہنشاہ  
 پتہ افکا اوپر لکھا سب تمام  
 نکو اہم راج کے وہ قدیم  
 وہ سب اپنے گھر پر ہیں دل شہاہی  
 زمانہ کے تاثیر یہ جا بجا

سلامت زمین ساری حیاء مدام  
 اب اور اک برادر کا لکھتا ہوں حال  
 وہ سب بھائیوں کی ہیں بھانجیاں  
 ہے تمہیں طرفین شیر و شکر  
 ہمیشہ رہا میٹھی باتوں سے ساتھ  
 پیالہ کا وہ دور واکم رہا  
 ہمیشہ رہی بزم عیش و نشاط  
 وہ گالی کہ عالم پست ہو گئی  
 کمری سیر وہ دل ہو جس سے میر  
 نہ یاقی ہے دونوں کو کچھ آرزو  
 کروں نام ظاہر ہو دل کو چہر  
 قطب اگرہ کا کوئی کھتا ہے  
 کتہیا بھی کہتے ہیں ہر خاص و عام  
 کوئی بچہ کہتا ہی دیان شہر کا

طفیل مسیحا علیہ السلام  
 نواب اذکو کہتے ہیں اک بی مثال  
 ہمارا یہی اون سے ہی شتہ ملا  
 دو قالب یک جان رہی عمر بھر  
 زبان تک کہی اور آئے نجات  
 کسی دور میں یہی نہ دیکھا سنا  
 چچا اوسپہ رہا بساط و بساط  
 پھر ایسے سنی کان بند ہو گئی  
 کہ من بھر کے دیکھا زمانہ کا پہر  
 فقط ایک جنت کی ہے جستجو  
 ہیں حضرت سلامت کنسٹنٹین  
 کوئی نہیں ماہ سے دیتا ہے  
 کسی کی زبان پر ہی نواب نام  
 شمش و پنج اسپن نہیں ہی ذرا



شکیلہ جیلہ ہی میں آپ روپ  
 نہ عیسا کہی ٹھرا اک ہاتھ میں  
 خزانہ ہی قارون کا گر ہاتھ آئے  
 وہ چہرہ پہ مونچھوں کے بالوں کا گنج  
 وہ ٹھیرے وہ گھنگرالے مونچھوں کی بال  
 وہ کپڑے کا دو نو طرح کا ہے شوق  
 جو پوشاک موزون کو دیکھے ذرا  
 ہو باریک جوڑہ اگر زیب تن  
 طرافت کا ہے شوق کلمات میں  
 کرسی نوکری ہی وہ چالیس سال  
 نہ ہاتھوں کو گر لہنچتے صاف ہی  
 سوا اسکی ہوتے بہت مالدار  
 قناعت رہی روز اول سے تنہا  
 کلکڑے نے یہ کی گفتگو

نظر آتی ہیں مہ و شون کا شروپ  
 جو سو آئی دو سوا دھمی بات میں  
 تو دس دن میں چالیس کوٹہہ تپا  
 رکھی جائیں دو جن پہ ثابت ترنج  
 نظر ڈالے ٹھیرے تو او سپہ دبال  
 کسی کو نہ ہو گا کہی او سپہ فوق  
 تو کم خواب او سکو بچہ آئی سدا  
 تو مل مل کے رہ جائیں دل گلیں  
 کہ روتا ہی سنس ہر بات میں  
 پیا پانی شربت کا ہو کیا مجال  
 تو پہلا کی بچہ یہ نہ سوتے کہی  
 کہی قرض لیے نہ وہ زینہ سار  
 ترقی کی حاکم سے پھر کی نہایت  
 تم ہو جاؤ ڈپٹی میرے رد ہو

ہمیشہ رہا اس سے انکار ہی  
 اسی باعث حکام راضی رہے  
 جو حکام آئے رہے خوش مدام  
 یحسان تک ہوئے معتبرات کی بات  
 غرض لیکے عشق پر آمی جو گھر  
 چرند و پرند و ن کا وہ شوق  
 لگے دانہ دانہ کھلانے اونہیں  
 ٹلی آسمان اور ٹلی گوزمین  
 پہاڑی طہور آئے سرخ و سفید  
 لگے بولنے سب خوش آواز سے  
 ہو میں بلبلیں پر تو نغمہ سرا  
 ہوئی فکر اب یہ کہ ہوا یک باغ  
 لگایا ویاں پہر چین و رحمن  
 لگے بولی ٹولی میں گانے و گیت

کیا اسکا ہرگز نہ اقرار رہی  
 یہ ضلع پہ ساری ہی حاوی ہو  
 کہ دفتر کی گنجی رکھا ان کا نام  
 کہ شورہ تھا ہر کام کا انکی ساتھ  
 تو اس دل لگی میں ہوئی اب سیر  
 کہ پرین ہو کر دل اون میں بیٹھا  
 لگے لیکے پانی پلانے اونہیں  
 پر اون کا نہ جائی یہہ پر گھر میں  
 کہلا دل کا پنجر بند ہی کچھ امید  
 کوئی سوز سے اور کوئی ساز سے  
 سناتے للین قمریان بھی صدا  
 کہ جس سے ہو سب و شین کو قراخ  
 ہوئی دیکھ کر او سکوسار گیت  
 تھی یہہ رمز او کی رکھو پیسے پیت



وہ گل جیسے پیل کا دل چھپائے  
نمروہ شجر نے نکالا اونہین

وہ لالو کی بولی وہ پیر لال

وہ لالہ کہ لالا کی دل و دمان ہے

چھکنا شجر پر طور کا دمان

بھارا و سپہ ہوتی ہی قربان ضرور

اور اسکی محاذی بنا ہے مکان

رکھا اوسکا ہے نام بارہ دوی

کیوتر کا اک سمت او سکے مکان

ہر اک رنگ کی بین جو رنگین تمام

ہے لنگور کھاتا ہے انگور روز

نصا ویر ہر پاپہ پر ہے گلی

ہین مشتاق جالی کے ہی بقدر

سوا سکے کاغذ کے نقش و نگار

وہ پتہ کہ پت کو شجر بڑھائے  
فقط پانی پی پی کے پالا اونہین

ملی سرخروئی کا اون سے کمال

جو داغ اونہین ہون وہ بھی فہم کرے

کہلاتا ہے ہر گل کا دل نی گمان

عجب لطف کا دمان ہی جوش سرور

اور اک سمت جالی نی جالی دمان

کہ دس بیس جا پر نہ ایسے بنے

کہ حاجت نہیں نامہ بر کی دمان

تو رنگت پہ ناز اپنی او کو دمان

مکان او سکے حرکت سی رونق فروز

کہ صنّاع او سکے ہین حضرت وہ ہے

دل پر وہ دارون ہین عالی مگر

نگار اون سے سیکھ ہین اگر تیار

کترے ہیں کاغذ کی گل خوبتر  
 پتہ کے جوہر پتہ کہتا ہے بات  
 وہ گل کاری جب اپنی دکھلا دیتے  
 عجایب طرح کا ہے ہر گل میں رنگ  
 گل دبوٹے ایسے نہ دیکھی سنے  
 اور ان میں یہی طرح ہی تصویر  
 وہ تصویر عمدہ چرند و پرند  
 کہ سوکھ سے وہ تیار گفتار کو  
 فقط جان پڑنے کے کچھ دیر ہے  
 جو سوچا تو مقراض کا ہی یہ کام  
 بین لاثانی وہ ساری نقش و نگار  
 نہیں جام جم میں یہ نقاشیان  
 غرض اس میں ہی او کو ایسا کمال  
 عجب ماتھے ہی اور غضب کے خیال

ہے داغ اس کا نقاش جن کو مگر  
 تو ہر کھول دیتا ہی داوا و سکی سات  
 تو باغ جتنا نکو ہی شرماتے ہیں  
 کہ ہے چرخ ملی ہی دیکھو اس کو دنگ  
 بہار اون کے آگے سراپا دہنے  
 کوئی نقشہ خالی نہ اس سر رکھا  
 سینے دست کاری سے ہیں لپٹا  
 پرو بال کہولی ہیں رفتا رکو  
 یہ صناعمی کا اون کی بت پہیر  
 کترے ہیں اوس سی نی گل مدام  
 طلسم حیران اوس سے ہر آشکار  
 نہ باغ جنان میں یہ گل کاریاں  
 بنا گل و بلبل کسے دل تہاں  
 فرشتوں سے چو ماٹھا بی مثال



اسی شغل میں میں غرض مبتلا  
ولے اب زمانہ سے دل تنگ ہی

کتابیں ہیں اس شہتہ کی روبرو  
خدا خوش رکھے ہیں عجب آدمی

ہزاروں مصیبت ہزاروں بلا

پیرافسوس یہ ہے کہ گھر بے چراغ

اور اک دوست ہیں شونرا میں جو غم

کہ کل اگر ہوا دن کا مشکور ہے

سکتا وہ جنگی کی ہیں بے گمان

جفاکش بھی ایسی نہ دیکھی سنئے

وہ لاغر ساتن اور طبع کٹری

وہ ڈھاری کہہ لی ریشی صیہیں علام

وہ شیریں ربانی کہ ترشی نہ یاس

اور اک ڈاکٹر ہیں سیحای دم

ہوئی روزِ مٹن سے اسپر فدا  
تصوف کا بھی کچھ کھلا رنگ ہے

نہ پہلا سدا دل ہے نہ وہ جستجو

کہ غم پاس ہو کر نہ نکلا کبھی

جو آئین دیا او کو ٹالا بتا

عبارت لپیر سے اسیکا ہی داغ

او نہیں علم تسخیر ہے لا کلام

یہاں تک کہ دشمن بھی مسرور ہے

کہ راضی ہیں حاکم بھی خورد و کلان

فلک اونکی حکیر سے عاجز رہے

اس ہڈی کی حیرات کی قیمت کی

و بالوں سے بچتی ہیں وہ صبح شام

جو کڑوا ہوا دن سے تو ہوا سوکھا

کہ عاجز ضعف میں ہی انکی قلم

کہ ہے نام مشہور اون کا مکند  
 نہ اس پیشہ میں ایسا دیکھا کوئی  
 قناعت سے الفت ہی اون کو ملے  
 مریضوں کو اون کی زبان سے شفا  
 مروت جو ہے اون کی حصہ میں ہے  
 جو لقمان ہوتا اونہیں مانتا  
 اگر دیکھ لقا ط لیتا دریا  
 دوا وہ کہ مردے کو زندہ کرے  
 ہر اک درو و دکھ اون سے ڈرتا ہے  
 سحر و ٹہکی جو نام لے ایکبار  
 کراست سے حکمت نہیں اون کی کم  
 سول سر جی کا ملا ہے خطاب  
 نہیں لیتے احباب سے بے وفائے  
 اور او میر پرہم احسان دوا دیتے ہیں

اور آگے ہے اون کے شانمان پسند  
 وہ اونوقت کا اکے لی ہی ملی  
 طمع سے ہی نفرت اونہیں لاکھ  
 اور اکسیر کا خاک پا میں مزا  
 کہانی میں ہے اور نہ قصہ میں ہے  
 ارسطو بھی استاد گردانتا  
 تو شاگرد ہو کر درستیا سا  
 دعا وہ کہ تاثیر ہی دم بہرے  
 تپ دق کو بھی اون سے لرزہ رہے  
 مرض عمر بھر نہ پہر نہ مینہار  
 ہمیشہ ہے اون پر خدا کا کرم  
 گورنٹ سے وہ ہوئے انتخاب  
 کہان اس زمانہ میں ایسے افس  
 کہ پاس اپنی سے ہی بناؤ تین



تھمیں دام لیتے کسے سے مدام  
 خدا تا قیامت سلامت رکھے  
 اور اک ڈاکٹر جان میں نامور  
 کیا کرتے ہیں بیش تر چٹیر پہاڑ  
 کہ اس فن میں ہیں وہ بیکر ہوشیار  
 بنائے ہے اس فن کی ایسی کتاب  
 ہر اک رگ و پے کا کیا وہ بیان  
 پسند آئی سرکار کو یہی کتاب  
 گئے لیکے پیش وہ اب کانپور  
 خدا او کو خوش اور خورم رکھے  
 جماعت بڑی او یہی ہے وہاں  
 خدا کے وہ ہیں پاس ہر دم ضرور  
 شب و روز ہے او کو وہ خدا  
 بے ایسے گرجے یہی ہیں جا بجا

کہ مشکور ہے اگر صبح و شام  
 اور ہر روز روزی میں برکت کو  
 بہت خوش مزاج اور عمدہ بشر  
 کیا نہیں ہوتا اسے بگاڑ  
 یہ ہی مشق رہتی ہے لیل و نہار  
 کہ ہے ہند میں کم ہے اسکا جواب  
 کہ انسان کی عقل حیران مان  
 پیرانعام او کو ملا اور خطاب  
 ہوا او کو رہنے سے وہاں کی سرور  
 حوادث سے محفوظ ہر دم کہے  
 او نہیں پاوری کہتے ہیں میگمان  
 تعلق سے دنیا کے رہتے ہیں دور  
 نہیں کام ہے اور اس کے سوا  
 کہ بکٹری بنا کرتے ہیں وہاں سدا

عمارات پختہ ہے وہ عالی شان	خدا ہی کی جلوہ کا اوسمین نشان
جہان یا خدا ایسے ہوں اخدا	تو آیا درگھ ادس مکان کو سدا
کرم سے تیرے خوش ہوں نور و گل	سیحاکا سایہ ہو دیاں ہر زمان

### غزل مولف

ہے بادہ سرور سے ہر شہر اگرہ	ہے گلرخون کی جمع سے گلزار اگرہ
ایک کے نشاط عیش کی کچھ ہوم اور	دیکھا ہی ہم نے بون تو کئی بار اگرہ
القدر می عیش ملی خوشی اف تازگی	شاداب ہی بہار سے بسیار اگرہ
ہم منتخب جہانگی اس شہر حسین	اس حاسہ پلٹنا ہی بیٹل زار اگرہ
وہ لو طرف بہار ہی دریا ہی مہجرت	ادس پار ریل گھر ہے تواں اگرہ
وہی کی طرح ہوتی ہیں یہاں جلسے و ہفت	کچھ ایسا اندون میں یزدار اگرہ

جلسے یہاں کو مکہ کو می دن اور شہر  
دکھلا یا ہے خدائے بہ دشوار اگرہ

حال پیر ملال شہر شاہ جہان آیا و خلد بنیاد عرف و ملی

پلا ساقیا اب رنگین لباس	کہ کچھ حال وہی کروں التماس
-------------------------	----------------------------



پہر رشک ارم اور ہے لاجواب  
 مگر مختصر کچھ بیان کرتا ہوں  
 ہر اک سمت بازار رشک جہان  
 اور اک سمت سے نہر بحر مہین  
 عجب شان شوکت کا یہ شہر تھا  
 جو صنّاع ہر کام کی تھے یہاں  
 امیر فقیر و صغیر و کبیر  
 بلاغت فصاحت اور علم و ہنر  
 وہ شیریں زبان ماے اس شہر کی  
 عمارت ہی ایسی نیکھی کی ہی  
 وہ بازار چوڑے ہیں سب جایجا  
 وہ تھا خاص بازار اک پر فضا  
 دو کاین دو جانب کو وہ لاجواب  
 وہ بازار خاتم کا تھا خوش نما

مفصل لکھوں تو بنے اک کتاب  
 تیا ہی پہا اسکے فغان کرتا ہوں  
 مہین او مہین ویشان عالی مکان  
 کہ تازہ وہ رکھتے ہی دلکاچن  
 نہ تھا ہند میں کوئی اسکے سوا  
 نہیں کم وہ لندن سے تہی بنگان  
 سہی شاد و خورم تھے بڑا پیر  
 تھا حصہ میں اس شہر کے گھر گھر  
 نیات ایسی بکھی نہ میٹھی سننی  
 امارت کی بوسب امیر و مہین تہی  
 نہیں نام تنگی کا اون میں ذرا  
 کہ تھے عام اور خاص حبس پر فدا  
 جو اہر کی کاین تھی سب انتخاب  
 مقابل میں او سکے جہان قلہ تھا



یحسان تھی وہ کثرت سے آئینہ گر  
 عجب شہر تھا یہ اور اسکے مکان  
 خوشی کی شب روز تھی ہوم نام  
 ہراک چیز اس جا کی تھی انتخاب  
 پراسوس اسکی صفائی ہوئی  
 قلعہ کی طرف کو کیا شہر صاف  
 اوپر تھے جو بازار مسمار تھے  
 اسی طرح کشمیری دروازہ کی  
 مکانات و بانکے ہی ڈھائے گئے  
 بہت سی ٹرک ریل مین ہی مکان  
 کینون کی گرہ خطا تھی ضرور  
 کیا اپنا نقصان سرکار نے  
 کرایہ کو دیتے تو تھا فایدا  
 تھے حامد علی خان امیر و کبیر

جنہیں کہہ ہوتے تھے حیران بشر  
 اسے لوگ کہتے تھے جنت نشین  
 ہراک بنرم مین چلتا تھا دو جام  
 غرض شہر وہی تھا یہ لا جواب  
 عذر کی بدولت تباہی ہوئی  
 قصورات باغی ہوئے کچھ نہ تھا  
 جو بازاری اونین تھی سب خوار تھے  
 صفائی ہوئی اور تباہی ہوئی  
 نشانات باغی مٹائے گئے  
 گرائے گئے اور ہوئے بی نشان  
 مکانوں نے پر کیا کیا تھا قصور  
 خزانہ کیا خالی مسمار نے  
 ہزاروں سی تھی اسکی آمد سوا  
 محلہ کے سردار مثل دزیر



سکان انکی ہی وہ وہ غارت ہوئے عمارت جو لا کہوں کی بنوائی ہے علاوہ ازیں شہر کے درمیان یہ بستی فضیلون کے باہر اگر	کہ جنت کو ہی جو کہ شرماتے تھے وہ دم بھر میں مسمار و غارت ہوئے ہواریل سے صاف میدان ہیں تو غارت نہوتا یہ شہر اس قدر
---	--

### کیفیت قلعہ دہلی

اسی طرح قلعہ ہی گلزار تھا بنی پھر پھر کی ہے درمیان بنا صحن میں حوض با آب تاب وہ دروازہ نقار خانہ کا دایمان وہ نوبت شب و روز او سپر بجی بنا سامتی او سکے دیوان عام کہ ہے سرخ پتھر کا وہ سر بسر بنی بیچ میں او سکے اک تخت گاہ بنی اونچی ہے ایسی اک شہ نشین	شہ سے وہ پیر انوار تھا کہ رہتا ہے پانی ہی ہر دم روا کہ شرم سے آب کو شہر ہی اب ہی گردون شکوہ اور عالی مکان رسائی کی نوبت کسی کو نہ تھی جمع ہوتے تھے اوسمیں ہر خط و علم نہیں اوسمیں سنگے دنوں کا گذر کیا کرتے دربار تھے بادشاہ نہ جائے نشست ایسی ہوگی کہیں
--	--



وہ جائے نشست ایسی ہو دلکشا  
 بنی سب پر وہ جائے محراب وار  
 و صنعت ہی قابل ہے پس غور کر  
 جسے دیکھ کر خوش ہوں ہر خاص و عام  
 اور ہے سنگ مرمر کا کل وہ مکان  
 وزیروں کی جا تھی کھڑی اس کی  
 بھچو کی ہی تادری اور لا جواب  
 مزیدی بران چوڑے ہر اور کلاں

کہ سے قد و اقام سے اونچی سوا  
 کہ نقش و نگار اوکین ہے بیشمار  
 نیگنے جڑے ہیں وہ ہر طور کے  
 بنے جانور و سمین رنگین تمام  
 ہر اک طرح کے اوکین صنعت عیان  
 ہے اک سنگ مرمر کی چوکی بھی  
 مینی ایک پتھر کی سے انتخاب  
 ہر کہی اسی طرح اب بھی مان

### صفت دیوان خاص شاہی

اور ہے سب کا اعلیٰ وہ دیوان خاص  
 گذر موتاؤں جانہ تھا عام کا  
 بنیا سنگ مرمر کا وہ ہی مکان  
 بنے سنگ مرمر کے وہ جالیان  
 سو نہری چپتون میں وہ سوتا بڑا

کہ ہے عام سے چہا دیوان خاص  
 فقط خاص لوگوں کا وہاں کام تھا  
 صفائی پر پھسلے نظیر ہی جہان  
 کہ جالی و لونگی ہے بس درمیان  
 کہ ہوئی کو کربانی و کھلا و یا



وہ گلہ سستے دیوار و پیرمین بنے وہ دیوار و پیرمین جو نقش و نگار بنے ایسی گل پین و مان پر پھر گل پین دروازے سب ہانگی محرابدار	کہ گل دست پر مانی کھایا کرے تو ہر گل دکھاتا ہی اپنی بھار چراغ خرو ہو جسے دیکھ گل عیان جسے ہے شان پر و زگار
--	---

### صفت گرجو شنی حمام

بناسنگ مرمر کا حمام خوب نہاتے تھے وہ لوگ جا کر وہاں کہ روت نہ تھی نام کو سپر وہ پانی تھا حمام کا آب دار بنی کتنی ہی حوض پین خوشنما بنے پین جو سوراخ و مان جا بجا اسی پانی سے حوض پر تھی عالم	ہوا وہاں ہی صنعت ہی کام خوب نہ تھا میل دل پر چہنوں کی گنجان کہ دل صاف و پاکیزہ وہ تھو شر چھکتا تھا جو صاف آئینہ وار کہ دشوار پانی ہے صنعت ذرا وہ پانی کا ہے نہر کے رستا چلا کرتی قوارہ اون میں تمام
--	---

### بیان خانہ حیدرا

ہے اک سنگ مرمر کی مسجد بنی	گاز ہوتی اوس جائے تھی شاہ کی
----------------------------	------------------------------

<p>وہ نیت کے ہی ایسے انسان ہوتا خدا کا لیا جاتا تھا وہاں پہ نام وہ خانہ خدا کا بنا خوب ہے ادا کرتے سجدے پہ سجدے ملائم خدا سے جدا کوئی وہاں نہ ہوتا جو تسبیح وہاں پیرتے تھے ملائم وہ اس کی مقبول ہوتی تھی وہاں جو روز سے رکھا کرتے تھے روزہ ر پڑی خالی رہتی ہے اب تمام</p>	<p>کہ کرتے نہ تھے شرع کے کچھ خلاف عبادت بجز اور تھا کچھ نہ کام وہ اللہ و اکبر خوش اسلوب ہے یہ ہی در در رہتا تھا بس صبح و شام وظیفہ اویسیکا ہی پڑتے سدا وہ ہی دانہ مینا تھے سب کلام خدا خود ہی سنتا تھا اونکا بیان ثواب اونکا ہر روز تھا بے شمار جسے کہتے ہیں موتی مسجد عوام</p>
---	---

### بیان پائین باغ

<p>بنا متصل اسکے تھا پاس باغ ہر اک گل و بوٹہ نیا تھا کھلا نہ دل میر ہوتا کبھی سیر سے شجر و سمیں چہ تھا وہ سب جواب</p>	<p>تھا خوشبو سے جسکے موطر و باغ پتہ او سکے پتہ کا لگتا نہ تھا یون ہی ٹمرا پھرا و سکو ویکھا کرے کہ طوبے کو ہی رشک تھا بی صبا</p>
---	---



<p>بہاراوسمین آتی تھی جب صبح شام جوباقی رہی گل وہ میں مثل خار بنی بادلی ہی ہے وہ دلکش طبیعت کسی کی جو ہو بادلی</p>	<p>تو دل مار جاتے تھے اپنا مدام بہارا ب ہے ویسی نہ وہ گلخزار نہایت ہی پانی ہے جسکا صفا تو پانی سے اسکے ہو چنگی پہلے</p>
<p>بیان سلیم گڈہ</p>	
<p>اور اک گڈہ ہی اسمین بنا ایسا ہی تھی سابق میں کوئی جو مرزا سلیم یہ گڈہ اونکا بنوایا ہے سب تمام یہ گڈہ ایسے پتھر سے گڈہ کرنا جو اس قلعہ سے وہ ہم کرویا</p>	<p>نہ دیکھا کہین نے سنا ایسا ہے وہ تھے شاہزاد و نین اعلیٰ سلیم اسی وجہ شامل ہوا اونکا نام کہ رنگ اوسکا سب پتھر و نسو تو یکجان دو قالب ہوا دونو کا</p>
<p>کیفیت سیر دریا چمن</p>	
<p>بنے اور ہی محل تھے بے نظیر بنی حوض ہی تھی کئی خوشنما کیا کرتے تھے شاہ دریا کی سیر</p>	<p>کہ رہتے تھے مرزا صغیر و کبیر چٹھا کرتے فوارے تھی جایا بہری دل میں تھی ہر تنہا کی سیر</p>



ہوا او میں کرتے تھے بھری روان  
 ہوا کرتی تھی شکوہ جب چاندنی  
 کہ خورشید حبوت ہود سے غروب  
 بہم ملے شہ زادی شہ زادیان  
 اور ایک بھری مین ہوتی تھی باشتا  
 او ہر او ہر ہوتی تھی کشتیان  
 تکلف سے یوں سیر کرتے تھے سب  
 ہر اک کچن پروہ اعلیٰ لباس  
 لئے شاہ کو یوں تھیں شہزادیان  
 وہ تھیں گانین کشتیوں میں حسین  
 شراب مصفا گوی پتی تھی  
 وہ تھی پراثر او کی ایسی صدا  
 سیریلی ریلی وہ آواز تھی  
 عجب اوس گھڑی سیرین تھی بہار

چلا کرتی دریا میں تھیں کشتیان  
 دلون پر ہر اک کے یہ بھی لہر تھی  
 کرو سیر ہر چاندنی چل کے خوب  
 کیا کرتی تھی سیر دریا و بان  
 بصد شان و شوکت بصد غروب  
 شہنشاہ ہوتے تھے بس دریا  
 کہ جلسے ہوا کرتے تھے وہ عجب  
 منورق سرا سیر ہر اک کا لباس  
 کہ تارونکی مہ چیسے ہو در میان  
 پیری پیکر اور جو تھیں زہرہ جبین  
 دکھا کر ادا قص اور بہا کی  
 فرشتے ہی غشش تھی وہ سنگرندا  
 کہ جان سننے والو کی پروا تھی  
 بجا تاکوئی مین کوئی ستار



وہ دھولک عجبت سے وہاں بختی تھی  
غرض ہوتے تھے ایسے جلسے عجیب

فدا جان او سکی صدا پر نہوی  
کیسا نہوی گا ایسا نصیب

### حال تباہی قلعہ دہلی

یکایک غدر میں جو پٹھی ہوا  
نہ چرنا وہاں اور نہ مہتاب باغ  
نہ شہزادے وہاں میں نہ شہزادیاں  
نہ شہ کار با نام نے تخت کا  
نہ وہ گل رہے نہ وہ کل کاریاں  
وہ یاد خزان چل گئی بر ملا  
جہاں شور و غل کی صدا تھی سدا  
مکین اور مکان رشک جنت جو تھے  
وہ قوارے چلتے تھے جو راندن  
ہنسا کرتے تھے لوگ جو صبح و شام  
جو خالی مکان آتے ہیں اب نظر

نہ قلعہ رہا نہ وہ گلشن رہا  
نہ کیوں ذکر سے ہو پریشان و باغ  
نظر آتے ہر جا ہیں ویرانیاں  
بڑا ہولک تجھے کم بخت کا  
بہرین خار حسرت سے سب کیا رہا  
ہوا گلشن عیش کو دی بتا  
وہاں اب خموشی کا حکم ہو گیا  
وہ ویران ہوئے حکم اللہ سے  
پڑے خشک ہیں مائے وہ آب بن  
ہی اب یاد میں اونکے رونا مدام  
بہرا آتا ہے دل اونہیں دیکھ کر

بنا غم کہ وہ ہی قلعہ ہے اب  
 وہاں سے گئے وہ ہلاک بقا  
 ظفر اوس سے رکھتے بہت چاہ  
 برے حال میں ہی رہیں اونکی سزا  
 وہ توڑوا کے میدان کروادے  
 کہ گورون کے مسکن ہو وہاں  
 دے چھوڑ جنگا ہے اوپر بیان  
 ہوا قلعہ ہی با سے برباد ہے  
 نہ رونق نہ وہ لطف سی میر کا

جہان عیش ہوتا تھا یہ زشب  
 ہوئے شہ نظر بند نگون عین جا  
 جوان بخت ہی اونکی ہمراہ تھے  
 جو زینت محل تھیں گئیں اونکی سزا  
 مکان خرد جتنے تھے توڑوا دے  
 بنی بارگین قلعہ عین میں تمام  
 فقط وہ ہی دو چار عمدہ مکان  
 لبوں پر اسی غم سے فریاد ہے  
 اسبی طرح سے حال ہے شہر کا

### مسدس مبین شاعر دہلوی

یہ قلعہ وہ تھا کہ جسکے جہان میں تھے شہرت  
 یہ قلعہ وہ تھا کہ جس سے ہر اک کے تھے عزت  
 یہ قلعہ وہ تھا کہ ملتی تھی دولت و حشمت  
 یہ قلعہ وہ تھا کہ پاتے یہاں سے تھے خلعت



جگہ ہی تہہ ہر اک دل پہ اسکا داغ ہوا  
جہاں تیرہ ہے کیا قلعہ بے چسراغ ہوا

یہ وہ جگہ تھے کہ گلشن کو حیرت آتے تھے  
یہ وہ جگہ تھے ارم کو بھی حسرت آتی تھی  
یہ وہ جگہ تھے کہ بھی یہاں نہافت آتے تھے  
یہ وہ جگہ تھے کہ زریں نے خلقت اتنی تھی

مٹایا اسکو فلک نے یہ آن میں کیسیا  
پڑا ہی حادثہ غم جہاں میں کیا

یہ قلعہ وہ تھا کہ ماتم زدہ ہو آکر شاہ  
بہشت کا تھا نمونہ مکان خوش بشاہ  
یہ وہ چین تھا جسے کہتے تھے بہار ایجاہ  
گل نشاط سے لبریز عیش سے آیاہ

ہو انیا زخراں یہ چین ہزار افسوس  
کیا ہے کوچ خوشی نے گئے بہار افسوس

وہ ہشامزادی گذرتی تھی جنکی خوشنما  
مثال مرد سے ہیں اب بلکہ بدتر از اموات

نہ وہ پیرم طرب اور نہ عیش کی ہے رات  
خوشیکے ساتھ گئے سب خوشی کی تھی جو بات

وہ پیتے خون جگر ہیں شیر کے بدلے  
نصیب ہے دسوزان کیا اب کے بدلے

نہ سپرہ طرہ ہے اور نہ نے گلے مین کتھا ہے  
نہ خوشنما و شنگرفی بدن مین جوڑا ہے  
بسا تمام کھان عطر وہ حسا کا ہے  
کھادو پیٹے کی وہ بو سے راحت افزا ہے

فلک کے جور سے اب اسقدر خراب ہوئے  
کہ کہتے ہیں خلکی کیا بشر خراب ہوئے

کلاہ سپرہ کھان وہ مغرق و بھاری  
کہ کڑکڑی ہو سے چمک جس سے برق کی بہاری



کھان کرن ہے کہاں گو کہو کی گل کاری  
کھان وہ سدرستار یکے اوسپہ تیار می

وہ چویدار کھان نوکر اور نقیب کھان  
پیادہ پاپین سواری او نہیں نصیب کھان

نکلتا قلعه سے وہ ہائے بیگماتون کا  
قدم قدم پہ وہ لغزش وہ شور تالون کا  
پکھڑتا مونہ پہ پریشانی سے وہ بالون کا  
وہ اضطراب وہ گریہ وہ خوف جانون کا

وہ مہ سے چہرے برنگ سحر ہوئی فن تہے  
وہ سینے سینہ زنی سے نگار تہی شق تہے

اوٹھا کے گود میں بچوں کو روتی تھے کوئی  
لگا کے چہاتی سے جان اپنی کہوتی ہے کوئی  
غشی سے دشت میں کانٹوں پہ سوتی ہے کوئی  
جہان میں ایسی ادیت پہی ہوتی ہے کوئی

غضب میں آگین شہزادیان مصیبت  
الہی ہو گئی کیا آج ہی قیامت ہے

یہاں تے اشک کے ہر ایک ہی رو کر  
جو کالے پائے پس رہی تو وار پر شو ہر  
ہزار صدے میں جان پر تو لاکھ ہیں دل پر  
اوہ یہ حال اوہ قید خانہ میں ہے پدر

پہلے دشت میں ہر جا سے آہ بہتے ہیں  
ظفر کی بیٹیاں کیسی تباہ پہرتی ہیں

لوٹی ہوؤں پہ یہ دہقانوں نے ظلم کیا  
جو ہاتھ کان میں پایا تھا وہ یہی چہین لیا  
دم تلا سے زیور ہزار رنج و یا  
نہ اون پہ زور چلا کچھ تو خون اپنا پیا

وہ رو کے بولیں بگاڑوئے عزت نیمور  
خدا کے واسطے رہنے دو حرمت نیمور



جہان میں شور تھا شہ زادیوں کی ماتم کا  
کہ سر کو پیٹ کی کہتے تھیں جب وہ ہائے خدا

رہا نہ کوئی بھی وارث پھرین ہیں ہم تنہا  
یہہ سنکے ٹکرے جگر ہر بشر کا ہوتا تھا

کہیں سے آتے تھے آواز اسے پد پڑتی

کہیں سے آتی تھے ندا تھی میرے پسری ہے

بوں پہ آہ کسی کی کوئی گریبان چاک  
کوئی تھے گریہ کنان اس گھرمی کوئی غناک  
کیسے بال کھلے ڈالتے تھے سر پر خاک  
کوئی تھی پہوڑتی سر ہوگی جان سے بیباک

وہ گل جو گل سے بھی نازک ستم سہین جیف

جو لوگ عیش کے قابل الم سہین صد جیف

مبین طاقت شمع ستم تھیں خاموش  
غضب سے گریہ حسرت کا ہے یہ جوش و خروش

یہ وہ فسانہ کہ ہوں سامعین یہی بے ہوش  
یہ درویشوں کے ہی داستان قابل گوش

یہ فسانہ کہ جو دی فرشتوں کے بھی رولا

ہوا ہے واقعی وہی پہ حادثہ ایسا

بیان مکانات یا قیمانہ شہر وہی

رہے غدر کے بوجو جو مکان

رہی جامع مسجد جو ہے انتخاب

بنا حوض وہ صحن کے درمیان

وضو اسکے پانی سے جس نے کیا

فرشتے نمازین پڑھا کرتے ہیں

عجائب ہی مسجد بہ روزمین

عمارات ادسکی بڑی شان کی

وورویہ وہ مینار مینو سواو

وہ گنبد ہیں جو گنبد چرخ نے

ہے تشریح اونکی یہی لازم بیان

زمانہ میں جس کا نہیں ہے جواب

کہ تو ایسا میں اوسکے قاصر زبان

تو بچہ نام کو ثمر نہ اوس نے لیا

کہ وجد اوس کا ہر دم کیا کرتے ہیں

نہیں آسمان نے ہی دیکھی کہیں

کہ گردون نے جان اوس پہ قریانگی

خدا او پنہ چہڑنے سے آنا ہی یاد

نہ دیکھے کہہ ہی اور نہ ایسے جس نے



کیا کرتا ہے سجدہ اونٹین ادا  
 کہ ہوتا ہے میلاد بان روز کا  
 گذر گزری میں سبکی ہو جاتی ہے  
 کہ دنیا میں ایسی تھوگی کوئی

وہاں آ کے گردون گردان سدا  
 سہ طرفہ وہ ہیں سیڑھیاں پر قضا  
 صبح و شام ہر شے وہاں آتی ہے  
 کئی لاکھ کی ہے عمارت بنی

### ذکر وریبہ

پرستان کا جلوہ وہاں عمان  
 دو طرفہ وہاں رستی ہیں بی خطر  
 خدا کو بھی چاہو تو دیکھو وہاں  
 ستارے زمین پر میں آتے نظر  
 ہوئے چاند سورج مدہم وہاں  
 کنارہ نہیں ملتا اسکا ذرا  
 دوکان گوٹھ کی کرتے ہیں وہ فریق  
 اور اوسے بھٹہ کہ گل کاریاں

وریبہ کا عالم یہی ہے لایمان  
 وہ پریمان کہ جیسے ہوا انسان کو ڈر  
 ہر اک چیز دنیا کی لے لو وہاں  
 دوکان گوٹھ والو تکی ہیں اسقدر  
 چمک اور دمک کی ہیں وہ ٹوپیاں  
 کنارے وہ بازار ہے خوشنما  
 ہمارے یہی اکمان ننہ میں شفیق  
 بناتے ہیں ہر طرح کی ٹوپیاں

### ذکر دوکان گلاب عطر فروش

ہے مشہور دوکان گندہی گلاب  
 جنائی وہ ہے عطر بھی لاجواب  
 وہ عطر چھپی وہ بیلے کا تیل  
 ملا جسے اکدم کو عطر سو باگ  
 وہ عطر جوئی جب کسی نے ملا  
 بھرا شیشہ درین ہے موتیا  
 وہ فتنہ کہ سوتے سے فتنی جگا  
 وہ ہی راحت روح خوش موٹام

ہر اک طرح کا ہی عطر ہے انتخاب  
 خریدین او سے سمندر روپی حساب  
 کہ ابلون میں اونکی ہے پل پل  
 کھل عمر بھر کے لئے او سکے بھاگ  
 ہے جوئی سے دجوئی او کی سوا  
 ملے جو کھے موتی آموتی آ  
 ملین مارویان اگر ہاتھ آئے  
 ہوا لکھنؤ سے یہ ایجاد نام

### صفت چاؤڑی بازار پر بھار

وہ بازار ہے چاؤڑی پربہار  
 کسیرونکی دوکانیں کثرت سی ہیں  
 خریدارونکی اون سے ہی جو لگن  
 وہ برتن جو برتے اونہیں ایک دن  
 چمک ہے وہ برتن کی دیکھا کرے

جہان رہتے ہیں منتخب روزگار  
 بڑی ہی طرف اونکے بھی دولت سی ہیں  
 خریدین ہیں وہاں آکی ہریم تن  
 تو کھانا نہ کہا ہے کبھی اونکی بن  
 جو لوٹہ کو دیکھے تو لوٹا کرے



وہ سینے کہ سینہ پہ رکھے مدام عجب خا صدان ہی بہ نقش و نگار سی اور برنجی جوہن پاندان فرینے سے رکھی ہن ایسی وینج	نہو ایک دم ہی جدا صبح و شام پسند عام کرتے ہن ہر گلزار اونہین لیتے ہن سرخرو بیگان جو دیکھے وہ لی او سکو پہلی وینج
--	---

### صفت بازار کلان

سرقلہ سے تابہ فتحپور می کہ ہے بیچ میں او سکی نہر چین ہر اک قسم کی ہن و کانین بان ہزاروں کی کثرت و کان ہن وہ ہن گلبدن طر حلی بھی وہ ہی ہن سکے جو کہ دیکھا کیرن اڑ سے پیدا لکھو نشی شب ہرنہ آ جول مل کو دیکھو قول مل کی ماتھ تکلف سے جالی ہی خالی نہین	کلان سب سے بازار یہ خوبی نہو گی کسی شہر میں فے زمین مہیا بھی سی ہی اونہن جہان کہ ہر رنگ کے رکھی بان تھان ہن جو پہنی نہون گل بدن پر بھی ہمیشہ کو وہ ہن سکھ سے ہن جو کھواب کو لے تو کم خواب پاک کہی وہ کہ زہو تولوں اسکو سٹھ دلون ہن ہی کہانے سینہ جالی نہین
--	--

عیان ہوئی ہی بات رومال سے  
 لگے ڈھیر کشمیر و ن کے جا بجا  
 اور اک سمت دو مکان ہیں سو داگری  
 مصفا رکھے جہاڑوہ جہاڑ کے  
 وہ ہیں قد آدم جو آئینہ و مان  
 وہ کرسی کہ جو ہوئے کرسی نشین  
 وہ چھتری کہ چھتری جو مثال  
 وہ چٹنے کہ جی چاہے سب کو چا  
 وہ ہر قسم کے وہ پانچہ اچار میں  
 مرتبان مربون سے سب میں بہر  
 وہ گھنٹے گھڑی وقت پر جو بچن  
 یہ ہی ہر گھڑی چاہی دل لہی

زمانہ میں ہے آبر و مال سے  
 رکھیں سر و مہر او کو جان سی سوا  
 کہ انگریزی اشیاء ہی او میں بھی  
 کہ دیکھا کریں آنکھیں ہی ہمارے  
 ہو میں دیکھ کر اون کو حیرانیاں  
 او سے تخت شاہی کی خواہش نہیں  
 پڑے چمپہ سایہ تو وہ ہو خال  
 نہ دل کھانے سے عمر بھر مو اچا  
 کہ ہر دم خریدار و دچار میں  
 مرنی کھلائے تو دل ہوں بہر  
 تو اوقات او کی نہ پل پہل میں  
 جو قیمت میں دل مانگین تو کوئی

اصفت چاندنی چوک دہلی

اسی جا پہ جلوہ ہے اوسکھیاں

ہے اک چاندنی چوک بہی میان



وہ ہوتی ہے یہاں چاندنی نور کے	کہ قربان بجلی ہی ہے طور کے
وہ ہی چوک دل چوکتا ہی یہاں	کہ حیرت کی سریشی بنے بی گمان
وہ پہولون کے کہنٹے دھر سرسیر	خیر دین ہیں چنچے وہن آنکر
کوئی سرقہ ہے کوئی گھلبدن	کوئی نگرسی چشم رشک چمن
وہ پہولون کی گجری وہ پہولون کا	کہ دل ہار کر لیون سب گلزار
کٹھون جہنکار و مان ہی مدام	کہ بات اونکی پانی ہے شکل تمام
وہ ہے مشک پانی ہی آب حیات	پے جواد سے ہوئی غم سے نجات
وہ ساوہ رکھیں ٹوپیان میں ہزار	کہ دل ساوہ لوجون کی اونپر شمار
دوکان ٹوپی والو کی ہیں اسقدر	کہ بے قدر دستار ہے سرسیر

### صفت گھنٹہ گھر

بنا ایسا عمرہ ہے یہاں گھنٹہ گھر	کہ ہر گھنٹہ پڑتے ہی اوپر نظر
وہ گھنٹہ نہیں ہے پھر آواز غیب	کہ ہشیار سے کھوی غفلت کعب
صد گھنٹہ کی جاتی ہے گھر بہ گھر	کہ بیدار غفلت سے ہوں ہر
اور اوکی بلندی ہی وہ عالیشان	عیان شان مہو کا سے نشان

اگر اسکی تعریف ہو ہر گھڑی | نہ شہتہ ہی اسکا ادا ہو کہی

### صفت عجایب کھر

عجاس ہی خانہ ہی اک بہا عجیب	بنا باغ کی وہ بہت ہی قریب
ہر اک ملک کی چیز رکھے یہاں	کہ قدرت ہی خالق کی جسی عیان
اور ہے تاج شاہی ہی کہا وہاں	نشان جنکا ہے یکھ ہوئی نشان
چرند اور پرندہاں بہت جانور	ہاں بے روح خاموش و ششدر
اونہیں دیکھتے ہوئے ہی عجز سوا	کہ بے جان یہ جسم نامی ہی کیا
اسی واسطے کچھ طلسم جہاں	بنائے گئے تاحون حیرانیاں

### بیان کمپنی باغ

بنا کمپنی باغ ہی پر فضا	کہ سبزہ پہاؤسکے زمر و فدا
وہ چکر روش کی ہاں سب حلقہ دار	کہ گرداؤسکے پہرے ہاں ہر گھزار
ہوا ٹہنڈی اسکی جو کہا نے کوئی	تو گرمی نہ پاس اوسکے آئے کہی
وہ کثرت سے اشجار ہاں پر شمر	کہ باغ ارم ہاں نہ ہوں اسقدر
وہ کیلا اکیلا جو کہا نے کوئی	تو پردوسرا پہل نہ توڑے کہی



وہ جامن ہی شیریں کہ من بہتر کہا ہے	تو لب بند ایسے ہوں بولانہ جا
وہ ویسی مین آبنہ اور بھی بے	کہ طوبی نے ایسے ندیکے کبھی

### بیان منڈی غلہ

چلو یہاں سے اپ چوڑو چٹھوری	نرک ہے یہ روازہ لاہوری کے
یہ ہر دوسری منڈی ہی غلہ کی	کامی و مان ہے بڑے پلہ کے
ہے غلہ فروشوں کی اوس چادوکان	ہجوم خریدار ہر دم و مان
ہزاروں من آتا ہے صبح و مسا	نہیں بہتر تامن اوس سے ہر کفر
وہ گندم یہاں بکتے کثرت سے ہیں	فرشتے اونہیں لاتے جنت سے ہیں
وہ گندم سفید اور اوس کے مزے	کہ بدلے میں انکی نہ جنت کوئے
خدا نے تھا گرا کہہ منع کیا	پر آدم نے جنت ہی میں کہا لیا
اسے کہا کہ آدم ہوئے پر خطا	کہ جنت سے باہر ہوئے ہر ملا
نخود بھی وہ عمدہ ہیں اور باصفا	نہ خود کہائے جب تک بائے مرا

### بیان سبز منڈی

ہے اک سبز منڈی ہی باہر یہاں	کہ سبز سبز ہے اوس سے دل اور جان
-----------------------------	---------------------------------

<p>جو سو یا وہاں جا کے چو کا وہ ہے          میر جسے وہاں کا اک سیب ہو          وہ بے گن کہ سب گن ہیں اونہیں پر          وہ میٹھا کہ ترشی نہیں جسکے پاس          وہ لیمون یہی ہیں عمدہ اور کاغذے</p>	<p>لگن نا کرے اوس شر سے کوئی          نہ آسیب ہو پہر نہ آسیب ہو          نہ کہائے تو دن اوسکے بیشک بر          جو ہو ترش اوس سے تو دل ہو اوس          نہو کہتا کہتا کر کے سے کہی</p>
---	--

### صفت لٹ خواجہ قطب جہا و میلہ السیلا

<p>نہیں ایسے نزدیک فی دور ہے          کہ ہے ہفت ہے کوس کا فاصلہ          ہے چرخ برین کو پہی اوس کے حجاب          خدا سے ہی ملتی کی پہر سو جہتی          ہر اک طرح کا عیش وہاں ہی بخیر          ہوا اون کی گلرولیا کرتی ہیں          کہ ورت نہیں اوس میں میلہ نہیں          کہ ہے خواجہ صاحب کا جس کا مزار</p>	<p>قطب کے یہی یہاں لٹ مشہور ہے          ہے دہلی سے اوس کا ذرا فاصلہ          بلندی ہے اوس لٹ کی لاجوا          جو چڑھتا ہے اوس پر کوئی آدمی          وہاں گلر و شوئی ہوتی ہی سیر          وہ پہو لوں کے پہنکے چڑھا کرتے ہیں          نہیں ایسا میلہ ہے اوجہ کہیں          چڑھاتے ہیں پہنکے وہاں گلزار</p>
---	---



وہ چہرہ کا پانی وہ تیرا کیا ن  
وہ برسات کی خوب کالی گھٹا  
وہ پیروں کے دیکھو پردے کی پردی  
کچھ جلسا ہوا کرتا ہے تین ن  
ہوا کرتے دن رات ہن محفلین

جوانوں کی جوبن کو دکھلا تیاں  
کہ دیتی ہے میخوار کا دل بڑا  
جو نزدیک جائے تو کھویں پردے  
نہیں چین آتا ہے وہاں عیش بن  
ہر اک کو یہ ہے شوق دیکھا کرین

حال پیر ملال عمایدان نامور دوران محمدان شہر ولی

لکھن شہر کی اب عماید کا حال  
تھے اک مولوی یہاں کی صدر الصدو  
خدا نے اونہیں رتبے اعلیٰ دئے  
تخلص تھا آرزو شعر انتخاب  
ہر اک فن میں کامل تھے اور نامور  
گئے یہاں سے جب لبیکو جہان  
نہ زندہ رہے ہائی صہبائی بھی  
گئے اونکی ہمراہ سخت جگر

کہ کیا کیا یہاں لوگ تھے بے مثال  
کہ ثنائی نہ تھا اونکا نزدیک دور  
کہ مفتی عدالت میں ہی وہ ہوئے  
وہ وہلی میں شاعر ہی تھے لا جواب  
اونہیں مانتے سب کے جن و بشر  
رہے ہاتھ ملتے ہی خورد و کوان  
گئے غدر میں جان یوں مفت ہی  
مرے ساتھ سنتے ہیں دو لو کسپر



امیر ایسے نادرتھے یہاں غنچ کش  
 ہوئے ایسی دہلی میں یہ خوش نویں  
 کرامت میں کہتا تھے اور پائیز  
 ہر اک علم کے خوب عامل بھی تھے  
 تھے اک اور یہاں شہر میں شہید  
 کہ بدرالدین مشہور تھا اونکا نام  
 کیا کندہ جو جو کہ نقش و نگین  
 تھے اک کالے صاحب یہاں <sup>طیب</sup> پڑ  
 مرغبان مرغ اور کا قول یقین  
 تھے شعر بھی دہلی میں وہ بے مثال  
 ہوئے نامور ایسے تھے ایک میر  
 وہ اردو کے مشتاق اور پیشوا  
 ہوئے جتنے شاعر وہ مانا گئے  
 ہوئے میرسن اور دہلی میں ایک

کہ صدر باجنہیں بکھرتے تھے غش  
 ہر اک پر تھے اس فن میں ہر طرح میں  
 وہ مشہور تھے شاہ عبدالعزیز  
 ہر اک فن میں وہ ہائے کامل بھی تھے  
 بڑے نامی اور عمدہ تھے مہر کند  
 ثنا خوان تھے سب شہر میں خاص  
 نہ تھا ثانی اوسکا بروئے زمین  
 ارسطو زمان اور عجیب و غریب  
 بشر ایسے بے شر تو دیکھی نہیں  
 کہ تھا شعر گوئی میں اونکو کمال  
 کہ دیوان اونکی میں چہ بے نظیر  
 زبان ایسی پامی یہ کس نے پہلا  
 سب استاد وقت اونکو کہتے رہے  
 کہ سو میں تھے وہ ایک ہی مرد نک



کہی شہنوی خوب وہ انتخاب  
 اور اک نامی کامی تھے شاہ نصیر  
 وہ مشکل پسند ایسے اردو کے تھے  
 فراسو بھی شاگرد ان کے ہوئے  
 کہ ہیں چند دیوان ان کے یہاں  
 تھے شاگرد اور اک جناب شیر  
 اور ان کے تھے شاگرد کرسی نشین  
 و لے عہد کا شہرہ ہر جا ہوا  
 سنا جاتین دارا کی ہیں بے نظیر  
 زمانہ میں مشہور تھے جو شیر  
 کہ نام ان کا تاثیر و تنویر تھا  
 اور اک تھے یہاں خواجہ میر درد  
 بھر اردو سے بے سراسر کلام  
 ظفر بھی وہ شاعر ہوئے بی مثال

نہیں ہند میں پایا اس کا جواب  
 کہ جون مہر و مہ تھے وہ روشن ضمیر  
 کہ ہر اک نہ طرز ان کی ہر کھ سکے  
 تھے قوم فرنگی میں شاعر بڑے  
 و ماغ ان کا سا ہے نہیں فی زمان  
 انہیں مانتے تھے صغیر و کبیر  
 و لے عہد ہی ایک تھی خوشہ چین  
 تخلص انہوں نے جو دارا کیا  
 کہ پڑھتے ہیں ہر جا امیر و فقیر  
 تھے شاگرد ان کی یہ وہ بے نظیر  
 یہ استاد سے ان کو رتبہ ملا  
 کہ دل ان کی قوتوں سی ہوتا تھا  
 و وارد مند و کی ہے وہ تمام  
 کسی بادشہ کو نہ تھا یہ کمال

لکھے چار دیوان وہ پُر فضا  
 ہوئے اور دہلی اک میر سوز  
 وہ سوز نہان اوکا تھا لایان  
 غضب سوز تھا او عجب سا تھا  
 وہ غالب زمانہ میں یکتا ہوئے  
 ہوئی فارسی اونکی وہ بی مثال  
 یہ مومن ہی شاعر و انسان تھے  
 یہ رجال ہی ایسے تھے انتخاب  
 اور حکمت میں وہ تھی اونہیں دستگاہ  
 تھے شاطر ہی شطرنج کے اس قدر  
 ہوئے ذوق ایسی کہ تھا او کو فوق  
 مضامین اردو وہ اعلیٰ لکھے  
 غرض موت کا سب نے چکھا مرا  
 رہے اب جو باقی ہیں نامی ہیں

کہ اربع عناصر کہوں تو بجا  
 جلی اور پانی رہتے تھے شب سوز  
 زبان سے نکلتا تھا ہر دم دیوان  
 عیان کب کسی پر نہان راز تھا  
 کہ غالب ہر اک پر بھلیتہ رہے  
 کہ فارس نے جانا اونہیں باکمال  
 جنہیں مانتے سب مسلمان تھے  
 حساب رمل جنکا تھا جواب  
 ارسطو سمجھتا تھا پشت و پیاد  
 دل و جان گئے مارا وں بے بشر  
 کلاموں سے اونکے رہا سب کو شوق  
 کہ اونے واعلیٰ سبھی غش ہوئے  
 خدا کو بقا اور آدم فنا  
 اونہیں ہی لکھوں ختم ہو دہشتا



## بیان ریسان و شاعران موجودہ حال دہلوی

<p>             کہ شیریں زبان ہیں بہ علم و تقیہ              رہے نام نیکون کا ہے یادگار              وہیں اپنے گھر میں ہی ماہ صہب              کہ غالب ہیں ثانی خدا ہے گواہ              زبان ہی نفیس اور بیاں ہی نفیس              ضیاء الدین خان کے ہیں سپر شہید              بھرے خوبصورت اور اشفاق کے              وہ یکتا ہیں قانون کی باہین              ہوا ذوق پر ہی تو اب فوق ہے              کلام او نگاہی سنکے ہم خوش ہوئے              بہت دہلی میں یہ بھی ہیں نامور              فن شعر میں قابلِ صدا ہیں              کہ ترپہا گرین سنکے دودھ پر           </p>	<p>             ضیاء الدین خان ساہی کوئی نہیں              لوہارو کے نواب ہیں نامدار              قناعت گرین اور گوشہ نشین              انہیں فارسی میں ہی وہ دستگاہ              اور اردو بھی کہتے ہیں ایسی سلسل              اسی گھر کے نواب احمد سعید              سراپا مجسم ہیں اخلاق کے              وہ ڈپٹی کلکٹر ہیں پنجاب میں              انہیں شعر گوئی سے بھی شوق ہے              حسام الدین خان ہی ہیں شاعر ہے              کہ نواب عالی کے ہیں وہ پسر              جناب صہب ہی اک استاد ہیں              ہر اک شعر ہوتا ہے وہ پیرا فر           </p>
---	--



جہان میں ہیں موجود جتنی حسین  
ہے شورا کا اس واسطے گھر گھر

ہیں نواب مرزا ہی عالی دماغ  
کلام اونکا بھی ہوتا ہی مثل فوق  
ہوئی تو کرسی اونکی جو رام پور  
ہیں اور ارشد ہی شہزادہ یہاں  
کلام اونکا بھی ہوتا بس خوب ہی  
اک احسن ہیں شاعر اک عالی ہیا  
کلام اونکا پیچیدہ ہی اسقدر  
ہے ویران ہی نابینا اک انتخاب

فضل ایسے اسجا مصویر ہیں اب  
اگر چہ تے بہر ادومانی یہاں  
وہ تصویر اون کی کھچا کرتے ہی  
قطب اور وہلی کے ہیں اک حکیم

وہ گاتی ہیں محفل میں غزل مبین  
کہ پامی ہی شیریں زبان خوب تر  
تخلص ہے جنکا زمانہ میں داغ  
ہی شاگردی سے اونکو فوق  
تو وہلی سے رہتی ہیں فی الحال دور  
بہری سرسراو نہیں ہیں خوبیاں  
ہر اک شاعر دن کو وہ مرغوب ہے  
نہیں اختر و در سے کم بے گمان  
کہ مضمون ہیں اوسمین نہاں سرسبز  
کہ تاریخ گوئی میں وہ لا جواب  
کہ تعریف کرتے جہا نہیں میں سب  
تو باتہ اونکا وہ چوتھی بیگمان  
کہ اپنی ہی صورت کا کرتی ہی  
کہ محمود خان برگزیدہ کریم



بڑے حکمتوں سے وحمت ملی  
 دوا اور دعا میں اثر ہے سدا  
 بڑے نامور ہیں وہ دنیا میں آج  
 اگر سو تالقمان ہی فی زمان  
 طبیب اور میں ایک بدرالدین خان  
 ہے مشہور و شن دلی اسقدر  
 دوا دل سے کرتے ہیں بہار کی  
 ہیں اک دوست اور اپنی بہان حکیم  
 وہ مجھے میان کے بڑی ہیں سپر  
 ہے تشخیص انکی ہی وہ لا جواب  
 دوا کرتے ہیں ہے توجہ دلی  
 عرق جس دوا کا دیا کرتے ہیں  
 وہ گوئے کہ او سننے ہی گوئی قسم  
 سر و سب جلا ب دیتے نہیں

جو لقمان کو بھی بے وقت ملی  
 اگر خاکیا دین تو ہوئے شفا  
 کہ راجہ ہی خود پوچھتے ہیں مزاج  
 تو وہ مانتا ان کو بے این و آن  
 کہ ہے مثل بدراون کا بھی خاندان  
 مرض کو وہ پا جاتے ہیں جلد تر  
 مسیحا ہیں وہ وقت کے اپنی ہی  
 قیام الدین ہے تام طبع سلیم  
 جو دلی میں تھے وہ بھی اک نامور  
 کہ ہیں خاندان اپنی میں انتخاب  
 کہ بیمار ان سے نہ دق ہو کہ ہی  
 عرق ریزی اوس میں کیا کرتے ہیں  
 پہ دیتے ہیں بیمار کو بے درم  
 نہ کی تیج کی بات ہرگز کہیں



قشنگی ہیں اک بھانجیں سکندر  
 بڑے خاندان کے ہیں وہ آدمی  
 کہ کرنیل و میجر سے نام و  
 ہیں ثواب مرزا ہی اک و ضمدار  
 اسی خاندان کے ہیں وہ یہی سپر  
 بڑے سید ہے سادہ ہیں وہ آدمی  
 اور اک چھوٹے مرزا ہی ہیں خوش ضم  
 بڑے خاندان کے ہیں یہ آدمی  
 ہمارے یہ وہو ہی ہیں یار غار  
 جو قائم ہیں یار تب قائم رہیں  
 وہ جنت میں داخل ہوں جو مر گئے  
 کرو شکر حاکم کہ دل شاد رہے

رئیس کلان اور ہیں طالع و  
 بزرگ اونکی افسر تھے فوجوں کی ہی  
 فتحیا بیان اونکی مشہور تہر  
 وہ اخلاق میں منتخب روزگار  
 کہ اصلی ہے نام اسٹاٹ اسکندر  
 کچی نہیں بات دیکھی کبھی  
 کہ نازک مزاج اور رنگین طبع  
 کہ جنرل تھا باپ ان کا کبھی  
 شفیق صہبی ہیں اور عکسار  
 خوش و خرم و شاد دایم رہیں  
 سفر بیان سے حقے جو کر گئے  
 مے سر سے دہلی پہر آیا دے

کیفیت شہر جے پور دارالسرور

کہ جے پور میں ہی اسکا دیکھا رواج

پلا سا قیادہ مے تیز آج



مجھے حال لکھنا ہے چلیور کا  
گئے سیر کو ہم جو جے پور کی  
عجب وہ بھی گلشن ہر اک پر فضا  
وہ جلور ہے پیدا پرستان کا  
وہ بازار چوڑا مین و مان لکشا  
وہ بہت خانہ چین بنا ہر مکان  
عمارت ہی ایسی مینی بلند  
بنائے مکان قوری وہ ڈال کر  
کی بیشی اونین ذرا ہی نہیں  
اور اس پر یہ طرہ کہ آثار کم  
مکانوں مین ہر طرز کی حالیان  
مصالحہ وہ ایسے نہ دیکھی سنے  
جواز رہے وہ ہی چو سر کا ہے  
جو دیکھے وہ دل ہار دے بر ملا

دو بارہ پے سے سر و مو ذرا  
اوسے دیکھ کر دل کو فرحت ہوئی  
کہ سریان ہی آتی ہیں کہانے ہوا  
کہ دل شاد ہو جن وانسان کا  
کہ وہی کو بھی رشک جن پر ہوا  
جو دیکھے وہ بنجائے بہت بیگان  
مکانات دہلی سے مین جو دھند  
برابر برابر جو مین سرب  
نہیں فرق مو کی برابر کہیں  
دو منزل سے تا ہفت منزل کم  
کہ جالی اونہون نے ہی دین نہان  
کہ سنگ آگے اونکی ہی پانی بہرے  
و مان لطف اک یہ نہا دیکھا ہی  
پہ انسان کی چکے چٹن ایسی جا

نہ اٹھارہ ہے بلکہ سب پر ہی ہیں  
 لگے تین فوارے بازار میں  
 وہ چھٹے ہیں جب جوش سی صبح شام  
 ہے پانی ہی اونکا وہ آب حیات  
 وہ پانی کہ حوریں ہی ہیں تشناب  
 وہ دینار بازار میں ہے بنا  
 بنا ہے میا باغ رشک ارم  
 ہر اک شاخ گل ایسی ہی لاجواب  
 اوڑا او سکول بجاتی ہے جو صبا  
 خزان کے نہیں صدمے کچھ ملول  
 روش ہی بنی سب ہیں وہ باہقا  
 ومان راہ تہارام سنگ نامو  
 بہ عہد جوانی سفر کر گیا  
 محل اوس نے وہ وہ بنائی وہا

کہ ہے شہر شہر سے و نفیس  
 ثنا سے ہونعشش ہی گفتار میں  
 تو اوٹتے ہیں دلیں ہی موجیں تمام  
 چوپی لے کر عورتوں سے نبات  
 اوسے پینے آتی ہیں وہ روز شب  
 کہ گردون کو ہے رشک و سپرد  
 کہ حبیب کو الفت ہی جیسے ہم  
 کہ ہر پتہ حبسکا بنا انتخاب  
 تو حبیب میں لگتا ہے اوسکا پتا  
 کہ بیٹھے ہیں سب بلبلیں بھول چل  
 کہ دل پہلا جاتا ہے اونپر سدا  
 یہ باغ اوس نے بنوایا تھا خوشتر  
 تو باغ جنان جا کے پر ہم لیا  
 ارم میں ہی گرہوں تو ایسی کان



ہوا محل ایسا ہے محراب وار  
 اور اسکی ہی ایسی فضا اور ہوا  
 وہ دروازے ہیں شہر کے ہر طرف  
 بلند اور چوڑے ہیں وہ دل کشا  
 تھے شہزادہ اور سزور تقدیر سے  
 گئے ایسے وقت جے پور میں  
 بتقریب دعوت تھی وہ روشنی  
 شب قدر وہ شب مبنی تھی  
 وہ کنولون کے اور قلم کی بہار  
 کہ اختر فلک پر خجل ہوتے تھے  
 وہ مہتاب ایسی چوٹیں لا جواب  
 ہوا می وہ آتش کی ایسی چلین  
 وہ برج ایسے قرطاسی پائراورے  
 ہوئے دیکھ شہزادہ اسکو خوشی

بنا ہر محل سے وہ سب حلقہ وار  
 دل مڑو ہو دیکھ تازہ سدا  
 کہ جنت کے دروازوں پر شہر  
 کہ تنگی نہیں نام کو پے فرا  
 میری جذبہ دل کے تاثیر سے  
 کہ جے پور تھا جلوہ نور میں  
 کہ رشک تجلی تھی وہ طور کی  
 تجلی تھی اک نور کی سب عیان  
 چہرا غون کے وہ روشنی مشہار  
 مہ و خور ہی عاشق ہوئے دیکھ کے  
 دکھاتین تھیں جو جلوہ آفتاب  
 کہ چکرائے دیکھ آسمان و زمین  
 فلک کے تھی گویا کہ تار می بنے  
 نہ دیکھے تھے یہ سیر لندن میں ہی

وہ شیرانِ غسان بھی دیکھے ہاں  
 سوا انکے ہیں اور بھی جانور  
 زبان و ہانکے باہنہ ہے بڑی  
 وہاں چند صاحب سے ہم جو ملے  
 از انجملہ کپتان انطون وہاں  
 سراپا محبت کی بنیاد ہیں  
 وہ موروٹی راجہ کے ہیں خیر خواہ  
 اسبطرح کپتان طامس بھی ایک  
 سراپا مجسم بہ اخلاق ہیں  
 اور میں اک کمیدان مہویل وہاں  
 ہیں اک اور بھی مستر مارٹین  
 طہا بہت ہے موروٹی اونکی غلام  
 ہمارے یہ چاروں بے شوق  
 اور اک راجہ حبیب کی ہیں رشتہ دار

کہ شوق ہوئے بس ہرہ لہو جوان  
 ہر اک ملک کے دیکھے وہاں بیشتر  
 کہ ہر بات میں کائیں کائیں سنی  
 سراسر وہ اخلاق سے تھے ہر  
 بڑی خوشیوں کے ہیں باغ و شان  
 مزیدی بران صاحب اولاد ہیں  
 اور ہے راج بھی اونکا پشت پناہ  
 و صمدار ہیں سو میں اور مرد نیک  
 مروت میں وہ شہرہ آفاق ہیں  
 کہ ہیں خوبیاں اونکی سب لایان  
 متانت میں سیکتا بڑی ہیں متین  
 کہ یقمان کرتا تھا اونکو سلام  
 گویا چار عناصر ہیں جان کی رفیق  
 محبت کے گلشن ہیں اور پر بہار



<p> نہیں نام نامی ہمیں یاد ہے  ہماری اونکھوں نے وہ دعوت کیا  کھلائے وہ عمدہ نکتہ طعام  اور ہمراہ اوسکے تھے وہ خوشگوار  وہ بکین کھانے تھے اور پامنا  جواک لقمہ اوسمیں سے کہا کی کوئی  وہ شیریں ہی کھانے تھی سب چھٹا  خدا میرا بان کو سلامت رکھے  رکھے دایم آباد جے پور کو  رہے راج راجہ کا دایم و بان </p>	<p> کہ یہ سہو خاطر کے بنیا د ہے  کہ جنت کی نعمت نجل اوس سے تھی  کہ چاٹا کے لب کو ہم صبح و شام  شراب مصفا چور وئے نگار  نمک اوزکا اب تک ہے یاد بقا  نہ حق نمک سے ادا ہو کبھی  کہ بات اونکی آگے نہ کرتی نبات  سلامت رکھے باکرامت رکھے  کہ دل خویش و بی گانہ مسرور  اور ہوا و سکے پر جا ہی خورم مان </p>
---	---

کیفیت راج و راجہ صبا بہا و الور

<p> حجے ساقیا دے وہ جام سرور  رہا خوب و بان عیش و نشاط  عجب انقلاب زمانہ ہوا </p>	<p> کہ لکھنا ہے کچھ حال اور ضرور  پہر آخر اوٹھا وہ بساط ابسٹاط  جو دیکھا سنا تھا فسانہ ہوا </p>
---	---

کہ راجہ تھا اوس راج کا نامور  
 تھا مشہور شودان سنگہ اوسکا نام  
 نہ ٹہرا ہوا ہرنہ زربا ت میں  
 خزانہ کیا خالی اپنا تمام  
 کوئی عہد میں اوسکے مفلس نہ تھا  
 سچائے تھے وہ محل ہی زنگار  
 وہ سامان شادی کہ دیکھا کرے  
 صلح خانہ البسانہ دیکھا کہین  
 وہ تلوار ایک ایک تھی لا جواب  
 وہ خنجر کہ پانی نہ مانگے کوئی  
 وہ تیغ کہ دو کروے جو بے دریغ  
 وہ گپتی گپت سے جو کہے کوئی  
 کمان وہ کہ گوشہ میں تاکا کرے  
 وہ ڈال ایسی عمدہ کہ سانچہ میں ڈال

وہ حاتم تھا ثانی وہاں گھر بگھر  
 ہزاروں دے دان پن میں بدم  
 کٹوڑوں اوڑا سے ہر اک باتین  
 لٹایا پڑوں کا بھی پہلا کلام  
 سخی ایسا راجہ نہ دیکھا سنا  
 کہ جنت کو رشک اونہ لیل بہا  
 نظر اوسکی جلوہ پہ پہلا کرے  
 کیسے ولایت میں ہو گا نہیں  
 کہ جو دیکھے ہو دارا و نیرشتاب  
 گلہ کاٹ لے خود جو دیکھے کہی  
 مثل ہے کہ دیغ اوسکی ہی جسکی تیغ  
 کہلے پیدا و سگانہ ہرگز کہی  
 چلے تیر سپر وہ چلا پڑے  
 بنا کار یگر نے کیا ہے کمال



وہ بندوق ایسی کہ کوسوں تک  
 پڑیا ایسا گھوڑو کا تھا شوق و ذوق  
 پہرے اچھل روز ہی جاتی تھے  
 وہ مشکلی نہ رنگ ایسا دیکھا کوئی  
 وہ ہنر کہ فیروزہ شرما گیا  
 وہ سر نہ کہ سرخی جبا و سس پٹائے  
 وہ فقرہ کہ زبر سے اوچھیر مدام  
 وہ گرتہ کہ جو بن پہ غرہ کرے  
 سیہ زانو ایک ایک ایسے سمند  
 گو مینجھن ہی خانہ تھا ایسا ومان  
 وہ او سمن بیروش بہرین انتخاب  
 ہزاروں کی تتخواہ وہ پاتی تھیں  
 وہ رقاصہ ایسی تھیں اور خوش گلو  
 ادا اور غمزے یہی تھی پر غضب

نہ چھوڑے عدد کو چلے بید ہرک  
 کہ سب شوق پر لیکیا اپنا فوق  
 کہ عزل و ترک کی چلے آتے تھے  
 یہ ہے زلف مشکین کو حشر ہی  
 وہ گلدار لالہ بھی گل کھلی گیا  
 تو رنگ حنا رشک سے کٹ ہی جائے  
 سہرا پا ہے تقری وہ لا کلام  
 وہ رنگ او سکا ہر رنگ دیکھا کرے  
 سمند صبا کا ہودم جنسے بند  
 کہ راجہ نے اندر کے دیکھا کھان  
 کہ ہر ایک سو مین تھے جولا جواب  
 ہزاروں ہی او پر اوڑا جاتھیں  
 کہ تھو کر سے دل لیتی تھیں ویدو  
 کہ جادو کی پوڑیاں تھیں وہ سب

خزانہ اونہوں نے ہی خالی کیا  
 چلا کرتا وہ بزم میں دور جام  
 شرابوں کو پہلے تو پانی کیا  
 ہزاروں کی گنتی نہ سو کی شمار  
 یہاں تک کہ راجہ کا کہنا ناچٹا  
 بیڑا پہ تنگن کا شوق بقدر  
 لگے رہتے ڈوری پہ تہی غاص عام  
 وہ چرخ کی چرخ او سکو سر چرخ ہائے  
 کوئی بات کہتا تھا گیتے کی  
 مگر فتح راجہ کی رہتی ضرور  
 اس طرح لعلوں سے جب دل لگا  
 لڑائی رہا کرتی تھی صبح و شام  
 بند بایک لعلوں کا وہان مورچا  
 ہزاروں کی بازی جو بد کر لگی

ہر اتھا جو قلعہ من و دولت کا  
 کہ چکراتا کروں ہی تھا صبح و شام  
 بہا پہر سمندر میں اوٹکو دیا  
 پلائے ہی اور پے بھی لیل و نہار  
 رہا سخت دل پر فقط آسرا  
 ہزاروں اوڑے او میں ہی سمندر  
 لڑائی کے مشتاق تھی جو تمام  
 کوئی پہر پھر اسکا کس طرح گیا  
 سمجھ کر بڑی کاٹ دیتی بھی  
 کیسے نہ بچوں میں آتے حضور  
 ہزاروں ہوئے لعل او پر فدا  
 رہی راج کی سرخروئی مدام  
 نہ کی پہر تو دشمن نے چون چرا  
 اوڑے چھوڑ پڑے وہاں سے بھی



راجہ جیت کا کہیت راجہ کے ہات  
 ہوا شیر کا پیر وہ شوق شکار  
 شکار ہو کے الور کو جب جاتی تھے  
 کہ نذیرین دیا کرتے سب ہلکار  
 خوشی اسکی ہوتی تھی یوں گھر گھر  
 اس طرح جو شوق پیدا ہوا  
 درین ضمن اللہ نے کئی خبر  
 ہوا راجہ صاحب کے اک فتنہاں  
 ہوئی اس خوشی کی بڑی ہویم نام  
 خزانہ کا دروازہ کھولا گیا  
 جو ادنیٰ تھے اعلیٰ اونہیں کر دیا  
 غرض چہ مہینے پہر نقشہ رہا  
 رہی رات دن عید اور شب برات  
 اہل پر جمی ہی بڑی شان سے

گئے ہار اعدائے ہوئے خوب مات  
 نہ چھوڑے ہزار و تین ہی پانچ جا  
 تو گھر میں ہزاروں ہی نقد آتی تھے  
 کیا راجہ صاحب نے ہے یہ شکار  
 کہ راجہ ہمارے بڑے شہرین  
 اوسی حد تک خوب پہنچا دیا  
 دعائیں ہوا راج کے کچھ اثر  
 خوش اقبال و خوش روز و فرخندہ مال  
 شب روز جلسوں کا چہاں زوہام  
 مہینوں تک وہ لٹایا گیا  
 غنی راج بخشش سے سب ہو گیا  
 کہ دعوت سے کوئی نہ خالی بچا  
 خوشیکے سوا اور تھی کچھ بات  
 عجب ٹہاٹ سے اور لہر مان سے



چلے کستھ ٹوپی ملائک کے ہاتھ  
 ہوا جوزف بنی کا یہ نام  
 شریک اسمین منویل ہی تو ہوئے  
 کئی لاکھ اسمین ہوئے صرف جب  
 ضرورت ہوئی قرقی لینے کی  
 کیا خرچ کو بھی نہ کچھ کم ذرا  
 ہوئے قرض جب اس طرح ہیں لاکھ  
 خبر ہو گئی اسکی سرکار کو  
 اسی عرصہ میں ہم ہی پہونچی وہاں  
 ہماری پہی ہاں چند دعوت ہوئیں  
 وہ جلسے کہ اب تک پہی ہاں یادگار  
 چلا خوب دنرات دور شراب  
 تھے جنریل اک جوزف بنی  
 ہمارا ہی اونسے تھا رشتہ قریب

جلوسین مہ و خور بھی تھے ساتھ ساتھ  
 چٹھی کی اونہوں کی فوج کی دھوم مٹام  
 جو کچھ تان پٹن کے مشہور تھے  
 خزانہ خالی ہوا سیکا سب  
 مگر فکر رکھی نہ کچھ دیتے کی  
 وہ ہی چشمہ فیض جاری رہا  
 ریاست کے بگڑی بنی تھی جو ساکھ  
 ہوا فکر انگریزی دربار کو  
 تو دیکھا خوشی کا عجب اک سماں  
 عطا خوب ہی ہو کو نعمت ہوئیں  
 رہی تابہ یک ماہ لیل و نہار  
 کہ جسکے نہ حد تھی نہ کچھ تھا حساب  
 مہاراج کی وہ عزیز دلی  
 تھے وہ دم سے اپنی عجیب غریب



وے راہ صاحب کے تھے مہمان  
 غنایات راہ نہوتی تھی کم  
 ادا شکر ہی دل سے سمئے کیا

فروکش ہوئے ہم اونکے مکان  
 شب و روز جلسوں حاضر تھے ہم  
 ہمیں بھر تکلف سے خلعت مل

### غزل نہایت فرزند ارجمند راہ صاحب المولف

نصیبے کا پیدا ہوا ہے  
 کہ راہ کے اوتار پیدا ہوا ہے  
 یہہ ایسا گھر بار پیدا ہوا ہے  
 سر اسر پر انوار پیدا ہوا ہے  
 یہہ ایسا خوش اطوار پیدا ہوا ہے  
 شکفتہ یہہ گلزار پیدا ہوا ہے  
 خوشی کا طلب گار پیدا ہوا ہے  
 سزاوار سر دار پیدا ہوا ہے  
 تمہیں اس پہ کیوں پیار پیدا ہوا ہے

یہہ فرزند ولد ار پیدا ہوا ہے  
 خدائے اسکی کرے اب و راز  
 نہ دولت کی ہوگی کمی راج کو  
 مہ خور سے کیا سوتلیہ و دن  
 چین پرین سردار کے سب نشان  
 سدا پہولتے پہولتے راہ پرین  
 لبالب مے عیش سے ہو گا جام  
 مبارک تمہیں ہوئے یہہ راہ صاحب  
 کھا جب کیسے کہ اے شو صاحب

تو یو لے کہ باغ جہان میں نہ ایسا



کوئی گل نہ گلزار پیدا ہوا ہے

جو تھے جوزف نبلی خوش مزاج  
فن شعر گوئی میں یکتا ہوئے  
شناور تھے بحر سخن میں مگر  
مضامین کا یہی زبس شوق تھا  
جو لہرائی دلیں بجاتی ستار  
علاوہ ازیں خوش قلم خوش نویس  
تخلص کھا اپنا تھا جو فنا  
غرض اونہیں تھیں سب بر خیرین  
اب اک بہائی اونکی ہیں کیتا مان  
کہ ہے اصل نام اونکا منوئل ومان  
پرائی فشن کی ہیں وہ آدمی  
کہ ہے پارسائی میں وہ پارسا  
بجز راج الورثہ دیکھا کوئی

رہے راجہ خوش اونس اور نیزاج  
کسیکے نہ شاگرد اصلا ہوئے  
طبیعت سے پیدا تھی عمدہ گھر  
نہ استاد او سمین ہی کوئی سنا  
گریبان کی سب سنگی کرتے تھے تا  
کہ پاکیزہ خط تھا نہایت نفس  
فتار ہے تھی اونکی اسدا  
اور اون سے ہی اب برون کھان  
بہی مانتے ہیں اونہیں بگمان  
زمانہ کی اونہیں بہرین خوبیان  
سناہنے اون سانڈیگھا کوئی  
فرشتہ اگر کہئے تو ہے بجا  
گذر چند پشتونکی ومان پر گئے



<p>ہے خلف الرشید اور کجاہی انتخاب          نہیں باپ سے کم وہ اخلاق میں          بجز شوق علمی نہیں دوسرا          اور اس پر یہ طرہ کہ پرہیزگار          پسر اور اسکا جانی ہے نام          وہ جاتے نہ جاتے کسی نے مدام          غرض او یہی اونکی اولاد سے</p>	<p>کہ شویل ہے نام اور ہی لا جواب          ہے اخلاق مشہور افاق میں          گداز جوانی کو اس میں سدا          ہے انکار شادی سی ہی بار بار          فدا اسکے باتوں پہ میں حاضر و غا          ہے بات او سکی پا جانی مشکل تمام          یہ دولت و غرت کی بنیاد ہے</p>
---	---

آنا روال کا جم اور راج کی کمال پر اور پڑنا قہر آسمانی و غضب اور کجاہی

<p>کہہ رہے تو امی ساقی بدحواس          پلا ایسی مجھ کو کہ ہوں آشکبار          ہوا جشن فرزند کا اختتام          سدا ویرہ ویران دکھاتا نہیں          قرض کے ہوئی جیب ریاست پیر          یکایک ومان پہ چوٹی ہوا</p>	<p>مجھے غم نے اب پہ کیا سی اور اس          کچھ اندر سے باہر ہو دل کا غبار          نظر آیا بے طور کچھ انتظام          گیا وقت پہر ہاتھ آتا نہیں          اور او سپر عایا کی اوٹھی تیار          چمن کا تو کچھ نگ اور ہی کھلا</p>
--	--



ستالٹ صاحب نے یہ سارا حال  
 بدانت ہو میں اونکو دو چار بار  
 پہر آخر کو یہ حکم جاری کیا  
 کرے اس ریاست کا انگریز کام  
 غرض کام بگڑے سنوارے گئے  
 لگا ہونے قانون سے روز کام  
 جو بلی جاتے سب خرچ بند ہو گئے  
 کیونچن کا خانہ روانہ ہوا  
 کہ تنخواہ دے سیکو خست کیا  
 وظیفہ کا پھر کر کے کچھ انصرام  
 کہ اس میں وہ اپنا کڈا کرکین  
 ہوئے سکے یہ ابہ صبا ملول  
 نہ وہ گلبدن نے وہ کل کاریان  
 نہ گلشن پا اور نہ اس کی بہار

تو راجہ سے ناخوش ہو کر وہ کمال  
 اثر اوسکا پایا نہ کچھ نہ بہار  
 اجنٹی و مان ہو مقرر سدا  
 کہ راجہ سے ہوتا نہیں انتظام  
 وہ گڈی سے راجہ اوتارے گئے  
 قرض کی ہوئی فکیر ہی لا کلام  
 ہزاروں جو بیاتی تھے وہ کہو گئے  
 وہ تیر قضا کا نشانہ ہوا  
 انہوں نے ریاست کو غارت کیا  
 مقرر کیا راجہ صاحب کے نام  
 ریاست سے اب کڈا کرکین  
 گئے عیش و عشرت پہر آخر کو بھول  
 سنی کے عوض گریہ و زاریان  
 خزان کے قدم سے نظرائی خار



پتہ گل کا ہے اور نہ بوٹہ کا نام  
 نہ وہ بزمِ عشرت نہ دورِ شراب  
 بھری تہمین جو خالی ہو میں شیشیان  
 نہ راجہ کے پاس آئے بے زار ہوئے  
 پڑے راجہ رہتے تھے سو دانی سے  
 نہ کھانا نہ پینا نہ جامِ شراب  
 اسی رنج میں ہو گئے وہ نحیف  
 اور مریض برپا قیامت ہوئی  
 وہ راجہ کے تھے ایک بڑے ٹکسٹا  
 مرض میں وہ سل کے گرفتار تھے  
 کیا راجہ صاحب نے از بس علاج  
 کھا کر لئے راجہ کہ انکو شفا  
 غرض اوس مرض سے نجات نہ ہوئے  
 کئی جان الّا نہیں جیب تکل

خران نے کئے یکھم سب تمام  
 کیا دور گردون نے سبکو خراب  
 صراحی لگی روئے بے چکیان  
 بڑی وقت میں یارِ اختیار ہوئے  
 کہ جینا تھا دشوار تنہائی سے  
 فقط خون دل اور حکر کا کباب  
 نظر آتے تھے ایک موزِ ضعیف  
 کہ بیمارِ جنرل ہوئے ہنسلی  
 بظاہر ملازم تھے باطن میں یار  
 کہ وق رہتے اوس سے بڑا تھے  
 نہ بدلا مگر اونکا ہر گز مزاج  
 جو کروئے تو سونا دوں گے انتہا  
 اوسی سل کے آخر کو پتھر پڑے  
 پڑے رہ گئے ٹہاٹ سب محل



پڑا شور فاقم کا الورین مائے  
 بنماڑے کی تپا تپہ غور و فغان  
 اجنت اور راجہ ہی ہمراہ تھے  
 نہ چھوڑا اہل نے کسی کو یہاں  
 اور اوپر غضب یہ کہ ۲۴ سال  
 نہ چھوڑا کوئی گھر میں نہ چارچرخ

زمین شوق ہوئی چرخ کو چکر آئے  
 ہزاروں تھے ہمراہ گریہ کنان  
 بڑے درو سے کرتے وہ آہ تہی  
 اہل نے لئے لوٹ دو ٹوہان  
 تہی عمر اوٹکی جب کر گئے انتقال  
 رہا رخ سے بڑے یہ لہجہ و غ

تاریخ وفات جبریل جوزف بنی صاحب ریس قدیمی الوندیون

قیامت پیا وہ ہوئی ہائی مائے  
 فنا ہو گئے جوزف بنی  
 کہ تھے چار گھر کے وہ روشن چراغ  
 نہ چھوڑا پسواہی کوئی بعد اپنے  
 جوانی کے عالم کا ہو ذکر کیونکر  
 جو کی فکر تاریخ خامہ نے رو کے

کہ ہر شخص کو جس سرخ و تعب ہے  
 اندیرا نظریں میں ایسی سبب ہے  
 اگلا بغیر اوٹکی اب ہوتا کی ہے  
 بیان کیا کروں یہ بڑا ہی غضب ہے  
 کہ سکتی کی حالت سی پیدا پناہ ہے  
 کھا صبر کے جا ہی یہ اذن ہے

ملا پھر حکم حق کو قلم نے



لکے شور تارخ الہی غضب ہے

پہونچی خلدیرین بجا کر کوس  
اس لئے تھے فنا سے وہ مانوس  
بولا مجھ سے میرا دل مایوس

جوزف بنی کہ تھے لٹول  
تہا تخلص فنا جو ادکا بائے  
چاہی تارخ میں نے لکھنی جب

سرافسوس کاٹ لکھ یہ شور

چار گھر کا بچھا چراغ افسوس

پیام اجل جیتے جی آ گیا  
خدا سے صدمہ کو بچائے  
مرا زندگی کا تھا بس ہیشمار  
اور اک مدرسہ میں ہی شامل ہے  
رضائیں نہ دم اوسکے مارائے  
کہ جینا و مرنا برابر  
کہ تیرا و کاری جگر پر لگا  
موئے پہ پہی بہی داغ سا نہ ہی گیا

یہ غم اور راجہ کو بس کھا گیا  
اد و ہر راج چھوٹا اوہر دوست کا  
کہ بچان دو قالب تھی پچھ دو لویا  
اور اس سے یہ ہر کر کہ ہم بن ہی تھے  
غرض چندی راجہ گذارائے  
وے حال مردوں سے بدتر  
اسی غم میں رہتے تھے وہ مبتلا  
نہ جیتے جی رخم اوسکا اچھا ہوا

وہ تہا پر سر کا ہوا انتقال  
 خوشی اور سکسین کل خزانہ لٹا  
 ہو یمن رانی بھی اور سکسین غم من فنا  
 عجب کارخانہ ہے دنیا کا واک  
 ہوئے چاروں صد موتی راجہ کام  
 گزارے غرض اس طرح بیکر و سال  
 بالآخر گئے وہ بھی ملک بقا  
 نہ اپنے کہی نے کیسی سنی  
 گیاراج اور جان بھی اور سکسین ساتھ  
 بنا پھر تو الور وہ اک غم کرا  
 یمن ماجی اور اک دورانی فقط  
 کیا پھر تو سرکار نے انتظام  
 اوتار اسہی قرض پھر راج کا

جو پیدا ہوا تھا ابھی تو نہال  
 بنا آج الور ہے ماتم سرا  
 کہ ہوتا ہے صدمہ پر کا برا  
 کہی ہے خوشی اور کہی ہامی  
 اسی شش و پنج میں رہی صبح و شام  
 رہے گو کہ زندہ مگر بگرے حال  
 دل و جان کو غم کے حوالہ کیا  
 نکل روح نے راہ اپنی ہی لی  
 مقدر کی لکھی نہیں ٹلتی بات  
 کلیجہ جسے دیکھ کر پھٹ گیا  
 ہوا نام اولاد و حشر غلط  
 کہ راج اور اس سے خوش ہو گیا کلام  
 خزانہ نے سر سے معمور ہوا

غزل مبین شاعر دہلوی



وہ زمانہ آہ کدہر گیا کہ خوشی سے کام شتاب تھا  
 نہ تر پٹا تھا نہ پھر رونا تھا نہ کچھ رنج تھا نہ غدا ب تھا  
 کچھ چوراج راہ بگڑ گیا کچھ بنا ہی چشمہ تھا فیض کا  
 کہیں ذکر غم ہو کچھ ذکر کیا وہ فسانہ کیا کہوں خواب تھا  
 وہ مکان ہے پر یونہی انجن وہ مکان ہیں لوگ کھانہ طن  
 کہیں سیر گل تہی چین چین کہیں شغل جنگ رباب تھا  
 جو گزرتا دل پہ قلع ہے اب کچھ اوٹھائے جان غم تہی کب  
 نہ مکر ایسی زمین تہی سب نہ فلک کا ایسا ختاب تھا  
 وہ عجیب ہی دن تہی کہ تہی خوشی کہ خوشی سے کٹتی تہی بگھڑی  
 کہی جان غم سے نہ تنگ تہی کہی غم سے دل نہ کیا ب تھا  
 کئے مفلسی نے بڑے ستم ہوئے سبکی انکھوں میں توار سم  
 نہ تو پہلے تھا کچھ ہجوم غم نہ کچھ بوشش چشم پر آب تھا  
 کہیں چرخ خاک میں جائے بل کہیں غم ہی مٹھل  
 او سے اب نصیب ہے خون دل وہ مست بادہ تاب تھا

ہوئے جنت مامور عالی مقام  
 بنائے اونھوں نے وہ عمدہ مکان  
 بنایا شفا خانہ اور مدرسہ  
 وہ شہر خوشنشان بھی تعمیر ہوا  
 کیا ڈاکٹر بھی مقرر وہاں  
 کئی سال تک یہ رہا سلسلہ  
 جوتق دار تھے اونکو بخش دی  
 کیا ڈپٹی صاحب کی تفویض کام  
 اونہیں مال کا کام سب دیدیا  
 دیا دونویٹوں کو بھی انکی کام  
 رہے راضی صاحب ہی سیکرٹری  
 بھہر ڈپٹی رئیس اور این رئیس  
 بڑے دھندار اور تیری ذوقدار  
 رہے راج میں چند راجو تکی پاس

کہ کپتان کیڈل تھا مشہور نام  
 کہ رونق ہوئی پھر سر نو وہاں  
 ہوا نام الورین اونکا بیڑا  
 کہ مردوں کا دل مثل زندہ بیڑا  
 کہ مخلوق خالق رہے با امان  
 کیا عدل سرکار نے خوب سا  
 کیسے نہ حق تلفی کیڈل نے کی  
 کہ طامس بد دل ہی بھانجنکا نام  
 اونہوں نے دیانت سی او سکوکیا  
 کہ اب تک ہی دونو کا الور مقام  
 شکایت نہ آئی کوئی متصل  
 مکان انکا میر بھڑ میں ہے اک نفس  
 میرے بھی گرم گستر میں ہے شمار  
 کہا پاس سچے طوسی سبک راہیں



دریغمن پھر کھاگ اور کھلا  
بھل آیا وارث جو وہ دور کا

کہ نام اس کا منگل ہے عمر جوان

وہ ہی سچی ریاست ہوا

دیا اسکو سرکار نے راج پاٹ

ہوا تاج بخشی کا پھر حکم بھی

مگر بعد اس کے ہوا انقلاب

وہ تشریف لندن کو پھر لیگئے

چلا دور پر راجہ صاحب کا دیان

کیا طور پر اپنے سب انصرام

سنا یا سجا یا وہ پہلا ہی باغ

کیا اوس میں ایجاد شملہ پھاڑ

کھا شملہ نے کوئی چھپسا نہیں

ہوا اس کے گہوڑہ پہ ہر دم سوار

کہ راجہ ہوا پیدا وہاں دوسرا

ہوئی اسکی تحقیق یہی بر ملا

اور آگے ہے سنگہ اس کے مشہور مان

کہ تحقیق کر اسکو مالک کیا

پڑھا اسکو گدی کی پھر وہ ٹھاٹھ

ولیکن اجنٹی ہمیشہ رہی

کہ کپتان کیڈل جو تھی لا جواب

تو کام اپنا اور فو کو ہی دی گئے

نیا دانہ پانی ہوا بے گمان

کھان پہلی راجہ کا وہ فیض عام

کہ تہا رشک سی جس کے جنت داغ

ہوا اصل اور نقل میں پھر گاڑ

یہ بولانہ دنیا میں ہمساکہ نہیں

فضا پر ہے گویا ارم بھی نثار

حقیقت میں شملہ نبیلا جواب  
وہ باغات الور کو شرماتا ہے  
جواو سپر رہے وہ خدا سے ملے  
مکان اوسمین وہ وہ ہیں شک جتنا  
غرض بعد چند ہی جو پلٹی ہوا  
جدا ڈپٹی صاحب ثمان سی ہوئے  
فلک لئے دیا او کو ہر ایک داغ  
کہ ولیم پستیر افوت ہوا  
خدا او کو صبر اسکا بخشی ضرور  
سلامت رہے راجہ اور راج ہی

پرائی کو رشک ہوئے کیوں کھنکھاتا  
اوسے کب وہ باغ جٹا پاتا ہے  
بچے آگ وزخ سے ٹھنڈا رہے  
فلک کو ہی ہیں دیکھ حیرانیان  
تورنگ دگر اوس چین میں کھلا  
کہ پیشین کو لے گھر پر اگر رہے  
ہوا گل پر سویمی کا چراغ  
بہ عین جوانی سفر کر گیا  
ضعیفی میں اوسکے پراپہ غور  
علیابی خوش اوس شہودی سہی

کیفیت راج و راجہ صبا بہادر گوالیار پربہار

مجھے سا قیاد سے بستی شراب  
مگر سو ذرا ایسی دوائشہ  
مجھے حال لکھنا ہے اب گوالیار

کہ سر سون لگی ہونے بے حسا  
کہ نشہ میں جسکے کچھ آئے فرہ  
ہے اک ارج یہ ہی عجب پربہار



مہاراج فرزند سرکار کے  
 کسی وقت میں ہند قبضہ میں تھا  
 تھا پاس انکے نولا کہ تیرہ لکھ  
 علیگڑہ میں افواج تھی بے حساب  
 وہ تھا کمپ جرنیل بیرون کا  
 علیگڑہ سے شامل تھی باوجود حال  
 فزون عدل نوشیروان سے بھی تھا  
 و لے پلٹا جب چرخ نیلی نرسنگ  
 یکایک جو انگریز یہاں آ گئے  
 خدا کو جو منظور تھا وہ ہوا  
 گئے سوتے جمہ وہ جرنیل ہی  
 خدا کے ہیں یہ کارخانے سدا  
 نہ کرا ایسی ہستی پہ انسان غرور  
 غرض حکم انگریز جاری ہوا

یہ سب راجوں سے مرتبہ میں برک  
 یہ ہی راج مالک تھا اس ملک کا  
 کہ خلیفہ تھی سب اس سے ہندوستان  
 وہ جہارو کٹر اور انتخاب  
 بڑا نامور اک فرانسس تھا  
 میرٹھہ کا اقبال تھا بے مثال  
 فزون عرب نادر سے اسکا ہوا  
 نظر آیا پھر وقت کا اور ڈھنگ  
 تو بادل سے اس ملک میں چھپ گئے  
 میرٹھہ کا لشکر ہوا ہو گیا  
 پریشان ہوئی فوج اونکی بھی  
 کہ بعد ایک کے دوسرا پہ ہوا  
 کہ بعد ہستی کے نیستی ہے ضرور  
 میرٹھہ کو پہر گوا لیا رہی دیا

جو دشمن کی توپوں پہ وہ جا پڑی  
 غضب تو سچا نہ خدا کی پناہ  
 وہ توپیں کہ دیکھنے سے دشمن فنا  
 وہ آواز گولہ کہ گرو وں ہے  
 چلے توپ خانہ گرے آسمان  
 مزا بگڑی کا جو دیکھی کوئی  
 ہیں جبریل بھی اک ذوالاِ حرام  
 وہ مشاق ہیں جنگ کے اس قدر  
 ظفر بربادی پائی تھئے تمام  
 مہاراج خوش اونکی ہیں کام سے  
 سنوارا وہ افواج کو سرب  
 عجب لطف کے اوس دم ہی گڑی  
 اوپر نصف کیوہی راجہ کے ہاتھ  
 گویا دچمن ہیں زمین پر کھسے

تو کیل او نہیں بہر شوک کر ہی تھی  
 نہیں بہاگ چاہیگی دیتا ہوا  
 پتہ اوسکے پتے کا پر کیا لگا  
 زمین ہو شوق اوسمیں دشمن بے  
 زمین کھائے چکر مرین دشمنان  
 تو جنگ و جدل کو یہی سمجھی وہی  
 کہ ہی باپو اوار جو اونکا نام  
 نہیں کپ میں اونکا ثانی شہر  
 صف آرا جد ہر وہ ہو پایا نام  
 رضا مند انگریز ہی نام سے  
 کہ تہجج انگلشن کے ہی فوج پر  
 کہ جب دونوں کی ہوتی ہی زرگری  
 اوپر نصف لشکر کی جبریل سا  
 کہ ہی آسمان نے نہ دیکھی سنے



<p>             اوہ ہر چہ کی دس زبان              غصہ میں اوہ کی صفائیاں              اوہ غالی توپوں کی بہاری              عجب بحث ہوتی ہے اور لگی              کبھی ہوتی ہے حیرت راجہ کی ہاتھ              کبھی جیتے جرنیل اور دل بڑا              غرض یہہ ہمیشہ کا دستور ہے              نہ ایسی کہیں فوج فی ایسا شوق           </p>	<p>             اوہ ہر چہ کی دس زبان              ستم میں اوہ کی بھی چالاکیاں              اوہ ہر شور مبدوق ہر بار ہے              کہ حیرت میں رہ جاتی ہیں وہاں بھی              کبھی ہار کی ہے وہ جرنیل سا              کبھی ہار کی مہاراج اور لگتا              کہ راجہ بہت اس میں سرور ہے              کہ سب کے راجوں پر ہی اس کو فوق           </p>
--	---

### صفت مکانات و چین کوٹھی پھول باغ وغیرہ

<p>             مکان کی طرف جبکہ آیا خیال              نہ دیکھے مکان اور نہ ایسی کہیں              بنائی ہے کوٹھی وہ جنت نشان              ہے مشہور نام اس کا چوہوں باغ              مکان او میں وہ وہ میں شکارم           </p>	<p>             بنایا ہے وہ عمدہ ہی بے مثال              نہیں آسمان پر نہیں بر زمین              نہ ہوگی کہے ایسی جنت نشان              تو بے دیکھے اس کے معطر دماغ              بہشتی بہشتوں میں پائینگے کم           </p>
---	---



اگر دیکھے طبل تو گل جامی بھول  
 وہ سب سبز او سب چین چین و چین  
 گل و بوٹوں میں اونکی وہ دکھار  
 گلون میں ہزاروں ہیں رنگت عیا  
 وہ چکر میں گول او سب میں ہر چار سو  
 وہ فراروں کا چلنا ہر صبح و شام  
 کسی نے کھا شور سن جل ترن  
 فرشتوں نے ڈھونڈا جو جنت میں جا  
 غرض حوروں نے چھوڑ دی باغ ارم  
 وہ کوٹھی میں ہے جلوہ رشک طور  
 وہ جہاڑ اور قافوس ہیں بے شمار  
 ہے شمع کے ہر جہاڑ پر لو لگی  
 وہ آئینہ ہند میں جو دیوار دور  
 وہ سامان لندن ہی وہاں پر بجا

رہے پھول باغ ہی میں وہ پہول پہول  
 زمین آسمان پر نہیں فی زمین  
 بہار اونپہ دیتی ہی دل روزگار  
 کہاں کیاریاں ایسی گل کاریاں  
 فلک دیکھ چکر اتا ہے کو بہ کو  
 کہ ہے چشمہ کوثری او سکا نام  
 کوئی اونکو کہتا ہے مجھے ہون  
 پتہ تک نہ ان پہولوں کا دماغ  
 لیا پہول باغ ہی میں پر اکرم  
 نہ وہ خوب ہی ہیں منتقل بالصور  
 رولوں سے مانوس لیل نہا  
 کہ باتھونکو جہاڑ اونکی سچوٹریا  
 تو اک اک میں آتے ہیں وہ نظر  
 پہلستی نظر اونپہ ہے جا بجا



<p>کہ نقشا چین نے کیا اونپہ کام          مہ و خور کے گتے ہی اونپر نظر          کہ مانی و ہزار اون پر تشار          نہ ٹھہرا صبا کا قدم او سپہ ہی          نہ دیکھی کسی چشم گلرو میں ہی</p>	<p>طلائے وہ دیوار و دیرین تمام          چمک اور دمک اونکی ہر اس قدر          چہنوں میں طلائی وہ نقش و نگار          پچھا فرش ہے وہاں وہ غلی          صفائی وہ پامی کہ ایسی کہی</p>
--	--

تاریخ کوٹھی زرگار مرصع کار مہاراجہ صاحب بہادر  
 گوالیار و ام ملک از مولف

<p>راہ نے یہ بنائی کوٹھی جو کہ الہین          تاریخ او سکی بیٹی لکھتے جو شو و صبا</p>	<p>اوسکا جواب ہرگز پیدا ہوا نہ          شش ہر موی چہ الہی پائی نہ راہ</p>
---	---

ہاتف او ٹپاکے سر کو بولا یہ کان سے  
 کیا سوچتے ہو اسکو شک بہشت لکھدو  
 ۹۳ ہجری

صفت موتی محل

<p>بنا اور موتی کا ہے اک مکان          رکھایوں ہی موتی محل او سکھام</p>	<p>فرشتوں کی صفائی انچین عین          وہ موتی کو قدر کہے صبح و شام</p>
---	--



صفائی جو اوسکی سے موتی پیدا  
سراپا چمکتا ہے وہ اسقدر

وہ باہر اور اندر سے ہی برق م

جو اوسکی سی ہوتی اگر آب تاب

سجا اوسمین اسباب سب برق کشا

ملا یک ہی عاشق ہیں اوسپہ ضرور

جو صنّاع اوسکا ہی سچا ہے وہ

نظر کسکی لاؤں جو ڈالوں نظر

صفائی کا جو محل کے دم ہرے

یہا نہیں نہیں الیسا اب دھرا

جگر رشک سے کیون اپنا چہرہ

چہیا آتی ہیں مونہ اپنا شمس و قمر

کہ آب اوسکی زاید ہی موتی کی کم

چہا کیون جگر موتی ہوتا خیرا

نظر برق کے ہی نہ ٹھہری مان

کہ نور خدا کا ہے اوسمین ظہور

کمرے موتی رشک اوسپہ چوٹاؤں

نظر میلی ہے وہ صفا سرسبز

کدورت سے وہ سینہ صبا کے

نہ جنت میں ہی ہوگا اس گہرا

## صفت چہر منصرم صبا پھول باغ و موتی محل

بنا جسکے صنعت سی پیکر پھول باغ

وہ ہی موتی محل کے ہی بانی ہیں

لکھوں نام ہی اونکا خوش ہر باغ

وہ بھر عمارت ہیں لاثانی ہیں



فن انجیر میں ہیں انتخاب  
 فرنگی ہیں اک مستبر یا پیکل  
 یہ پوتہ ہیں کرنیل بتیس کے  
 کلان صوبہ میں اب پھانچیں میں  
 بڑے بہائی انکی ذوالاخرام  
 وہ صوبہ میں ثانی مصدر غور  
 مرندی بران یہ کہ شاعر ہیں  
 تھے جدا مجد انکی ہی باکرفور  
 وہ کرنیلی انکی چلی جاتی ہے  
 بجز انکے پایا کسی نے نہ کام  
 منامی ہے اب اسکی سرکار سے  
 کبھی نامی تھی راج اس کی پتین  
 تھا اک کمپاد اک انکی یہاں  
 ٹرانام پایا تھا اس راج میں

نہیں اب ہی لندین اوکا جوا  
 یہہ اون سے بنی محل میں محل  
 ہیں اقوام سے یہہ فرانس کے  
 بڑی چین میں ہیں بڑی چین میں  
 اونہیں کہتے ہیں مناصبا عوام  
 اور انصاف میں ہی ہیں نشیروا  
 مذاق سخن سے وہ ہاں ہی ہیں  
 اوسے نام سے یہہ ہوئے نامور  
 کچھ عہدہ اولاد ہی پاتی ہے  
 فرنگی کا لیتے نہیں راج نام  
 نہیں حکم انگریزی دربار سے  
 کیا وہ زمانہ گئے دور ہیں  
 وہ کرنیل بتیس کا تھا نشان  
 یہہ تھے عہد پہلے مہاراج میں



سوائے سکندر کا تھا دوسرا  
 کہ اب تک ہی اولاد انکی دھان  
 لڑائی ہوئی انکی سرکار سے  
 ہوئے ان سے انگریز بھی خوش کام  
 سوائے سہوئی پیر سکندر کی بات  
 کہ اب تک بچہ ہی مسر کہ یادگار  
 رہی نام مرد و نکا باقی سدا  
 اور اک قیسر اک پجیک کا تھا  
 ہوئی ان سے ہی فوج میں کام  
 کچھ کرنیل ہی تھا بڑا و صندار  
 یہ سب تھا جسے نام نکو لیکے  
 رہا کوئی بچہ نہ اگلا رہے  
 ہیں کرنیل حکمت کے اک شہسوار  
 خداونے راضی جواز حد ہوا

بڑا نامی کرنیل یہ بھی ہوا  
 خداوند ہے انکار و زری سنان  
 توپائی فتح فوج جسار سے  
 بہادر میں لکھا گیا ان کا نام  
 نہ کما ہی کسی سے اونہونے ہی تہا  
 ہوا گوالیر میں تھا کچھ کارزار  
 کچھ ہی زندگی کا ہے لطف فزا  
 ہوا خواہ تھا یہ بھی اسرا جکا  
 کہ واقف ہیں جسے سہی خاص کام  
 رہے نام ایسوں کا یادگار  
 نشانی کچھ ہی راج کو دیگئے  
 سدا اس نگر میں خدا ہی ہے  
 ہمارے وہ مشفق ہیں اور یار غار  
 محبت کا حصہ اونہیں کو ملا



نہیں ناز بلکہ سراسر نیاز  
رہا کرتے ہیں گرجہ گھر کے قریب  
اور اب لیکے منشن ہیں گھر بار کے

تواضع کی سوجھ بوجھان نوار  
کہ نام جیکب ہی شخص عجیب  
ملازم تھے وہ پھلے سرکار کے

### کیفیت بازار لشکر گوالیار

کہ جولاہیوں پر ہے میرا قلم  
ہر ایک رنگ کی اور لکٹ ہنک کی  
کہ سنگین دل ہو کوئی آنے نہائے  
کہ ہم جلس اسکانہ دیکھا سنا  
ہر اک جلس کا کرلو سودا عدم  
زر سرخ پاس اونکے ہے پیشمار  
کرے صرف تو او پہ پھر حرف ہی  
جو ہو جو ہری پر کہے کھوئی کھرے  
خدا نے یہ پتھر کو رتنہ دیا

کہ روں حال بازار کا ہی قسم  
ہیں بازار خوشرو بنی سنگ کی  
لگایا ہے پتھریوں اونہیں سوا  
وہ بازار جسے نیا ہے بنا  
دو کاتین دور وہیں سنگین تمام  
ہیں صراف سب سرخ و زر کیار  
بجز وال روٹی نہ کچھ صرف ہے  
جواہر دے ہیں ہر جا دہرے  
وہ میرا ہے سچا کہ ہے بی ہیا

وہ یا قوت یا قوتی او سکی بتائے  
 وہ یتیم کہ ہو چرخ نیلی ہی مات  
 زمرہ کے سبز کی سر سبزین  
 وہ مونگا کہ سرخی کو او سکی نپائی  
 وہ لہنیان ہو دہائی خط کاوہا  
 وہ پکھراج جس سے رہ خوش فرا  
 وہ فیروزہ فیروز شاہ کو ملے  
 وہ چٹنی چٹنے او سکی سب خبیان

نقوت قیامت تلک پہرہ جا  
 رہے نیلا پہلا نہ ہو او س سہ بات  
 جو دیکھے ہر اول رہی جاودا  
 حنا ہاتھ ل مل کی پس کیون بجائے  
 جو لے شاہ کروہی او سے میگن  
 جو لے او سکو برائین سب لکھ کج  
 نہیں او سکی قیمت کوئی دیکھ  
 نہیں چلتے او س میں چنن او چنان

### صفت رنگ پارچہ ہارنگارنگ

وہ رنگ پر رنگت میں مشہور میں  
 رنگا ہو جو ہر رنگ میں کچھ بشر  
 وہ رنگین کپڑہ رنگا کرتے ہیں  
 اگر چرخ نیلی او نہیں دیکھ پائے

اسی رنگ میں اہل مقدور میں  
 وہ ہی قدردان اسکا ہی سربر  
 کہ ہر رنگ سے دل لیا کرتے ہیں  
 تو ہر رنگ فق اور مخ کو چہ پائے



<p>وہ سو پا کہ سب رنگ سی مے سوا  وہ ماشے کہ تھوڑی ہو چکی ماش  وہ ہر مئی جو کہ سر مہ لگا بین  وہ ہے سردی خوش غالباً ضرور  وہ لا کہی کہ لاکھ او سکو دہویا کی  وہ خاکی کہ مے او سکو ہر خاکسار  وہ فیروز کیو اگر دیکھ پائے  وہ ہے شریقی دل کو ٹھنڈا کیے  وہ کافوری دل حسن سے مسرور ہو  اموہ وہ ہے جس کا مشہور نام  غرض رنگ سب نامی میں شہرین</p>	<p>او سے دیکھ سو باہی سر سبز ہوا  او سے جان و دل سی کرے وہ تیش  وہ ہی قدر او س رنگ کے جانچا بین  کہ ہے گرم رو پونکو او س سرد  نہ رنگ جائے دہویا کو دیکھ لگے  ملے خاکسار و بین او سکو وقار  توفیر وزہ ہی رشک سی ہر اکھاٹے  اثر او سکا شربت سے ہر کمر ہے  جو گھر میں بلا ہو وہ کافور ہو  خیرین او سیکو بدل خاص عام  کہ ایسے نہیں ہیں کہ ہیں دہرین</p>
--	---

### صفت ارکان دولت راج

اب ارکان دولت کی سننے ثنا	کہ کیا کیا ہیں خوش وضع اور با وفا
---------------------------	-----------------------------------

انہیں لوگوں کی دم سی روئی ہی پیا  
 میں اک خان کپتان روڈ خان  
 سپہ گریکا اون پر ہے ختام  
 جوان وہ جیلہ کہ پیدا نہیں  
 اور او سپہ پیر زاید کہ گھر کے رئیس  
 دویم نامور میں وہ شمشیر خان  
 وہ شمشیر میں اصفہان شہنشاہ  
 اثبات میں اور زبان میں پیر  
 قواعد کی موجد و قانون دان  
 مزید می بران چشمہ فیض ہی  
 ثنا خوان اون کی تمامی سپاہ  
 کروں ختم اس لفظ پیرا پنا  
 سویم اور خان میں وہاں خوش بیان  
 سرا سر وہ پابند عرفان کے

فلک کے ستاری میں پھر یکمان  
 کہ رعب اونکا ہے مثل کرنل وہاں  
 میں خوش راہہ صاحب ہی اونسیں  
 وہ خلق حمیدہ کہ ہر جا نہیں  
 وطن شہ جہا پور ہے شہر نفیس  
 کہ برگڑہ کے میجر میں صیف الزمان  
 کہ بات اونکی جو ہر کے پانی محال  
 مجال ہے اوسے کاٹ دھو سرا  
 نہ کم حکم نادر سے نادر بیان  
 وہاں اونسیں جاری ہی دوزخ ہی  
 سحر اوہٹہ کے کہتے ہی عالم بیاہ  
 قطب گوالیر اون کو کہنا بجا  
 کہ نام اون کا مشہور عرفان خان  
 میں مداح محبوب کی شان لے



رسالہ میں اونکی رسائی بڑی  
بڑے دوست اور منتخب وزگار

چہارم اک اور خان میں نور خان  
ہمارے وہ مشفق ہیں اور غلگسار  
تھے ہفتم رسالہ میں انگریز کے

ہوا جنگ میں نام واکرام بھی  
نمک خوار اب میں مہاراج کی  
پین پلٹن میں وہ کواٹر ماسٹر

جہاں رہتی ہیں اونسی راہی جہاں  
غرض چاروں صاحب فادین

لکھون چار اصحاب تو ہی بجا  
پہن ہی ہے ان چاروں سی تیار  
خدا شاد و آباد رکھے مدام  
لکھون اب میں دیوانہ صبا کا حال

ترب میں ترب اور صفائی بڑی  
کہ عہدہ ہے اونکار ساندھار

کہ بشرہ سے نور خدا ہی عیان  
مزیدی بیان ہم وطن اور یار  
بڑے عرب اور حکم ہی تیر تھے

ملے تمغے اور اونکو انعام بھی  
شناخوان دل جان سے راجگی  
رسا کار ولد ارہین سسر

زبان شیرین ہے اور جاوید  
ہزاروں میں ایسے کچھ ہی جاہل

اگر چار عنصر کھن تو روا  
ہم الفت کے بندہ کچھ بندہ نوا  
کہ مرجع خلائق انہیں کا ہی نام  
کہ وہ اس یاست میں میں فی مثال

اونہیں داد اکٹھا کہا کرتے ہیں  
 قلم میں بھراونکی کرامات تھے  
 اور انصاف پوچھو تو اک گھاٹ پر  
 ریاست کا سب اونپہ دار و مدار  
 مہاراج بھی انکی گھر آتے ہیں  
 سپرد انکے ہی کل ریاست کا کام  
 غرض ہیں بھو دیوان باغ و شاہ  
 اور او سپر کچھ طرہ کہ جیسا نصیب  
 رسالہ میں اک اور ہیں جمہدار  
 ہے نام اونکا سید کفایت حسین  
 بڑے و صندار اور یاروں کے یار  
 تکلف سے اونکو پڑنا کرتے ہیں  
 کسی سے اگر ملنی کی ہو ہو جس  
 میری اونسے از بس ملاقات ہے

بلا کھٹکے سب ہیں دعا کرتے ہیں  
 کہ لکھا نہیں ملتا کیا بات ہے  
 پے پانی بڑا اور بھی شیر نر  
 ہیں اس راج میں منتخب روزگار  
 سراپنی یہ بھراونکو مٹھلاتے ہیں  
 پہر ہی اس سے آگے خدا کا ہی نام  
 بھی خویونکے ہیں انہیں نشان  
 خوش اقبال و خوش خلق و شخص عجیب  
 محبت کی دولت جمع پیشمار  
 خدا خوش رکھے اونکو باا من و چین  
 اونہیں یاد ا شمار میں پیشمار  
 کہ دل سامعین کا لیا کرتے ہیں  
 کفایت ہی اونکی ملاقات بس  
 کہ شیریں بہت اونکی مہربان ہے



ہے انکی رسالہ میں اک فعدار  
 بڑی خوبیوں کا ہی وہ آدمی  
 بفضل خدا صاحب اولاد ہے  
 ترقی خدا او سکی وہاں پر کرے  
 یمن اک اور بھائی نکھوار راج  
 اونہیں کہتے یمن جان انطون سب  
 جوان عمر خوش سیرت و خوش حال  
 ٹہگون کے سرشتہ میں نام اونکا ہی  
 بڑے نامی ٹہگ تہی جو وہاں بٹھا  
 ہزاروں بکیر لائے پایا انعام  
 بنارس کے ٹہگ ہی گئی گھر کو چور  
 ہوئے جیسے کچھ شخص نامور وہاں  
 دیانت پہی انکی یہ مشہور ہے  
 خدا ایسے راجہ کو دایم رکھے

وہ اپنا برادر ہے اور دوستدار  
 کہ نام اوسکا گشتین ہے متقی  
 اور اولاد پہی قابل واد ہے  
 سدا شاد و آباد رکھے اوسے  
 بہت خوبیوں کا ہے اونکا مزاج  
 یہہ ہی نام ہی اور بھائی ہو لقب  
 حمیدہ خصال اوہیں بڑ مثال  
 گرفتار کرنا یہ کام اون کا ہے  
 وہ خالیف ہوا افسے ہوئی سب ار  
 کیا دور ہر دورہ میں ٹہگ کا نام  
 گئے وہ ہی اس پیشہ سے مونہ کو موڑ  
 رہا ہے ٹہگی کا نہ نام و نشان  
 کہ سب راج اور راجہ سرور ہے  
 اور اس راج کو شاد و قایم رکھے

بچے ہی تعلق ہے مگر کار سے  
 قیدی نکھڑا رہوں راج کا  
 بزرگان مکر ملازم تھی یہاں  
 بڑے راجہ صاحب کا وہ عہد تھا  
 علاوہ ازین خانہ آبادیان  
 ہوئی پہلے کیشیل کی پوین تھی  
 دوبارہ سکندر کے کیو ہوئی  
 سدراراج و راجہ سلاست

اسی راج سے اور وریار سے  
 یہ مدت کا ذکر ہی نہیں آجکا  
 بڑے عہد دن پر وہ رہی کامرا  
 بزرگون نے سراو پنہ قیران کیا  
 یہاں پر ہوئے میری و سادیاں  
 کہ وہ زوجہ میری قضا کر گئی  
 خزانے پر اولاد ہی اوس سے دی  
 خدا کا کرم تا قیامت رہے

## صفت لکھوالیا

قلعہ کی وہ رفعت ہی باغ و شان  
 فلک اوسکی رکھتا ہی پشت پناہ  
 مگر چرخ کھتا ہے مجھ سے سوا  
 لڑائی میں جیتان سی گولہ چلے

بلندی میں اوس سا نہیں ہر مکان  
 فرشتہ ثنا خوان ہیں شام و چاہ  
 بنایا ہے کس نے یہ قلعہ بڑا  
 تو ڈکر فلک ہی زمین پر گرے



اگر برسوں او سپر رہے کارزار  
 تو چڑھنے کا قصد او سپہ دشمن کے  
 دیارتہ او سکویہ تو نے خدا  
 سنا حال جب اسکا سرکار نے  
 غرض سوچکر یہ ارادہ کیا  
 تو آئے کسی وقت میں اپنی کام  
 ہوا راجہ صاحب سے پہر سوال  
 بالا خرنہ کچھ عذر اسکا چلا  
 ہوا قبضہ قلعہ میں سرکار کا  
 برابر برابر بنی بارگین  
 رہا کرتی ہے فوج گوریکی دہان  
 یحان تک کہ راجہ ہی جاتی تھیں  
 رہا کرتا ہے او میں سامان جنگ  
 غرض راجہ جہا کی ہی یہ خوشی

فتحیاب دشمن نہور مہنسا رہے  
 تو گولہ سے اوڑکڑ زمین پر گرے  
 بنا یا قلعہ جس نے اس شانکا  
 کیا غور انگریزی دربار نے  
 کہ راجہ سے یہ قلعہ لین برلا  
 قلعہ تخت میں اپنے رکھیں ملام  
 رہے اسکی مدت تک قیل و قال  
 ہوا راجہ صاحب سے قلعہ جدا  
 اوٹھا دخل پہراج دربار کا  
 رہیں گوری او نہیں کالے گھسین  
 کسے تاب جو وہاں رہے این و آن  
 بغیر حکم کے دخل پاتے نہیں  
 اور افسر ہی رہتا ہے وہاں فرنگ  
 کہ بہتر ہے سرکار سے آفستے

خداوند یک جان و قالبی کہی مزار اٹس دونو کا و ایم رہے

## کیفیت صحر مراد آباد شاہ و آباد

مجھے ساقیاد می وہ سبز جام  
کہ آیا ہے اب موسم برنگال  
نگالوین دلی کچھ اپنے مراد  
رکھا اسکا سب نے ہی نام مراد  
عجب شہر اور قابل لطف و سیر  
ہے مشرق کی جانب کو دریا گنگا  
وہ پانی کہ موتی سے شفاف تر  
اوسے رام گنگا کھا کرتے ہیں  
وہ پانی نہیں بلکہ آب حیات  
جو اوس آب کی دیکھتے آفتاب  
وہ پانی کہ پتھر کو بھی دے گلا

کہ جس سے ہر اول ہو کچھ جوم  
گہٹا سے یہ بڑھتا ہی دلا خیال  
کہ اس شہر کی ہی ذرا دوشین داو  
اور آگے ہے آباد اسکا سواو  
کہ اوٹھتی ہے دھین ہر اک وقت  
بڑا عمدہ پانی بڑا عمدہ رنگ  
وہ ہی سینہ صاف خون سے صفا تر  
اوسے دریا دل ہی پیا کرتے ہیں  
جو پی لے نہ پاس آئی ہر گز ممان  
تو پھر پانی ہو جائے موتی کی آب  
حکیمو تکی ہر کیون رہے التجا



ہے اک دوسری گنگا گنگا میں نام  
 کہ مغرب کی جانب ہی وہ تین میل  
 وہ ہے رام گنگا سے ہی کچھ سوا  
 وہ پانی کیسی کو اگر مل ہی جائی  
 جہان و نو دریا ہوں ایسی ہم  
 مکران کی تہہ پانی ہی اشکال  
 غرض و نو گنگا میں ویشار  
 ہے بازار ہی اسکا بحر طویل  
 اور اک چٹا ہی اسکے ہی دریاں  
 ظریف گلٹ کی ہو وہ وہ بہا

کسی جا پہ یہ کام بنتا نہیں  
 دو کانٹن جیبا اسکی کہلا کرتے ہیں  
 نہ ایسی ہے ان دونوں رشتہ  
 اسی رشتہ سے ہی مر و خور میں ان

پہن تحریف او سکی میں بھی عام  
 نہیں او سکی پانی میں ہی کچھ میل  
 پیا جسے وہ ہونٹ چاٹا کیا  
 تو آب بقا کو نہ پر موند لگائی  
 تو آفات ارضی سماوی ہو کم  
 کہ قدرت کی موجودگاہی انہیں حال  
 اور ہے درمیان شہر یہ یہ بہا  
 کہ اک سیر اوڑل لگی کی سبیل  
 کہ ہر شے میرے ہر دم و جان  
 ہے مہد ن ہی اسکا یہ ہے ان بار  
 کسی کا بجز یہاں کے حصہ نہیں  
 مہ و خور کی انکھ میں چہا کرتے ہیں  
 جو پامی گلٹ میں نیک ہی سنی  
 نہ اس خم سے پایا انہوں نے تلخ



تمنا ہے دونوں کو یہ ہر گھڑی  
 نہیں میل اسکی ہے دل پڑا  
 پڑا طرف اور اسکا ہے وصل  
 حقیقت نہ چاند کی فی قد چاند  
 صبح اوٹھ چمک اسکی جو دیکھے یا

گلٹ کی سی ہواک چمک ہم میں بھی  
 ظرافت گلٹ پر جو مایل ہوا  
 کہ چاند ہی نہ لے جس نے اسکو لیا  
 کہ میں اسکی آگے یہ دونوں ہی مائل  
 کسی کو نہ خورشید موند نہ پیر لگای

## نام ظرافت کے گلٹ

وہ لوٹہ کہ دیکھے سے دل لٹجای  
 وہ ہیں پاندان جنہیں خاتے تمام  
 جواک پان ہی مانکا کوئی کھای  
 کھڑا وہ نقش کی دل سی کبھی  
 وہ تہالی کہ قیمت کی تہالی مگر  
 وہ تاور وہ نوری ہنی پیکان  
 وہ جھٹ ہے فرشی جو ہو فرش پر

پلے اور سکا پانی تو پیر موش آئے  
 بڑے خاندانوں کی آتی ہیں کام  
 تو پیر عمر بہر سر خرو می نہ جای  
 مٹے نقش اور سکا نہیں جیتی جی  
 نہیں ہاتھ اسکی بے سیم و زبر  
 بڑی سر خرو لیون کی ہی اوشی  
 دماغ اور سکے پیتی ہی ہو عرش پر



وہ پائے کہ قیمت سی پائے کوئی  
شمدان وہ وہ ہیں نورسی بھی  
وہ سینہ کو کروے صفا  
ہین مالک ہی ان سکے و مضار  
جو قیمت ہی واجبہ کہہ دیتے ہیں

جو بھی پلنگ پر نہ اوٹھی کہی  
خریدار کی اون سی ہے لو لگی  
اوسے صاف سینہ خریدیں  
کہ حافظ ہی ہین پر سیرگار  
کہی اوس سے پہر کم نہیں لگتی

### صفت پارچہ بادلیسی

اوراک ویسی کپڑی کی بہر مارے  
وہ ویسی کہ پردیس لینے آئے  
وہ رنگین ہر طرح کے تہان ہین  
جو کشمیر رنگا ونسے اپنا لگے  
وہ ہین چاخانے نہ دیکھی کہی  
خریدار نے شش و پنج اوکولین  
اور ارزان ہے قیمت مین ہی

کہ اکثر دوکانوں پہ انبار ہے  
جو پہنے بدن ہمیں پہر اوسکا جا  
کہ کشمیرہ بانات قریان ہین  
تو کشمیر جا کر نہ پہر موخہ دکھائے  
کہ خالون سے اونکی نہ نکلا کوئی  
کوئی چار مانگے تو یا نہج او سکویں  
گہراں ہونہ لینا خریدار پہر



کہ ویسی کویر دیس لیجاتی ہیں  
فرنگی لکے لینے سب بر ملا

عرض اسکی گاہک چلی آتے ہیں  
یہاں تک بڑا قدر میں پار چا

## ذکر روس کا شہر

کہ کیا کیا وضع دار میں ہے مثال  
ہیں اس شہر میں وہ بڑا انتخاب  
جمیدہ خصال اور سنجیدہ ہیں  
بلند حوصلہ اور محبت کرم  
نہ فیاض ایسا ہی تاروم شام  
قناعت گزین اور محبوب ہیں  
میرے بھی کرم گستر ہیں وہ صمیم  
کہ اسد علی بیگ ہی اونکا نام  
کہ وہ جو بیوی ہیں ہیں شخص عجیب  
ہے خالی نکوی صفت سی بستر

لکھون اب یسو نکا ہی یہاں کی حال  
سید الدین احمد پرانے نواب  
جہاں دیدہ ہیں اور پسندیدہ ہیں  
رفیع المکان اور عالی سہم  
کہ فیض اونکی درگاہی ادنی غلام  
ولے اب ضعیفی سے معذور ہیں  
مجھے ہی نیاز اوشی ہوا کہ قدیم  
ہیں اک مرزا شیر دل لا کلام  
شنا خان ہیں اونکی امیر و غریب  
بہراون میں اخلاق ہی میرے



ہمیشہ سے ہی او کو شوق شکار  
 جوانی سے یہ عشق جاتی ہوا  
 نہ چھوڑا کوئی صید یہ تھا کمال  
 پرندوں کا پر تک نہ چھوڑا کبھی  
 عجب کیا جو تیر قضا چوک جائی  
 نہ اڈرتے کو چھوڑا نہ پیٹھی کو بھی  
 چڑھائی یہاں ٹوپی وہاں کیر کیا  
 غرض عمر کہوئی اسی ذوق میں  
 بڑے خوب موٹکی ہیں وہ آدمی  
 اور او سپر یہ زاید کہ ایمان دار  
 کبھی عمر بھر جھوٹ بولا نہیں  
 زمیندار ہی ہیں بڑے و صمدار  
 خدا نے کیا صاحب اولاد ہی  
 ہے عابد علی بیگ ایک ہی سپر

پسند اسکے آگے نہیں کوئی کار  
 بچرا اسکے چوتھا کہا جی ہوا  
 بچا مرغ قبلہ نما بال بال  
 اور آہو بھی ہو کر کے بہا گی بھی  
 نشانہ نہیں بی نشان بچہ بچی  
 قضا و دونوں کی ایک فیر ہی ہیں  
 او پر چمکی رنجک او وہر وہ گرا  
 توجہ نہ کی اور کسی شوق میں  
 ہمارے بھی مشفق و اشفق ولی  
 ہے ایمان حصہ میں لیل و نہار  
 مگر سچ سے مونہ اپنا موڑا نہیں  
 بہت دانا اور منتخب روزگار  
 ہمارا ہی او سپر ہوا صا و ہی  
 کہ صمد ہا سی بہتر ہے وہ ہی شہر



نہیں باب سے کم وہ اخلاق میں  
 اور اسکے ہی فرزند ہیں تین جاہل  
 تقصیل حسین اور محمد حسین  
 یہ بھی مرزا صاحب کے بیٹے وار  
 ایسا خوبی انہیں ہی اور خوشدلی  
 نہ کیوں قسمت اس شہر کی بلند  
 براور بھی وہاں اپنی میں تین جاہل  
 رئیس ایک ہیں ولیم مانتہم  
 مزیدی بران یہ کہ میں ڈاکٹر  
 یہ موردی فن اونکا مہنگہ ہوتے  
 نہیں ہوتی ہی جب کسی سے شفا  
 بفضل خدا وہ شفا پاتا ہے  
 جو ہیں ڈاکٹر اور بھی نامور  
 ہماری گئی قدر سب ہوں ہاتھ

مرزا اوسکی باتوں میں اشفاق میں  
 ہزاروں کو آتا ہے اونپر پیار  
 ہمیشہ ملے ان کو امن اور چین  
 ہمارے شفیق اور بڑے یار  
 کہ یہ خاندان آفتاب ہے، بھی  
 جہاں شخص ایسے زمین اچھند  
 کہ سود میں منتخب روزگار  
 کہ خوبی کے مخزن مجسم کرم  
 کمال سمین ہیں کہتے ہیں وہ سرسبز  
 طبیعت بھی تشخیص ہی دور ہے  
 مریض ان سے کرتا ہی پیر التجا  
 دعا اور دعا سے مرض جاتا ہے  
 کیا کرتے ہیں رشک یہ بیشتر  
 ہوا جب سے دست شفا انکی ساتھ



اگر ہوتا لقمان تو مان کر  
جو یہ خاک کی چٹکی دیدین کہی  
جو پتھر بنا کر یہ دین ایک بار  
وہ گولی اگر ایک کھالے کوئی  
یہ تاثیر ہے اونکی حسنت کی  
نہیں پیدا ایسے کہیں آدمی  
سلامت رہیں وہ اور اونکی اولاد

ہے اولاد لایق و قایق بھی  
ہیں اک انکی منشی بہت دل پسند  
وہ ایسے ہیں گلزار خوبی کے پھول  
وہ لالہ ہیں بکیرنگ اور وضو دار  
ہیں اک اور افسر پولیس کے وہاں  
دیانت امانت میں مشہور ہیں  
کہ تہوں صبا ہی وہاں اونکا نام

انہیں کرتا استاد وہ جانکر  
تو اکسیر کا حکم رکھے وہ ہی  
تو آب حیات اوس سے ہوتے مسافر  
مرض سو برس تک نہ ہو دیکھی  
خدا کے کرم اور عنایات کی  
ہمارے وہ ہوتے ہیں رشتہ میں بھی  
کہ دیتا ہوں اولاد کی ہی میں دو  
مگر بعض اونہیں سے ہیں مبتدی  
کہ نام اونکا ہے لالہ پھول حیدر  
اونہیں دیکھ رنگ پنا گل جاہل  
کہ لالہ کو رشک اونسے ہی پیشمار  
بہری اونہیں ہی ہیں زلیں شکیان  
اور حاکم ہی سب اونسے سرچرین  
پڑاتے ہیں نوکروں والا احترام



ہماری ہے اوشی بڑی رسم ورا  
 حمیدہ خصال اور کثیر العیال  
 اور اک خاندان ہی گریں کا ہی  
 وہ پہلے تھے اک سرور نہ کی گریں  
 پڑا اونچہ جب انقلاب میں  
 گذاری عمر کے اس شہر میں  
 اب اونکی ہی پیشین ہی سرکاری  
 خدائے دی اولاد ہی خوب تر  
 گویا باپ کے ہیں پانچوں جوان  
 بڑا سب سے جوزف گریں ہی نام  
 طبیعت ہی صوفی و سینہ ہی صفا  
 ہوا سے زمانہ کے وہ دور ہے  
 ملازم پولیس میں ہی انگریز کا  
 جو ہے دوسرا جارج اوسکا ہی نام

ہیں جامع محبت خدا ہی گواہ  
 خدا باغ و دنیا میں رکھے نہال  
 بسا خویون کی ہیں سب آدمی  
 ہمارے قیدی ہیں وہ ہم جیسے  
 معیشت کے باعث ہی تھوڑا وطن  
 مرزی نہ اونکار ہا و ہر میں  
 کہ پاتے ہیں انگریزی دربار سے  
 سعادت سے معمور پانچوں سپر  
 نہیں سات پانچ اب تلکا اونکی پاس  
 ہیں اوصاف اوسمیں بخوبی تمام  
 سخن میں نہیں اوسکے لاف و گزاف  
 پیدا خداوند سرور ہے  
 ترقی کے نمبر پہ اب آگیا  
 وہ ہر فن میں لایق و قایق کام



وہ مشتاق دنیا کے سو کام میں  
اصول معیشت کوئی سیکھ جائے

مناجات بلاغت میں ہی لا جواب

ہو یا امتحان اور پاپا ہے پاس

ہے رفتار خوش قابلِ افسرین

دہرم بیٹا ہے اور میرا وہ عزیز

ملازم بھی ہے دفتر مال میں

اور ہے تیرا اوسکا بھری ہی نام

سکھاتا ہے لڑکوں کو علم و ہنر

درس ہے گرجہ میں اسکا کام کا

ہے رفتار و گفتار خوش فی زمن

اور ہے چوتھا طامس گریں ہے نام

اوسے رہتے ہر دم ہی فکر معاش

ہو اریل میں ہی وہ اب کامیاب

وہ بکتا ہے ہر خاص اور عام میں

کہ وہ ایک عکس سو ہی کر کے دکھائی

وہ انگریزی کے علم میں انتخاب

پڑے دولتِ علم ہے اوسکی پاس

زبان شیریں میں کچھ کلام ہی نہیں

لیاقت سے معمور اور یا بہتر

بیشکر خدا خوش ہے ہر حال میں

پڑبانے سے ہی شوق اوسکو علم

کہ خود ہی ہے وہ علم سے بہرہ ور

ہے اس کام کا اسکے انجام کا

کہ ہر قدم پر ہے اچھا چلن

اوسی ہی سب اچھا کہیں خاص عام

اسی بات کی ہی اوس ہی تلاش

ترقی کی امید ہی ہے شتاب



اور ہے پانچون اوسکا دھڑوڑی ہا  
 وہ ہے سب سے چوٹا بڑا نیکو  
 کوئی دین نہ وہ بھی ہوا ہوشیار  
 غرض پانچون میں مغتسم فی زمان  
 تھے اک دوست شجاع سنگہیر  
 بڑے دوست پرور تھی اور قدردان  
 در فیض ہر دم کھلا رہتا تھا  
 بہ عمر جوانی ہوا انتقال  
 گئے تھے نہانے کو وہ ہر دوار  
 پیام اہل اونکو وہاں آگیا  
 خدا اونکو بیکنہ بختے ضرور  
 اور ایک بیٹی صاحبہ تھی چالیس نام  
 ہماری ہی اونسے ملاقات ہی  
 مگر نیلے پیشن ویاہر کا کام

وہ صرف تعلیم ہے صبح و شام  
 بڑے اوسکی ہی علم سے آبرو  
 کہ چارون سے ہو جائیگا وہ چار  
 بلا سے زمانہ کی پین یا امان  
 زمیندار و راجہ وہ مشہور تھے  
 سبھی خوبیاں تھیں سبھی خوبیاں  
 اوپر عیسہ آیا اوپر اوڑ گیا  
 ہوا دوستون کو تاسف کمال  
 کہ میلا تھا وہاں کنبہ کا پیشمار  
 کہ گھڑ تک پہنچنا ہی دشوار ہوا  
 گناہوں کے بخشش کری و غفور  
 رہی مدتوں یہاں بعد اصرام  
 کہ ذات اونکی مجموعہ حسنات ہی  
 رکھا ہے سہا پیور اپنا مقام



ہی اولاد اونکی ہی لایق بھی  
 ہے چراغ ہی ایسا اک خوش بیان  
 بڑا سچا سیدنا مسلمان ہے  
 اور اپنے ہی فن میں ہی وہ شہساز  
 اگر دیکھتے کیا ہے ہو کا اویسہ  
 بگھنڈ رہی اچھے کئے لاکلام  
 یہ دو لوگوں پہوڑے پیام قضا  
 دے مرہم تو زخم کہن کو بہرے  
 وہ ناسور سو سو برس کی تمام  
 وہ مرہم لگا کر جو مرہم ہی جا میں  
 خلیہ پر ہے اس شہر میں ہم کو لا

ملے اونکو سرکار سے نوکری  
 او سے کہتے ہیں ولی محمد بیان  
 یہ کہئے مسلم بہ ایمان ہے  
 کہ شاگرداوسکے وہاں بیشمار  
 او سے اچھا کر کے ہی مویگا بیٹہ  
 مجرب دوا اسکی سی پایا نام  
 کہ سر پہوڑے کوئی نہ پائی شفا  
 اور زخم ہی شکر اوسکا کرے  
 پہرے سورما یون کی پایا انعام  
 او اشکر سے زخم ہونے نیامیں  
 پین پانی گنگا کا پھر ہو سواے

کیفیت شکر کا پیر  
 لور دار السر

ہو دارین کا تھکوسا قی ثواب

پلاچک وہ ارغوانی شراب

دل غم زدہ پائے اندک سرور  
کہ یورپ میں یہی عجیب شہر ہے  
گئی وہاں تلک ہی جو یہ نہ رنگ  
فزون شہر کی اوس سے ہی آب تاب  
ہے دریا بھی گنگا کا اک پر بہار  
اور ہے کسب بھی وہاں کا مشہور  
ہے بازار بھی شہر کا پر فضا

اور اوس میں لکھون حال کچھ بہار  
فضا قابل دید اور سیر ہے  
وچندان ہوا اوس سے رونق کا رنگ  
تروتازہ و ضلع ہی بے حساب  
وہاں رہتی ہیں دریا دل پیشما  
عجب معجز ہے فوج کی سرسبز  
کہ دنیا کی نعمت ہیں اوس پر فدا

### صفت اسکیا چرمی

بناتے ہیں موجی و چڑچکا کام  
وہ چڑا کہ رنگ اوسکا شمع سفید  
ہر اک چیز اوسکی بنا کرتی ہے  
وہ صندوق عمدہ بنا کرتے ہیں  
جو دل والہ کو می شریار ہو

کہ مشہور ہے ہند میں اونکا نام  
صفائی کا اوسکے نہیں ملتا پہا  
وہ کانو نہ خلقت گر کرتی ہے  
کہ دل بند او نہیں بنا کرتے ہیں  
وہ ہی کہو لینے ہی تیار ہو



وہ گہور وں کے کاٹھی اور پین عہدہ  
 وہ چہلہ اگر مشتری دیکھ لے  
 کسی کی اگر پیش بند ہاتھ آئے  
 وہ گہور وں کی راسین اگر اس میں  
 وہ دھچی اگر اس پ باندھی کوئی  
 وہ تنگ ایسے عہدہ اگر تنگ ل  
 وہ کاٹھی کہ ہو جسکی کاٹھی قوی  
 وہ ممکنہ اگر نکتہ دان دیکھ پا  
 وہ جوتہ خریدار سر پر حیرتا بین  
 وہ گرگانی ایسی کہ گرگہ ہی لین  
 تری وہ کہ نہ ہی خریدی می او سے  
 غرض وہ چرم بے جرم ہی وہاں

کہ خود اسپون کو اوٹھی ہو ساز  
 تو اوٹھی علامی کا پٹہ لکے  
 تو وہ پیش بندی کو پہر بول جا  
 تو گہوڑے ہوا کے فلک پر اوٹھا  
 تو وہ دم و باکرہ بہاگی کہی  
 او نہیں لے تو جائے تو نگرین مل  
 چڑھے عمر بہر وہ نہ ٹوٹے کہی  
 کتاب اوٹھی تو لیت میں پر بنا  
 مگر پانویٹش تو وہ ہاتھ آئین  
 اگر ایک کے ہو تو دو اوٹھے دیں  
 سو اوٹھے اور کوئی سودا نہ  
 نہو گا کہین ایسا اندھیاں

صفت پتلی گھر

کہ سب کام کل سی ہی جارہی تان

عجب پتلی گھر میں غصہ پتلیاں



چلا کرتی تھی اک پانی سے کل  
 بنا جاتا ہے پارچہ وہاں تمام  
 بڑا شور و غل اوس میں ہر دم  
 عجب طرح سے سوت کھلتا ہے  
 وہ چپک کوئی پیچ میں اوسکی آئے  
 وہ چرخ کی چرخ اوسکو دیکھو اگر  
 وہ ہی تانا بانا کہ جوتا ناشاہ  
 مکان اوس میں وہ وہ بنی و لکشا  
 عجب طرح سے پارچہ بنتے ہیں  
 بہا یار ویکو وہاں اس قدر  
 وہ لہڑی کہ لہڑی ماریں اوسکو اگر  
 وہ جھاڑن وہ تولیہ ہیں اوس میں  
 وہ مضبوط بنتا ہے وہاں صابن  
 وہ کپڑے ہی رنگین عجب رنگ کا

کہ سب کام آتے ہیں انسی نکل  
 طلسم جہان کا ہی وہ اک مقام  
 کلون کی ہے آواز عبرت فزا  
 بند ہا اوس میں دل رہتا ہے بیکان  
 تو پھر عمر بہر اوس سے نکلا جائے  
 تو چکر ہے کہا تا پھر سے عمر بہر  
 اوس سے دیکھ لے تو کرے واہ واہ  
 بنائے ہیں حسنے اوس سے مہربا  
 نہیں آتا جنکو وہ صرف میں ہیں  
 کیا پانے سے پتلا کیا سرسبز  
 پشیمانی کسی سے نہ وہ عمر بہر  
 نہ ایسے کہ ہیں وہ ہونڈ لو دس لیس  
 پٹری اوس پہ ہرگز شکن اور چین  
 کہ پختہ ہے رنگ اور نئے ڈھنگ کا



ہزاروں کا ہے خرچ ہی لا کلام  
عجایب غریب سے ہی ہوا

ہزاروں کا جکتا ہے دمان صبر شام  
عجایب کھرا دسکو جو کہے بجا

## صفینے باغ

کہ باغ ارم کا ہے وہ دوسرا  
کہ چکر سے چکر اتنے پن اومی  
کہ ہو گلزاروں کا جیسے بناؤ  
یہ رنگساز کی سب ہیں نگسانیاں  
جو پیرا چلی جان اوسکانہ راز  
کہ باتیں تہ کی ہیں سب اوسکو یاد  
زبان اوسکی سے قصہ گو بہی رہے

بنا کہنی باغ وہ پر ہزار  
وہ چکر کی سرکین ہیں اوسمین ہنی  
وہ ہیزہ کا گرداؤسکے ایسا کٹاؤ  
وہ سرسبزیاں ہیں وہ گل کاریاں  
ہے سرو سہی ہی عجیب است باز  
وہ شمشاد ہی بادل شاد شاد  
وہ سوسن کہ سوسن کی باتیں بکرے

حال پر ملاں چاہ گنج شہیدانِ واقع کہنی باغ مسطور

عجب چاہ ہے اک بان غم زوا  
کہ دیکھے سے اوسکی کلیجہ کھا

وہ گنج شہیدان بنا غدر کا  
 بنا پختہ ہے گول اور خوشما  
 ہے اس گول گھر پر وہ قصہ قم  
 کہ صد ہا فرنگی ہیں مدفون جاہ  
 قشتہ بنا او سپہ سنگ کا  
 وہ کھتا ہے بند و خدا سے قرو  
 نہیں زندگی کا ہے کچھ اعتبار  
 جو اس جاہ میں ہیں غاسے بے  
 بچھ جائینگے بخشے برو حسد  
 یحان سامعین یاو کر لیں ذرا  
 میرٹھہ تہا نامی جواک ناناروا  
 وہ جاگیر پاتا تہا سرکار سے  
 قیام او سکا رہتا تھا ضلع ہٹور  
 یکا یک ہوا غدر کی جو جلی  
 پہاڑا ناناروا ہی سرکار سے

مکان ہے وہ غیر کا اور شر کا  
 اور آگے ہو اسکے فرشتہ گھڑا  
 دلاتا ہے یاد الم و مبدم  
 گئے بے اہل وہ خدایہ گواہ  
 وہ نور خدا اور اسی رنگ کا  
 گناہوں میں اپنے کی تم کرو  
 رہی گناہ یہاں کوئی ہی نہیں  
 وہ جنت میں اہل سہی ہو گئے  
 مکران کے قاتل کی مٹی خراب  
 کہ یہ ماجرا با سے کیونکر ہوا  
 تہی سرکار سے اسکی ملت ملاؤ  
 تہی کچھ کو الیر کے دربار سے  
 مکر آمد و شد ہی تہی کا پور  
 تو رنگت زمانہ کی تبدیل ہوئی  
 وہ باغی ہوا اپنے کردار سے



ہوا خواہ سرکار میں ہوں ضرور  
 لڑو نگاہی میں باغیوں سے تمام  
 چلین پار گنگا کے اب بے گمان  
 ولے یہ نہ سمجھے دعا ہے دعا  
 پہر آیا یہ نانا کی دلین فتور  
 کیا راو نے پہر دعا سے یہ گار  
 کیا قاتکوں میں بڑا اپنا نام  
 ہوا باغی پہر غدر بریا کیا  
 اسی چاہ میں مائے ڈالی گئے  
 جو سچ پوچھو جیتے ہی جی مر گیا  
 ملا وہ نہ باغی بڑا بد معاش  
 برسے حال میں نہیں اپنا کوئی

دیا دسٹے دم کے یہ کاناہ پور  
 مددوں گا سرکار کو لا کلام  
 ولے مصلحت یہ ہے سب جہان  
 جہد ہی سب کی امید اس کے ذرا  
 بیٹھا سب کو کشتی میں بہر عبور  
 گئے ناو دریا کے جب منجھو مار  
 کہ بندوق سے اونکو مارا تمام  
 اونہیں مار کر غرق دریا کیا  
 جو باقی تھے انگریز ماری گئے  
 جہنم میں داخل وہ نانا ہوا  
 ہوئی غدر کی بعد اسکی تلاش  
 خدا وقت ایسا نہ لائی کہی

کیفیت گرجہ گھبرا تھویر تو تھر

کہ نور خدائی ہے اوسمیں پہرا

بنا ایک گرجہ ہے وہ خوشنما

<p>فرشتوں نے جان او سپہ قہر مائلی          کہ ایسی نہ ہر جگہ دیکھی سنی          فلک کو نہ ایسے میسر ہوئے          ملائک کا ہوتا ہے اوسمین گذر          دعا مانگی حسنے وہ پوری ہوئی          تو اوس شہر پر فضل غفار ہو          ہے دارالفضا بلکہ کانہ پور</p>	<p>عمارت سے پختہ عجیبان کی          نئے ٹہات کی اوسکی چہکتا ہنی          ستارے ہیں اور چاند اوسمین جہر          حیان اولئے نور خدا سر بسر          اجابت کا درے کہلا ہر گھڑی          جہان ایسا معبد پر انوار ہو          ہو کر سبز و آبا و یہ بالضرور</p>
--	--

### رویداد شہر الہ آباد شاد و آباد

<p>کہتا اوس سے ہو کچھ سہارا مچی          کہ دل شاد ہو مجھے ناشاد کا          بفضل خدا اب ہے آیا وہی          مگر جسے آیا ہے صد الصدر          ہوئی قابل دید اور سیر کی          ملائک ہی پائل ہیں اسپر ہی</p>	<p>فراساقیادے دو بار مچی          لکھون حال کچھ مین الہ آباد کا          عجب شہر ہے یہ الہ آباد ہی          نہ تھا پہلے آیا واس قدر          دو چندان ہوئی رونق اس شہر کی          کہ آتا ہے ہر سمت کا آوے</p>
---	--



صفائی وہ سڑکوں کی ہی خوشنما  
 و دروید جو سڑکوں پہ اشجار ہیں  
 جد ہر جاؤ اشجار کی ہی قطار  
 ہمیں اونکا سایہ ہی طوبہ سی کم  
 جنہیں سایہ اونکا ہی ہر دم نصیب  
 کڑوہ ہیں سید ہی نشان حق  
 اگر ایک سورت ہی گر جائے وہاں

سڑک بید ہر گھنٹی ہیں جو بجا  
 وہ سب سڑاوت تازہ بسیار ہیں  
 قطع ایسے دیکھے نہیں زینہار  
 پڑا حب جنت سی ہے وہ ہم  
 وہ حست کے سایہ میں بس توجہ  
 نہیں پایا وہو سے اونہیں کبھی  
 تو نابینا پالے اوسے ہر زمان

### وکر اتصال دریا کے گنگا وغیرہ

ہو ہی ہیں تو ام و ہانپہ و ریاتین  
 کہ گنگا ہے وہاں اوچٹا بہم  
 اگر غور کیے ہیں تینوں جدا  
 حقیقت یہ قدرت کی پائی مجال  
 عجب طرح تینوں کا ہی اتصال  
 ملن جسکے تین کی سنجہ و مار

نہ ایسی کہیں ہیں برو کے زمین  
 گہیا تیسرے سے شستی کا قدم  
 خدانے ویسا پراونہیں وہاں ملا  
 یہ موجیں ہیں بحر خدا کی مثال  
 یہ قدرت کا ہی شعبہ اوکال  
 وہاں لہر کی سیر ہے پیر بہار



سہوئی تین دریا بہہ جسے تو ام  
دل ناظرین کہتے ہیں پار بار  
مگر سید دریا کا چائے وہ کیا

بہی آشنا ہوں الہی ہم  
کبرین موج تینوں کی ہم ہی شمار  
جو دریا دل ہو وہ ہی سبھی فرا

### صفت پل سہی دریا کے مذکور

یتا یتوں دریا کا ہی ایک پل  
لگا بسرا و سمین آہن تمام  
جو سچ پوچھو اسکو تو ہی پل صرا  
ہی سید ہا ہی اوصاف جو کھشتا  
ہی پل پر سے دریا کی سیر سقا  
شب و زریں اوسکے اوپر رون  
وہ گوئے جو دریا کی منہ نہا  
بنا جن کی باتوں سی بہ پل تمام

اوسے دیکھہ حیران ہی عقل کل  
سہی قیامت تک اوسکا کام  
اسی رستہ چائے سب کیا  
کہ نامیتا او سپر چلے بی گمان  
کہ آتے ہی قدرت خدا کی نظر  
اور ہے نیچے خلقت دان و دان  
تو تہہ اونکی پانی ہی و شورین  
ملا یک اونہیں جو متی ہیں و ام

### صفت قلعہ گردون شکوہ

ہے قلعہ ہی وہ لب دریا بنا

کہ ایسا کسی نے نہ دیکھا سنا



وہ رفعت ہی اوسکی خدا کی پناہ  
 وہ سامان جنگ ہی مہیا مان  
 بلا پاس کوئی نہ پالو سکے آئے  
 چلے تو پقلعہ کے اوپر سے گر  
 لڑے عمر بھر گرچہ دشمن لعین  
 کہ شاہان سابق کا قلعہ ہو وہ  
 اور اوسپر یہ طرہ کہ دریا کنار  
 یہ قلعہ ہے اوپر تو نیچے ہے آب  
 جو قلعہ پر چڑھ سیر دریا کرے  
 جسے ہو یہ دریا و قلعہ نصیب

فلک کو یہی ہے اوسپر چڑھنے کی جا  
 کہ سن پامی دشمن تو ہو نیم جان  
 ستم اوسپر ستم کا چلنے پناے  
 فلک کی یہی گھڑیاں کی لی و خبر  
 تو اس قلعہ پر دخل پائے نہیں  
 ہے آہن وہ اور سنگ خار ہو وہ  
 فلک اوسکی چوٹی پہ ہر دم تار  
 ملا خوب دونو کا ایک ہی قلاب  
 تو کوثر کے وہ پاس ہی جا بسے  
 ہے آب حیات اوسکی ہر دم قرب

### صفت بازار چوک سبز منڈی

ہے بازار وہ چوک کا دل نشا  
 دو کافین سچی رستی ہیں بان و ام  
 صبح و شام خلقت کا وہ از و نام

کہ چارو و نظرف رونق ہی افشا  
 ہیں دنیا کی نعمت سب ان میں تمام  
 کہ تہالی سرون پر یہی لاکھام



صد ہا ایکہ بازار میں ہیں کھڑے  
 کراہیہ ہی ارزان ہی اونکا تمام  
 ضرورت ڈلہ کی ہو گریزہ کو  
 دو کانوں پہ عورات ہیں پیشتر  
 سہ چوک سے تباہ کٹرہ وہاں  
 اوہر آتے ہیں اور اوہر جا پین  
 اور ایکٹوں کا پوچھو تو کیا ہر حساب  
 جو صد ہا ہیں گاڈی تو ایکہ ہزار  
 وہ کثرت سواری کی ہر ریل پر  
 بنی سبز منڈی ہی وہ خوشنما  
 ہیں مغرب کی جانب کو او سکون  
 وہ افراط سبزہ کی ہر سمت پر  
 وہ مہوہ تروتازہ اور بامرا  
 تشریفہ وہ عمدہ کہ ہر دم شہیت

دوی والوں سے کہتے ہیں وہ پر  
 کہ پیسے سے آلتاک ہی مدام  
 تو ہا ایکہ ایکہ استیجہ کو  
 کہ ساڑھی پہنتی ہیں سرسبز  
 ہے دوسیل تک روز رونق عیاں  
 عجیب گڈیاں لطف دکھاتے ہیں  
 دور وہ چلی جاتے ہیں وہ شتاب  
 نہ انکا حساب اور نہ اونکی شمار  
 پیادہ نہیں جانی پاتا بشر  
 ہر اہر کہتے ہی دلکوسدا  
 ہے سبزہ فروشوں کی چاندی وہاں  
 کہ فرش زمرہ چہا سرسبز  
 کہ ہے جان شیریں سی شیریں ہوا  
 خریدیں او سیکوہ از بس لطیف



وہ مفری ہے شیرین کہ اکثر شہر  
 کہ وہ وہ گد ہو کر گوی او سکو کہا  
 وہ شیرین ہی اور با قرار سن ہی  
 وہ کہلائے شیرین الیہ جو کہا  
 وہ نازنگی یکنکی او سکو جو لے  
 وہ پٹہا بہری او سن سی ہر گز نہ پیٹ  
 ترجیح ہے وہ شیرین اگر کوئی کہا  
 وہ نیسے کہ لیچر ہی گراو سکو لے  
 ہے چہتا ہی اک سبز منڈیلو پاس  
 وہ کپڑہ ہر اک طرح کارنگ بزنک

اوسے دور لیجا میں وقت سفر  
 مرض کا کچھ آسیب او سکا آئے  
 کہ خالی نہیں او سکی رس سی کوئی  
 تو لب بند ہو پھر وہ کہنے نہ پاس  
 دوزنگی ترانہ سے بچتا رہے  
 مٹھا او سکی کچھ الیہ لپیٹ  
 تو پاس او سکی رنج افے ہر گز نہ پاس  
 تو گھر بچکر او سکی ہے مونہ لگی  
 کہ ہزار نیچے ہیں او سمن لباس  
 کہ لینے کی اوٹھتی ہی دلیں رنگ

### صفت کمینی باغ

عجب لطف کا ہی یہ باغ و بہار  
 وہ سبزہ کافرش ہی روش بچھا  
 وہ پھولوں کی گچھے ہیں غنچوں کی ست

بہار او سپہ قربان ہی اور گل نثار  
 شہ گل کا او سپہ تجمل ہوا  
 کل ڈال ڈال میں تو گل بات پتا



جنہیں دیکھ کر حیران تھا اور نگاہیں  
 دکھاتے ہیں ہر رنگ سے تادہاوا  
 کہ سرخی پہ سب سرخرو ہیں نثار  
 کہ مائل ہوا چرخ نیلو فری  
 کہ دیکھے سے ناشتا وہی شاہین  
 کہ جس نے ہی کاٹا نہیں اوسکا مول

وہ گلہاے اورنگ ہیں لفریب  
 گلابونکے تختوں کا وہ وہ بناؤ  
 گل ارغوان کی ہے کیا کیا بہار  
 گل نیلو فرین ہی وہ تاز کی  
 وہ سرو بھی اور شمشاد ہیں  
 وہ چکر کا سیرا کٹا گول گول

### صفت پادگار مکان صاحبان حومان

جو اوس شہرین ہیں بنی انتخاب  
 کہ صانع پہ اوسکے نثار ہی کمال  
 نہیں آجتک دید ہے نے شنید  
 سب حیران ہیں ہشیار و ہشیار  
 مگر سہد میں یہ کہان ہوئے ہیں  
 اوسی پر بنا متخت یہ مکان  
 جو دیکھیں اسی چہرہ میں اپنا گھر

مکان و وہ دیکھی کہ ہیں لا جواب  
 رکعت بنا خوب ہے میوٹال  
 ہے چہرہ کا وہ انداز و طرز حدیث  
 عجائب چہرہ اور گل کاریاں  
 ولایت میں ایسے مکان ہوئے ہیں  
 یہ نقشہ ولایت سے آیا یہاں  
 یقین ہے کہ حوران جنت اگر



گورنر تھے یہ اور بڑے آدمی  
 کہاں ڈرہ ہے اور کہاں آفتاب  
 بنا دوسرا مال اوسکی قریب  
 کہ چہت اوسکی بھی دیکھو حیران محفل  
 عمارات دونوں کی عمدہ تمام  
 یہ زمان ہو دل کو کہ دیکھا کرے  
 یہ صاحب بھی اکٹا مور تھو بڑی  
 قصا سے مریحہ ولایت میں جا  
 گنت خانہ اس میں رہا کرتا ہے  
 خدا کے چوپیار سے ہن دل سے شہر

انہیں کا تو قائل تھا وہ شیر علی  
 قضا یا رضا کا ہے یہ حساب  
 کہ وہ تھارن ہل کو ہوا ہی نصیب  
 انہیں اوسکی صنائع کی صنعت میں  
 بنا سنگ خوشترنگ سی ادھکا کام  
 انہیں دیکھ کسکی تمنا کرے  
 کہ مدت تک ہند میں ہی رہی  
 مکان یاد کارونکا یہ خوشنما  
 کسی روز جلسہ ہوا کرتا ہے  
 وہ راحت سی پہان اور مان پہر

وکر مدرسہ نو تعمیر یادگار ہے نظیر جنا میور صاحب بہا اور  
 لفٹنٹ گورنر سابق ہند وارو حال انگلینڈ

کہ لفٹنٹ میور کے ہے یادگار  
 کہ پاتی پن تعلیم دیان اہل علم

ہے اک اور بھی مدرسہ شاندار  
 بنا نام سے اونکی وہ بحر علم



دل و جان دیکھی سی ہن شاو شاو  
 فضیلت کا در ہے گہلا جاو دان  
 تو بے ہوش ہی ہو گا خود ہوشیار  
 کچا اوسمین جو پڑ گیا پروہ ہی  
 نصیبے سکندر تھی میور کی بہان  
 چراغ اسکی دنرات روشن کئے  
 نئی سری آنکھیں اونہیں کیں عطا  
 کہ ہندی ہوئے پڑ کے سو شیا  
 بنے پھیری کوٹ پتلون میں ہول  
 کیا اختر ہند تو نے خدا  
 سدا نام سے اوکی کہ پیری بسین

عمارت پروا سکے ہی ہی اپنی صا  
 وہ محزن ہے ہر علم کا بے گمان  
 پڑھیکا جو وہاں لے لیل و نہار  
 کہ علم حق میں انسان کی ہر جتہری  
 رہے جب تلک ہند میں حکمران  
 کہ علم و ہنر کے وہ موجد رہے  
 جو ناپیتا تھے ہند میں جا بجا  
 وہ جاری کئے مدرسے ہر دیار  
 گئے اپنے موروثے پوشاک بھول  
 ستارہ ہو میور کا روشن سدا  
 ولایت میں ہوں یا کہیں وہ ہیں

### شنا سے خانہ خدا

کہ دیکھے سے ارواح خورشیدین  
 بنا عمدہ اور چند ہیں خوبیان

ہنے گرچہ گھر ہی وہاں چندین  
 از انجملہ اک کا تلک کا وہاں



عمارت ہی پختہ اور پایدار  
 ہے یاد الہی کا اوس میں مزا  
 خدا کا ہے اس جا پہ نور ظہور  
 ہدایت جسے نیک پختے خدا  
 رہی تیرگی سے وہ دنیا کی دور  
 نہ ادم رہی گانہ یہاں اوس کام  
 چو کرنی ہے نیکی وہ کرو یہاں

کہ ایسے نہو گی کہیں زمین ہمار  
 کیا پاس حق کے تو عجم دور ہوا  
 وہ ہی پاک فات او فتح و فخور  
 لگا مئی وہ دل وہ دل انیا گسلا  
 خدا کا بسی جسکے دل ہی میں نور  
 قضا سامنے رہتی ہو دم بمدم  
 بدی کا شمر خوب پاؤ گے وہاں

### ذکر احباب الدآباد

مروت کے بندہ ہیں جی واڑون  
 عل وہ ازین ہیں بڑے پارسا  
 نہ رخصت ہوئی دنیا دار سے ہی  
 گذاری تمام عمر تنہا مئی میں  
 خدائے دیا کو سب اقتدار  
 صد ہا مئی کورٹ کی سر دفترین

محبت میں مشہور وہ فی زمین  
 سما یا ہے جسے کہ دل میں خدا  
 خیال آیا اسکا نہ دل میں کہی  
 بیا خدا اور شکے بائی میں  
 مگر و ضعداری ہوا نکا شمار  
 ہماری بہت وہ کرم گسترین



پین انگریزی اور فارسی کی ستون  
 سر عمر کی نوکری میں تمام  
 پین اک اور پی اگرہ کی رئیس  
 فرانسس لائیس ہی اونکا نام  
 بہہ سعدی کا شعر اونکی جی حال  
 نفاعت بہر حال اولی تراست  
 نہ شادی کی خواہش نہ تم کا گل  
 صدر مائی کورٹ کی نوکر قدیم  
 رہی آج تک پروہ آزاد وہی  
 چلا جاتا ہے و صعداری سے کام  
 کسی کے نہ دشمن نہ زیادہ میں دوست  
 ہماری ہی پین وہ بڑی ہم جلس  
 الہ آباد جب کہی جاتے پین ہم  
 پین اک انکی بہائی حقیقی اور

کہ مخزن علوم اور معدن فنون  
 ارادہ ہی پیشن کا اس صبح و شام  
 نفاست سے رغبت فراموش  
 ہی تہائی سے اونکو ملت تمام  
 یہہ موزون ہوا اونکی حق میں قال  
 قناعت کند بہر کہ نیک اختر است  
 خدا جو کہ چاہے وہ ہی ہی سجا  
 کیا کرتے پین ترجمہ پین فہیم  
 پین دینا کی جہگڑی سی شاہی  
 توکل خدا پر ہے اونکو مدد  
 درالسان بہین وصف ہر دم نکوست  
 کہ مدت کی مولس پیرانی اس  
 تو پاس اونکی آرام پاتے پین ہم  
 بڑے خوش وضع پین جو دیکھو پتور



مرغیازی کا اوکو از بس ہی شوق  
 لڑائی کی سب جانتے ہیں وہ کہات  
 پرو پرزہ جہوت پھر کاتی ہیں  
 ہوئے لکھنؤ میں جو کچھ اوکی جیت  
 تھی اس شوق کی انکی غم میں جویات  
 ملاقات اسے ہماری ہوئی  
 بہت اچھی ہیں چالی لائیس ہر نام  
 ملازم ہیں یہی تو سرکار کے  
 براوہین اک تیسرے نمون زاد  
 خوش انداز اور وضع رنگین تمام  
 رئیس اگرہ کے ہیں یہی ضرور  
 ہمارے پرانے ہیں یہی یار غار  
 خدا خوش رکھو ہیری لائیس ہر نام  
 وثیقون پہ کرتے ہیں جیٹری

پراس سہنہن بڑھ کی ہے کوئی فنی  
 کہ ہوتی ہی کٹری کی ہر ایک بات  
 تو پرین مات اونسے ہی کہاتی ہیں  
 عدد کٹر کٹر اے مگر رکھی پیٹ  
 وہ پالے اوڑالی انہونجے ہی کہات  
 ابھی رسم تازہ پہہ جاری ہوئی  
 یہی خویان ہیں بخوبی تمام  
 صدر مائی کورٹ کے دربار کے  
 ہی اونکے ہی اخلاق پر اپنا صا  
 تصرف میں ہی اہل دل لاکلام  
 کیا چاکری نے وطن سے ہی دو  
 محبت کے بندہ ہیں اور صندوقدار  
 کہ دیوانی میں یہاں کی پاپا ہی کام  
 سپرد انکی ہے دفتر اسکا یہی



عجب دم ہی انکا ہی لطف و سرور  
 رہے تینوں بیامی پہ فضل خدا  
 نئے دوست کا وہاں ہوا جگہ تھیں  
 وکیل ہائی کورٹ کی ہیں نامور  
 مقدمہ میرا گواہ ہیں نے لیا  
 نہو کام حسبِ وقت کرتے ہیں یا  
 اگرچہ تھا کشمیر انکا وطن  
 محبت کی ہو گرجو شعی مدام  
 طبیعت میں ہی شعر خوانی کا شوق  
 اگرچہ وکیلوں کا ہے اور طور  
 رہے بے تکلف وہ ہم سے تمام  
 سلامت رہیں وہ بخلق و وفا

کہ غم ڈرتا ہے ان سے ہاں ضرور  
 کہ یہ خاندان ہے قدیم اور بڑا  
 ہے نام انکا پنڈت اجودھیانا  
 وکالت ہی شہرت پہ شام و سحر  
 مقدم تھا پروستی کا مزا  
 مروت کے موجود انہیں صفات  
 رئیس اگرہ کے ہیں اب فی زمین  
 مگر سرو مہرون سے نفرت تمام  
 کلام مکلف سے ہی انکو ذوق  
 پر اخلاق کا انکے بڑا و اور  
 مزی شعر خوانی کے تھی صبح و شام  
 کرے ہائی کورٹ کلج بھی جدا

رویداد بلکہ لکھنؤ دم جزو شہر زرین

ہو ایسی دعا کی تجھے ہی تلاش

جی ساقیا جام دی غم تراش



کہ اوس سو ذرا ہو غلط میرا غم  
 اسی شہر لکھنؤ یا جنت لکھنؤ  
 یہ صوبہ تھا دہلی کے گو تخت کا  
 جو قسمت سے صوبہ کو تھا اقتدار  
 نہ تھا ہندوین ایسا کوئی دیا  
 وہ سامان شاہی مہیا تھی وہاں  
 خدام ہریان جبکہ ہو استقدار  
 غیاث الدین حیدر کا کیا وقت تھا  
 برستا تھا سونہ وہاں پر عدم  
 کوئی وقت میں اوسکی ادنیٰ نہ تھا  
 ملازم تھی ثور و کلان جس قدر  
 ہوا جب نصیر الدین حیدر کا دو  
 عجیب صاحب قبائل کچھ شخص تھا  
 سخاوت رہی اوسکی خدمت گذار

کروں حال کچھ لکھنؤ کا رقم  
 کہ جنت کو تھا رشک اس فیروزان  
 ہوا تخت سے بخت اسکا سوا  
 نہ تھا شاہ دہلی کو یہی زمین ہا  
 برستا تھا مہنیہ زر کا لیل و نہا  
 خدای میں جنت ہو گئی کہان  
 تو زریں لکھنؤ سر  
 کہ ہوا بنگلہ یاد اوسکی بقا  
 تھے ادنیٰ داعی کی چاندی کام  
 جواوٹی تھا وہی تو اعلیٰ ہوا  
 تو نگریں تھے بھی گہرے گہر  
 تو اوس سے بھی برہ کہ ہوا طور  
 کہ ثانی نہ اسکا کوئی وکان ہوا  
 اور حاکم ہی تھا اوسکا ہی تابعدار



سہی عہدین اوسکی تھی مال مال  
 ہوا آصف الدولہ وہ نامور  
 نہ فیض ایسا دیکھا نہ قیاض ہی  
 کہا کرتے تھے اوسکو پارس خوارم  
 ہوا خانہ خانان ہی ایسا وزیر  
 اور ایک تھے سعادت علی خان  
 غرض یہی تھی وہ عالی مقام  
 ہوئے بعد میں سب کے واحد علی  
 ہوا بادشاہ ہونہ ہی انکوفوق  
 لوٹا یا تمام عمر وہ سیم وزر  
 جواہر کو پتھر سے بدتر کیا  
 بنا می تھی وہ وہ محل عالیشان  
 گئے عیش و عشرت وہ دن اور رات  
 نہ کچھ خوف عقبی نہ دیتا رہا

کوئی نام مفلس کالے کیا مجال  
 وزارت ہوئی ختم پہر اوسی پر  
 کہ دولت کو خد متھین نہا بنیابی  
 وہ لوہی کرتا تھا سونہ مدام  
 نہیں پہر ہوا اوسکا کوئی نظیر  
 وزارت کار کہتے تھے وہ بھی خطاب  
 کہ دنیا و دین دونوں میں پایا نام  
 کہ آخر زمان کی ہوئی یہ سخی  
 لوٹا نی کا زر کی رہا دین شوق  
 گیا سر سے پدمونکا پانی او تر  
 کھڑوڑون کا یون گہر ہریر کیا  
 کہ جنت میں ہونگی نہ ایسے مکان  
 کسی شہ کو حاصل نہ تھی ایسی بات  
 خوشی کاشت و روز چر چار رہا



نہ آیا کبھی پاس دشمن کے غم  
تہارون یہاں آکے گئے ہوئے  
برسدن ہی نوکر جو کوئی رہا  
عجب مولیٰ دلی یہ دربار تھا

خرید خوشی کو یہ دام و درم  
نوابوں کے تہی گنج برسو لگے  
تمام عمر کے روٹیاں لے گیا  
کہ مولیٰ کو یہی اس سے اک پیار تھا

### کیفیت مکانات رشک جنت

پنا قیصری باغ وہ خوش تما  
مکان اوسین وہ وہ بھی عالیشان  
نئے سنگ مرمر کے پارہ دری  
اور اوس میں لگے وچھن وچھن  
گلون کے وہ تختے تہارون تہار  
وہ بونٹہ کہ دل اوس بخش ہو جا  
وہ پتاپتہ کے کبھی وہ وہ بات  
جنا کی وہ سرسبز باں جا بجا  
وہ سرخی جنا کی لگی جسکے ہا

کہ رشک اوس پہ تھا خلد کو بڑا  
کہ قدرت خدای کی ہیں وہ نشان  
کسی نے نہ مرمر کے دیکھے سنی  
کہ مخزن بہارون کی ہیں قی من  
نوا خوش نوابوں کے ہاں بٹھا  
نپائے وہ بوتھے جو پہر ہوش سے  
کہ دل سبز پوشون کا لیا تہون ہا  
کہ دل سرخوین کا اوس پر فدا  
تو عاشق کا دل پسکے ہوا د کو ست



وہ ہر وہی کی ہے ہر سو قطار  
 وہ نہ گس کہ انکھوں میں دل کو چرا  
 وہ گل کاری ہر گل کی ہے پیر قضا  
 شجر وہ مثر چٹکی ہیں خوشگوار  
 ہوا کرتے تھے حبش اس میں مدام  
 یہ رنگین محل میں کہلا کرتا رنگ  
 وہ گانے بجانے کی اک ہر دم نام  
 کیا کرتے جب شاہ جوگی کا ہمیں  
 وہ لٹ ہاری بالو کو دیکھا کری  
 وہ جوڑہ شکر فی اور اوسکی بہار  
 وہ موتی کی جب کہہ تن پرے  
 چلے لیکے جب کو پی چندر کا نام  
 اور اوسوقت وہ لطف کارا رنگ  
 جسے شاہ اک کوہ میں آگی جب

کہ ہر سو قدامت ہیں اوپر تثار  
 جو بیمار دیکھے شفا دم میں پائے  
 کہ گلزار جنت کو رشک ہی سدا  
 رہیں پہوتے پہلتے بیل و نہار  
 و خستونہ پر یون کا ہوتا مقام  
 پری رہتی پریون کی شب کی سنگ  
 سحر عید ہوئی شب برا ہوئی نام  
 سمان اوسکا مشہور تھا ویشیں  
 کہ دل اونکی لٹین لٹکتا رہے  
 کہیں جوگ سب جوگی اوسپر تثار  
 تو نورانی تیلہ ہوئے جوگی جی  
 تھا پریون کا چار و نظریہ  
 فرشتے ہی سنکر سو ہی اوسکو رنگ  
 تو پریان اونہیں ڈھونڈتی تھیں



پہرا و موقت کا جوگ اور جوگ را  
 طلسمات کا تھا وہاں اک مقام  
 ہوا کرتا لا کہوں کا صرف انعام  
 تھے یہ شاہ بھی خوش گلو خوش نوا  
 وہ تائین کہ سنکر نہودل کو چین  
 طبیعت جو رقاصی پر آتی تھے  
 کبھی سم یہ پاؤں تھے تہی جٹ تھوٹے  
 تہی روشن دماغ اور شاعر پیرے  
 تھا دیوان حضرت کالا جواب  
 اونہیں علم موسیقی سے تہی خبر  
 نہارون بنا ٹپے اور ٹھہریان  
 غرض ایسا دیکھا نکوئی بھی شاہ

سنا دیکھا جس نے بڑی اوسکی بہاگ  
 کہ تہی و حد میں دیکھتا خاص و عام  
 یہ مشہور تھا جشن تار و مسم  
 تھا آواز میں اونکی جا و بہا  
 قراتان پر اونکے تھا تان سین  
 زمین ٹھوکر وں سے مل جاتے  
 تو عقاب بھی اڑ کر نہ دیکھتا سا  
 تخلص تھا اختر لکھے اور پیرے  
 مضامین کے گنج او میں تہی حساب  
 بناتے تھے خود راگ اور الگنی بیشتر  
 زمانہ میں مشہور کین ہر زمان  
 کہ رنگین تہی رسیا تھے کیا واہ

خوبی حسین آباد میں سو او تعمیر کردہ محمد علی شاہ مغفور

کہ دل جان سے کہتا ہی تن سہی

مکان یہ وہ دلکش ہو اور دل کشا

بنا ہے وہ دروازہ کا عمدہ کام  
 وہ تصویر سنگین پین و یشار  
 صحن میں عجب حوض ہیں پر فضا  
 روان او سین فوارہ ہیں صبح و شام  
 جو پھٹنوں میں اونکو کوئی آہی جائے  
 اور اندر ہیں دالان و صندوقدار  
 نظرویکہ اونہیں و بالائی ٹکڑی تہیں  
 بنیں چند و بان نامیوں کی قبور  
 مریض محلے ہے ایسا مکان  
 لگا سنگ مرمر ہے سب جا بجا  
 ہوا کرتی ہے روشنی سال وار  
 عجب روشنی ہوتی ہے شک طور  
 کوئی روشنی و بان کی گرو پہنائے  
 محمد علی شاہ کا ایجاد ہے

درخدا اوسکو کرے ہے سلام  
 کہ دل سنگدل کا بھی اونپر شمار  
 کہ ہے آب کوثر سب اونہیں بہا  
 نہیں اب تاب اونکی میں کچھ کلام  
 تو پہر ہو کے پانی نکلے نہ پائے  
 لگے جہاڑ فانوس ہیں بے شمار  
 جو مردم نکالیں نکلتے ہیں  
 ہے نور الہی کا اون پر ظہور  
 فلک کو بھی ہو گا میسر کہان  
 بناتے ہیں صنائع مرمر گیا  
 کہ روشن دلوں کی ہیں بان جہ مرا  
 بہر قدرت حق کا او سین ہی نور  
 تو ظلمت کدہ دہر دل اوٹھا ہے  
 مکان یہ نہیں خلد بنیاد ہے



# صفت شاہ نجف ایچا و نواب عیاز الدین حیدر محمد

نمونہ ہے وہ اک کرامات کا

خدا کا برستا ہے نور و ظہور

فرشتے بھی پڑتے ہیں صل علی

دکھاتے ہیں دل ناظرین گمان

کہ سیراوسکی کو چاہے اک دماغ

کہ لاکھوں کی دولت ہی اوس میں لگی

دکھا دل ہی مغفور و تھے نام پر

مٹھتے ہیں اوس سے سب عالمی دماغ

کہ ہے پتہ پتہ سب اون پر شمار

کہ ہیں خندہ گل ہے صبح و شام

تو خسار گل چو متی جاتی ہے

ملایک بھی تاک اونکی میں میں کھرے

شریف اوسکے رستہ میں امید دار

عجب یہ مکان ہو طلسمات کا

ہیں سب بادشاہوں کی و ہاتھ قبور

مکان یہ بھی عمدہ ہر اور دکشا

نصا ویر سب بادشاہوں کی و مان

ہاں دیوار و در سب جواہر نگار

نہیں جہاڑ فالوس کی کچھ کمی

پہلستی نظر و مان ہی ہر گام پر

اور ہے اوسکے اندر چو پائیں باغ

عجب پھول ہر رنگ کے ہیں ہزار

کہ ہیں مسکراتے ہیں غنچے تمام

صباح جب سحر چو متی آتی ہے

وہ انگو خوشون سے ہیں سب بہر

شریف و شہیرین اور خوشگوار



ترو تازہ وہ ناشپاتی ہی مان  
خوشی سے ہی سرمردم نہال  
غرض یہ مکان ہی وہ مینوسواو

کہ تسکین پاتی ہے جان جاودان  
اور ہے شاد و شمشاد و سے کمال  
کہ قدرت خدا کی دلاتا ہی یاد

### صفت بادشاہ باغ ایجا و نصیر الدین حیدر مرحوم

ہے اک بادشاہ باغ و شاہ باغ  
نسیم سحر چہرپ کے آتی ہر وہان  
خزان کو نہیں تاب ہے مقدر  
وہ رہتا ہے سرسبز و تازہ مدام  
ہین باغ ارم کی وہان باغبان  
بغیر حکم اوکے نہ پتہ ملے۔

کہ سیراوسکے کو چاہئے اک باغ  
او سے خوف گلچین کا ہی ہر زمان  
کہ بہولے سے ہی جو کرے وہان  
ہے کوثر سے سینچا اوسے لا کلام  
گل و بلبل اوکی ہین تابع وہان  
جو ہل جائے اوسکا پتا کیا ملے  
و باکر قدم سیر کر جاتی ہین  
تو ستر بلا اوسکی سر سے ٹٹلے  
تو منہ راستے سے نہ پہیر کہی  
زمر و کا دہو کہ ہر اک کو ہوا

جو توران جنت کہی آتی ہین  
وہ سایہ و رختون کا جس پر ترے  
وہ سرو سہی دیکھ لے گر کوئی  
وہ بھترہ کافرش ہی جو ہر سو پہا



وہ ناریج اور سیب پین خوشگوار  
ہزاروں مین اک ہزارہ ومان  
وہ کیلا اکیلا نہ رہو کے کہین  
وہ گل اور غنچے کہ خوش ہو مان  
روش اور چکر پین عمدہ بھی  
غرض نمبر اول کا ہے یہ ہی باغ

کہ آسیب اور رنج سے دکنار  
کہ لاکھوں تصدق ہو پین چان  
جو رکھی بھی ہو لی پہلے وہ پین  
نہیں دیکھی حوروں نے ہی افکودا  
کہ چکر سے اونکے نہ نکلا کوئی  
لکھے اسکی تعریف کسکو دماغ

### صفت بنارس سی باغ

چمن یہ بھی ہے ایک شکر ارم  
ہر اک طرح کے ہیں جمع ومان طبع  
بتی و میان او سکے بارہ وری  
اور پین متصل سنگ کی پتلیان  
جو دم ہر کو جان او پین الی خدا  
وہ پتلی کہ مردم کو پتلا بنائے  
وہ سبز ہے باغ مینو ساو

ارم نے بھی شاید کہ دیکھا ہو کم  
خوش اسکانی سے اونکو دلو سرو  
ہے وہ سنگ مرمر کی ساری ہی  
غضب صورتین او خاموشیان  
بچے کوئی مارا نہ اونکا ذرا  
اشارہ نہیں انکو ہونکے دلو حیرانے  
کہ سبزہ رخو تھا بھی او سپر شاو



گلوتکی وہ رنگت اوسکی بہار  
 شہ گل کا تختہ نہ چپ ہو چوس  
 وہ کرنا کہ دل اوسپہ ہر دم قدا  
 روش کی صفائی نہ ایسی کہیں  
 ہوئی گل کے سنے سے پیدایہ پاشا  
 جو بختون کو دیکھا تو وہ بھی خوش  
 وہ شاخون کا بلتا بذریعہ صبا  
 ہوا کہانے چپ آتی ہیں گلزار  
 نسیم سحر چپ بہان آتی ہی  
 غرض یہ چین رشک خلد بین

کہ گل رویوں کو رشک اوسپہ  
 تو غنچے چمک بجاتے ہیں کوس  
 نہو چپ کہ گلو تو کرنا ہے کیا  
 کہ آنکھوں میں ہی میل او نہیں نہیں  
 کہ باغ جہان سرسبز لے ثبات  
 اوڑھی لے ثباتی سی او کی بھی خوش  
 نشان وجد کا ہے بیا و خدا  
 تو پہلوار ہوتی ہے اونپر سروار  
 نکلنے نہیں شام تک پانی ہے  
 ہر اک سے یہ کہتا ہی رہا ہیں

### کیفیت چتر منزل تعمیر کردہ نصیر الدین حیدر مرعوم

چتر منزل ہی محل وہ پر فضا  
 عمارت وہ عمدہ کہ چشم فلک  
 جو باہر سے دیکھو تو ہی سرخ فام

کہ سایہ خدا کا ہے اوس پر پڑا  
 ترستے ہی دیدار کو اب تلک  
 گمان یہ کہ ہے گل رخو کا مقام



اور اندر کی جیب میں لکھون کچھ شتا  
بنائے وہ کمرے کہ کم ایسے ہوں

وہ گل کاری دیوار و پیر عیان  
وہ ہرنگ کا ہر مکان میں سنگہار

اور اوپر سجادت خدا کی پناہ  
وہ سامان نوری بہرے کام

کئے لاکھوں جیب او شیشہ و شتا

تو صنایع کی باتہ چومون ذرا  
جو جنت میں ڈھونڈو تو وہاں بھی

کہ در و پیر و پیر کھان  
کہ ہوتی ہے گلدستہ میں جون

کہ دل چہیتی ہی خدا ہے گواہ  
خجل او س میں ماہ و خورشید و شام

تو اب تک رہا ہر مکان یادگار

### صفت کوٹھی فرحت بخش و دلارام معرہ واجب علیشاہ

ہے کوٹھی فرحت بخش فرحت فرا

بلندی ہے او سکی بہت ارجبند

اگر غمزہ سپیر کو او سکے جائے

کھلے باب فرحت کے ہیں چار سو

وہ ہی کمرہ کمرہ کاروپ اور بناؤ

عمارت وہ کچھ اور خوش شتا

کہ کوٹھ پہ پٹیرہ کی لکھ او سکی شتا

بلند عہتوں کو ہے ارسین پسند

تو فرحت وہ پائے کہ گھر کو نہ آئے

نہ غم او سکے آئے کبھی روبرو

کہ پیرون کے دل کو یہی او س کے

کہ دل چکھتہ مغزون کا او سپر فرا

دل آرام بھی کوٹھی سے پڑ بہار  
دل آرام کوئے رہنر کا ہے مقام  
یہ کوٹھی میں دو نو وہ شک آرام  
بنے کر سے صد با جو اس ہر نگار  
اور آرایش کا اونگی گر ہو بیان  
غرض دو نو کوٹھی بہشت برین  
ستر اور شاہوں کے ہیں یہ مکان

دل آرام پاتا ہے وہاں بے شمار  
دلوں کو جو دم کرتے ہیں صبح و شام  
ہیں زیادہ آرام سے آرام انہی کم  
جو اس ہر بھی جن پر ہیں ہر دم نثار  
تو بند ہو سراسر قلم کی زبان  
زمین آسمان نے نہ دیکھیں کہیں  
خدا کے ہیں پیارے کہیں گمان

### صفت موتی محل تعمیر کردہ واجب علی شاہ صاحب

بتا محل موتی ہے برق دم  
تجلی وہ اوسکی کہ دیکھی نہو  
صفائی کو اوسکے بشروہ ہی پا  
نہ پائے جو اپنی میں آب اس قدر  
جمع گرچہ صاف سے کہیں گوہر آب  
نظر آتا ہے دور سے کوہ نور

کہ موتی کی اب اوسکی آگے ہو کم  
نظر وہ پڑے جو کہ میلی نہ ہو  
کہورت کہی جسکی دھین نہ آئے  
تو خیرت سے ڈرتے چہرہ یا جگر  
نہ لائیں کہی اوسکے آگے وہ تاب  
کہ نور خدا کا ہے اوسمیں ظہور



جو اندر سے دیکھو نہ ٹہرے نظر  
وہ سامان بجز تک موتی سجا  
جدید دیکھو ہر چیز ہے برق سان  
تہار و تکی اسباب اوسمیں ہے  
صفائی میں ہے کچھ مکان لا جواب

کہے دل سو خور کو قہ بانگر  
نہیں دوسرا رنگ اوسکے سوا  
چمک سے نظر بند ہو ہر زمان  
میں موتی جو اس پر ہی اوسمیں ہے  
کہوں کیا زبان میں نہیں آفتاب

### صفت امام بارہ نواب اصف الدولہ مرحوم

یہ بارہ نہیں بلکہ سلعہ ملت  
ہے اس بارہ کی بارہ میں کھیل  
بلندی پہ اس کے فلک کو ہر شک  
عمارت ہے وہ پختہ اور عالیشان  
بنائے میں لاکھوں کا پانی ہوا  
محرم میں جب وہ سجا یا گیا  
وہ مجلس غزا اوسمیں ہوتی تہ روز  
پڑھی جاتی وہاں کلام دیر

کہ بارہ لہون نے کیا پسند  
کہ شیعوں کی مشرب کی ہر یہ سہل  
یہاں تا ہر شہر سے وہ اپنی شک  
مقابل نہیں اوسکے کوئی مکان  
نہ صناع کا اوسکے ثانی ہوا  
علی کا الم یون دکھایا گیا  
کہ دل میں تھا درد اور حکیم تھانہ  
جہان میں نہیں کوئی اوسکا نیا



اور اسکے مقابل جواب غیرس  
عجب منتخب تھے وہاں سوز خوان  
خوش آوازادن کی وہ شایان پسند  
وہ ہر اگنی میں پڑنا مرثیا  
وہ ارایش نرم اور روشنی  
وہ حسنین کا غم خدا کی پناہ  
اسی طرح چالیس دن بیگان  
کروڑوں کا صرف اسمیں تھا جابجا

تنتات بلاغت میں وہ ووفیس  
کہ دلسوز ہوتے ہیں ایسے کہاں  
کہ مونہہ عندیہوں کا ہوتا تھا بند  
کہ ابرام صاف برسسا ویا  
تھی نور الہی کی جلوہ گری  
زمین آسمان ہی تھی جس سے سیاہ  
رہا کرتا غم بیسوں بسوہ وہاں  
کہیں تھا غم لکھنوسے سوا

### صفت لال بارہ دری

وہ ہی لال بارہ دری سرخ فام  
لگا سنگ سرخ اوہمیں ہی استفاد  
کروں جو صفت میں کچھ اسکی مقال  
بجز سرخرو کے کسی کا قدم  
گل ارغوان وہاں کہلا کرتے ہیں

سدا سرخ پوشون کا اوہمیں مقام  
کہ ایک کوہ مونگا کا ہی سرسبر  
زبان سرخ اوہونہ بھی لال لال  
نہیں جاتا اوہمیں کہی ایک دم  
گل سرخرویوں کی جا پڑتے ہیں



گذر لال یون کا ہوتا ہو جب  
رگا کر جنا جو پری آتی ہے  
گلابی سب اسباب او میں سجا  
گلابی جو پی کروٹان آتی ہیں

زمین آسمان سرخ ہوتا ہو سب  
تو عشاق کا خون بہا جاتی ہے  
گلستخ کا ہے گلستان کہلا  
سرو عمر بہر ہی نہیں جاتی ہیں

### صفت کوٹھی ماریٹن

یہ کوٹھی ہی ہر اک بڑی لاجواب  
یہ کوٹھی ہے مشہور دان ستقد  
گویا علم اور فیض کی کان ہے  
جو اس میں پڑ باروشن آخر ہوا  
ملا لگا چو وہ طبق کو ضرور  
فلک و زمین آسمان کی ملائے  
ہیں اندر کے کمرے بہشت پیشمار  
عمارت پرانی بہت پایدار

کہ علم و ہنر کا کہلا وان ہو باب  
کہ ملکون سے آتی ہیں طالب ہنر  
ہنرمند و تکی سر سبز جان ہے  
نصیبے کا بھی وہ سکندر ہوا  
پڑ ہیگا و بان جو کومی و لیشور  
جو پڑہ کر و بان سی گہرا پڑ کو آئے  
نضا و پیر یا ہر کی بھی طرح دار  
لئے اوسکے آگے زبس شرمسار

### صفت کالج گورنر کیننگ صاحب مرحوم

مدرسہ ہے یہی بہت نامور  
 نہیں درس اسکا ہی لندنگ کم  
 کہ ڈرتی ہیں علم و شہر اونسے ہے  
 جو پڑھتا ہی جا کرو مان خوش نصیب  
 عمارت نئی طرز کی ہی بنی  
 رہی کا ابد تک گورنر کا نام  
 زر و مال سب خرچ میں آتا ہی  
 اسی سے زر و مال پیدا ہوا

### صفت مطبع ملشی نو کشور مستم او دہبار

یہ مطبع ہی ہی ہند میں نامور  
 نکلنے میں پرچہ ہزاران ہزار  
 صحیح الجزئی چھپا کرتی ہی  
 کتابیں طبع ہوتی ہیں بے حساب  
 میں کتابیں ہی وہ عطار و قلم

کہ تقسیم بیان سے ہے علم و شہر  
 مدرسہ ہی ہیں بیان کی عالی سہم  
 فضیلت کرامت کی ہیں جان سہی  
 خدا کی پہنچ جاتا ہی وہ قریب  
 کسے نے ندیکہ ہی نہ ایسی سنی  
 بنایا جنہوں نے یہ ایسا مقام  
 مگر علم عزت بڑھا جاتا ہے  
 ایسی گداشاہ ہی ہو گیا

کہ کام اسکا عمدہ ہے مشہور تر  
 دلوں کو وہ پرچہ جاتے ہیں مفتہ وار  
 جدا کذب ہے وہ رہا کرتی ہی  
 چھپائی ہی مطبع کی ہر لا جواب  
 کہ بین بین میں اونکی ثانی ہی کم



صفائی ہی خط کی وہ ہی بے نظیر  
 وہ کاغذ ٹھانی لیا جاتا ہے  
 زمانہ میں ہوگی نہ کوئی کتاب  
 اور ہی کانپور میں ہی اسکی شناخ  
 دوکان ہی کتابوں کی دہلی میں ہی  
 زبیر مسیح ہی ہیں اسکے خلیق  
 نہیں خوبی کچھ قابل اظہار ہے  
 اسبطرح اچھے ہیں سب اہل کار  
 از انجداک ہیں ہمارے ہی یار  
 مولف فسانہ کے ہیں وہ تمام  
 لکھا قصہ از او کس دہوم بھی  
 دیا اس میں دریا سخن کا بہا  
 اسبطرح ہی قصہ کو ہمار  
 خداوند کہے اونہیں ساو مان

پڑی آنکھ بند کر کے برناؤ سپر  
 کہ رنگ حنا اوس سے شرماتا ہی  
 چھپی ہوئے اوس مطبع میں لا جواب  
 کہ مطبع کا ہی حوصلہ ہی فراخ  
 کہ لیتے ہیں مشتاق ہو کر ہی  
 زمانہ کے ہیں وہ سراسر شفیق  
 کہ خوبی خود او کی طرفدار ہے  
 زمانہ ثنا خوان ہی لیل و نہار  
 وہ پندت رتن نانہ ہیں باوقار  
 نہیں ہی کلام او کی میں کچھ کلام  
 کہ دادا ہی بخدا اور روم سے  
 کہ پاتی ہے بات او کی شکل ذرا  
 بلاغت کا اظہار اوس سی ذرا  
 کہ کان محبت ہیں جان جہان

## صفت مطیع او پرہیزگار

یہ مطیع ہی ہے ایک عجیب و غریب اڈھول ہی اسکے ہیں باغ و بہار ہی سجاد حسین اونکا اسم شریف ظرفت کا حصہ اونہیں کو دیا وہ کہہ دیتے سید ہی ہر بار سے شناختے ہیں اکثر وہ سرکار کو غرض وہ کسی سے بھی ڈرتے نہیں جور و تا کوئی ہو تو ہنس جاتا ہے بڑے عمدہ ناظم و ناظر ہیں وہ ہماری ہی اون سے ملاقات ہے	کہ مشہور تر ہے بید و قریب وہ گلزار خوبی کی ہیں گلزار بڑے خوبصورت کی لطیف و ظریف ظریفیوں نے موندہ اس سے نہیں لیا جو پیرا ہو تو اونکی پیزار سے نہان کچھ نہیں رکھے اصرار کو ظرافت سوا بات کرتے نہیں یہ لطف اونکی تحریر میں آتا ہے کہ ہر علم سے خوب ماہر ہیں وہ کہ ذات اونکی مجموعہ حسنات ہے
--	---

## صفت پل آہنی

یہ پل آہنی ہی طلسمات کا نہ کیوں لوہا مانتے سب دیکھا	کہ آہن و لون گا وہ ساختا گو یا پل صراط ہی وہ پل بیگمان
--	---



ہی مضبوطی اوسکی اک عالم پسند  
 بنا یا جنہوں نے عجیب تہیشتہ  
 وہ بین جال و رجال اور بی مثال  
 مفرد کا گرجا سے لوہا ہی لوٹ  
 نہیں ہند میں ایسا پل کوئی ہی

قیامت تک اوسکو نہ پہنچ گزند  
 کہ لوہی کی تہی ہاتھ اونکی مگر  
 کہ حیران ہی عقل اوس میں کمال  
 تو اوس پل پہ چلنے سے دوڑ کھوٹ  
 نظیر آپ رکھتا ہے اپنا یہ ہے

### صفت پارچہ چکن لکھنوی

مٹھا عجیب طرح کی ہے چکن  
 وہ گل کاری میں اوسکی ہی اک بہار  
 وہ آڑی میں لہریں عجیب خیر کار  
 گل اور بوٹی ایسے کہ جیسے ہواغ  
 چکن ایسی چکنی صفائی کے سات  
 وہ آڑے جو بیون کے صدائیں  
 جو اس پارچہ نے بہہ پایا ہے تام  
 خریدار اسکے ہزاران ہزار

کہ ہے رشک سی برگ گل پرنگن  
 بہار اوس پہ دیتی ہی دل اپنا ہار  
 کہ ٹھیری کو سید ہا کرین بار بار  
 کرین رشک سی گل کی دلیر ہی داغ  
 نظر اوس پہ پہلے بہ خوبی کی بات  
 چلین ہنکراؤ نکو ٹھیری جوان  
 تو کیونکر نہ پر چاوی دل خاص عام  
 کہ لیجاتے ہیں وہ ہلک و دیار

### صفت عطر حنا

یہ عطر حنا لکھنو کا عجب	یہ عطر حنا لکھنو کا عجب
مگر فی زمان قدر ہے اسکی کم	مگر فی زمان قدر ہے اسکی کم
مرکب یہ صد ہا مصالح سی تھا	مرکب یہ صد ہا مصالح سی تھا
اگر مشک مسکی حنا دلیہ پا سے	اگر مشک مسکی حنا دلیہ پا سے
کیسکو مصالحہ کا گر باتہ آ سے	کیسکو مصالحہ کا گر باتہ آ سے
نہیں پاتا اپنے مین او سکا رنگ	نہیں پاتا اپنے مین او سکا رنگ
وہ دست خالی مین عطر حنا	وہ دست خالی مین عطر حنا
ہوا ہمسری سے جو وہ تا امید	ہوا ہمسری سے جو وہ تا امید
جب عطر حنا پہنچا تا تار مین	جب عطر حنا پہنچا تا تار مین
لگاتے گلہ مین جو گل رو آ سے	لگاتے گلہ مین جو گل رو آ سے
نہیں کوئی اس عطر کا اب نظیر	نہیں کوئی اس عطر کا اب نظیر

### صفت تما کو خمیرہ

تما کو خمیرہ ہے وہ یا خمیرہ	تما کو خمیرہ ہے وہ یا خمیرہ
کہ رکھتا نہیں وہ بھی اپنا نظیر	کہ رکھتا نہیں وہ بھی اپنا نظیر



وہ خوشبود ہوین کی دھوان مارے  
 لگاتے تھے جب شاہ جفہ کا دم  
 وہ پیتے تھے جب شان سیچوں  
 دھوان کہا کی بل جب نکل آتا ہے  
 وہ دو دو جگر سے نہ کم تھا دھوان  
 اوڑی لیکے باوصبا وہ دھوان  
 گئیں اس قدر مہک جنت کی حور  
 تما کو غرض ایسا ملتا نہیں  
 امیر و کبیر او سکو ہی پیتے ہیں  
 اگرچہ ہوئی قدر کم فی زمان  
 روپے کا فقط ملتا ہے سیر

کہ مشکِ ختن اور تاتار ہے  
 پہونچی فلک تک مہک دمدم  
 تویج او سکی مین آتی سیر دھوان  
 فلک ویکہر او سکو چکر آتا ہے  
 مگر اس میں خوشبو مزیدی برا  
 تو پہونچی مگا او سکو لے تاجان  
 تما کو کو یہاں لینے آئیں ضرور  
 بجز لکھنؤ کے نہیں ہے کہیں  
 ہمان اور شان نام سے جیتے ہیں  
 مگر یہی قیمت ہی او سکی گران  
 طلب گار اسکے ہی میں مشتر

### صفتِ خریزہ لکھنؤ

عجب شیریں ہوتا ہی یہ خریزا  
 جو کہا کرا سے کرتا چاہی گایات

پہلا دیتا ہے قند کا ہی مرا  
 تولا بند ہو جائیں نکلی نبات

کرے رشک اسکا نہیں کچھ عجب  
تو وہ پہولتے پہلےتے میں پہر ملام  
پڑون سے سوا مزہ کا ہوتا ہے  
اوسے سے یہ شیرین ہوا لاکلام  
کرے تلخ کامو کا شیرین دمان  
کہ مشکل نہیں ریل سی کچھ یہ کار  
کہ ایک ایک شے پری صد آفرین

وہ شیرینی ہی اسکی جو شیرین لب  
جو پہل اسکا کہاتی ہیں خاص و عام  
اور اوس پر یہ طرہ کہ پہل چھوٹا ہی  
وہ دریا کہ ہے گو متی جسکا نام  
اسے دل سے کہتا ہی سارا جہان  
چلا جاتا ہے پہل یہ ملک و دیار  
غرض لکھنو ہے وہ خلدیرین

وکر انقلاب زمانہ و تباہی لکھنو غم افزاے خویش و بیگانہ

کہہ جیتے ہی بے ہوش ہون میں را  
کہ ہے لکھنو کا بڑا سب کو غم  
خطاب اجڑا کس طرح اسکو ملا  
کیا اسکو برباد افلاک نے  
خزان کر گئے بے نشان سب شجر  
کہ راحت کبھی اور سنج ہی کبھی

بدہ ساقیا وہ مئے غم فزا  
کردن ہوش میں اگے پر کچھ رقم  
یہ کیا پیے تھا اور اب کیا ہوا  
گلستان خوبی ملا خاک میں  
جہان گل تھے وان خارا کی نظر  
ہے دنیا کا سب کارخانہ یہ ہی



لیاد مین سرکار نے لکھنو  
 ہوئے پہر تو معزول واجد علی  
 وہ واجد علی شاہ جنکا بیان  
 اوسے دم چراغ خوشی گل ہوا  
 ہوا ایک سکتہ کا عالم تمام  
 پہر آخر کو وہ کہل ملی پڑ گئی  
 ہوا دست بردی کا وہاں وہ مرا  
 کڑوڑوں گئے خورد و بردین ہا  
 مفصل لکھون گر تو فرصت کہا  
 غرض تہ کو یہ حکم حاکم ہوا  
 سوالا کہہ گا پہر مہینا کیا  
 ہوا اونکی پیچھے وہ کھرام عام  
 لکھون اوس قیامت کا گرجا  
 گئے شاہ کلکتہ بادل فگار

ہوا قبضہ انگریز کا چار سو  
 جو تھے شاہ وہاں کے مجسم خوشی  
 کیا مین نے اوپر صبد این و آن  
 ہنسنا گل نہ وہ شور ببل ہوا  
 کیا گردش چرخ نے اپنا کام  
 کیسکو کیسی نہ سہ ہی رہی  
 پڑا ہاتھ جو جسکے وہ لے گیا  
 خداون کیسکو نہ ایسا دکھائی  
 بنے گی کتاب اور اک بے گمان  
 کہ کلکتہ مین جا کے لو آسا  
 اونہیں لکھنو سے روانا کسا  
 قیامت پہی کسرتی تہی دسکو سلام  
 تو زبرد بر سوئے ارض و سما  
 الم دوشس پرآہ لب پر نزار

ملا سرج شامین او کو مکان  
 گذاری و مان بھی بصد غرض  
 ہوئی بد چندی وہ ہی تھا پہ  
 کہ صدا ہنگام کو بیگم کیا  
 بنایا پڑا چڑیا خانہ و مان  
 وہ لالون کی جنگ اور فتح و مثال  
 و فتح سی مرغونکی پالی تہیات  
 وہ بلبل خوش الحان اور خوش بیان  
 وہ سو ہی پہاڑی تہی کیا لال لال  
 وہ مینا نہیں بنگالہ کی خوش بیان  
 وہ چیتے کہ جب چیت لوٹیں اکبیا  
 وہ طاؤس عنقا بزرگ سفید  
 وہ شیر سرازیر دست تھے  
 وہ آہو کہ وصف او کی لکھے نجائیں

رہی جا کے جبور وہ نیم جان  
 کہ ہر جا خدا او کا تھا نگہ بیان  
 لگے عیش و عشرت کی پہر ہوئی  
 رفع اس طرح دل سے پہر غم کیا  
 لگے لوگ چڑیا نے بھی بیگان  
 صفت میں تہی او کی زبان لال لال  
 کہ کانتی سے خجالت کر دی سکوتا  
 فقیر ہو کے گل چوڑوی گلستان  
 ملے سرخ روی کا اون سے مال  
 پکڑتی تھیں انسان کی وہ زبان  
 تو سوا آہو کا دم میں لائیں شکار  
 کہ تلاشی او کے ہیں سب نا امید  
 کہ دیواون کے آگے پست تھے  
 کہان میں وہ انکھیں جو دیکھ کر کو پنا



وہ گہوڑہ ولایت کی تھے بیہا  
ہزاروں طرح کے تھے وہ جانور  
غرض خیر کی روز افراط تھی  
قرضدار رہی لگے بی حساب  
کہا کیا کریں ہم بھی ناچارین  
کیا قرض سرکار نے پہرا دیا  
کہ انکو نہ قرض اگی دینا کوئی  
اسی طرح گدا کے چند سال  
یکایک پہراوس گھر میں مل پڑی  
خرابی ہوئی پھر بحال خراب  
قرضخواہوں نے گہیرا جب انکر  
کیا دیا ان کا سرکار نے انتظام  
یہ ٹہری کہ نیلام ہو کارخانہ بھی  
کیا چڑیا خانہ کا نیلا جب

کہ قدمو نہ تھی اونکو دولت خدا  
کہ جان جہان ہوئی خوش ویکہر  
نرسنا تھا ہاتھ اونکا خالی کہی  
گو نرنے مانگا پہرا ونسے جواب  
کہ صرف ضروری ہی لیا  
پر آئندہ کو حکم یہ ہی دیا  
جو دینا تو مجھے نہ لینا کوئی  
پہرا آخر ہوا اون کا وہاں انتقال  
نہ وہ شہر رہی اور نہ شاہنشاہی  
ہوا حال پس ماندہ کا پیر عذاب  
تو ورثا کے پہرا بنی جان پر  
ہوا وارثوں سے نہ انجام کام  
اوا قرض خواہوں کا ہوا جس ہی  
تواوڑ کر کے آئے خریدار سب

<p>کسی کی چلی جان چون چیرا          لیا جس نے ارزان خوشحال ہوا          بولائے جو وارث تھے برناو پیر          جو حقدار تھے او کو بخش دیا          اوٹھا اسکے جاتے ہی شور و شور          ہے یکسان نہ اس میں گدا و شاہ          فنا سب کو ہے اور او کو بقا</p>	<p>مگر مول میں کوڑیوں کی بکا          اس طرح سب مال یا مال ہوا          ہوئے پہر ہی سرکار ہی دست گیر          جو فاضل تھے او کو تو خارج کیا          غرض ایک دم تھا سارا ظہور          یہی کارخانہ ہے دنیا کا آہ          رہیگا سدا نام نامی خدا</p>
--	--

### بیان حال پر ملال سر دہنہ ضلع میرٹھ

<p>کہ پانی ہو جس سے مٹی پیرنگال          کہ نام اسکا سب نے ہی دارور کہا          سنیگا جو کوئی وہ سر دہنہ گا          بہار اس پہ قربان ہر بار تھی          فراموش کتے تھے او کو لاشیر          تو مورد غنا یا ت سرکار تھے</p>	<p>پلاسا قیا بادہ کہتے سال          دوا دم کی ہو میری اکدم ذرا          مجھے حال لکھتا ہی سر دہنہ گا          ریاست عجب یہ پہی گلزار تھی          تہہ اک صبا او سوقت میں نامور          بہادر جو مشہور بسیار تھے</p>
---	--



کہ اس سے اونہیں بہہ رست ملی  
 تھا مشہور نام اونکا سامڑیں  
 تھی اک بیگم نامی ابن رئیس  
 وطن اونکا کوتاہ اک قصہ تھا  
 تھا زبیب النساء اونکا مشہور نام  
 کسی ڈھبے صاحب بیجا پیام  
 مقدر میں تھا اونکا جوڑا لکھا  
 ہو میں پر تو عیسیٰ بیگم بدل  
 اوایل میں مذہب تھا اسلام کا  
 ہوا مذہب عیسائی پر اعتقاد  
 ہوئی پر تو دولت کی شاد مہی ہا  
 کیا اگے پر سر دہنہ میں مقام  
 پڑا بعد مدت کے اک تفرقہ  
 بہہ ہیں گردش آسمان کی فتنہ

کی مدت اونہوں نے یہاں محکم  
 مگر کہتے شہر و تہے اونکو رئیس  
 بڑے گھر کی تھی اور مزاج نفیس  
 شرافت کا بھی اونکو وہاں چھٹیا  
 خدا نے دیا پہرا وہیں حشام  
 گیا پاس بیگم کے وہ لاکھلام  
 تو بیگم نے منظور او سکو کیا  
 گئیں جا کے صاحب دہلی میں  
 کیا ورد عیسیٰ کے پہر نام کا  
 کیا جان و دل سی مسیحا کو یاد  
 بند با عیش و عشرت کا خوب ہی کام  
 ریاست کا خوب ہی کیا انتظام  
 کہ بیگم سے صاحب ہوئی پر جدا  
 کہ انسان کو چکراتا ہے بالضرور

گئے وہ کسی کارسرخار پر  
 مگر وقت حضرت اونوں نے کہا  
 کرے گی یہ برسوں تک انتظام  
 کسی جا پہ اونکا ہوا انتقال  
 پراقبال بیگم وہ پاور ہوا  
 وہ برسوں گذاری یہ الضاف جہ  
 ہوئی پھر تو تعظیم دربار میں  
 کیا مال کا دل سے وہ انصرام  
 کیا فوج کو پہی وہ آراستہ  
 اور عیسائیوں کا بڑا یا وقار  
 بڑے عہد عیسائیوں کو دئے  
 سوان کے وہ عمدہ تھی اہل کار  
 بنایا وہ گرجہ عجب شان دار  
 عمارت وہ او سکی عجیب و غریب

نہ پھر سروینہ آئے وہ اپنی گھر  
 کہ بیگم کو سب راج سمجھتے دیا  
 بنے گا میرے نام سے اسکا کام  
 ریاست میں سب کو ہوا اک مال  
 کہ صاحب سی ہی نام برتر ہوا  
 کہ سرکار نے بھی کہا واہ واہ  
 بیڑا رتبہ بیگم کا سرکار میں  
 کہ لاکھوں کی آمد ہوئی لاکھوں  
 شریفوں کو سب و سمن بہر تہ کیا  
 ہوا راضی بیگم سے پروردگار  
 کرمی قدر اور کار عمدہ لئے  
 کہ ہے اونکی اپنا تک بہت یادگار  
 نہیں اوسکا ثانی کہیں زینہار  
 نہیں ہندو میں ہی بسید و قریب



ولایت میں بھی شاید ہوگی نہیں  
 وہ کوٹھی جو ہی سردہنہ میں بنی  
 وہ کرسی ہی اوسکی عجب شاندار  
 السیطرح دہلی کی کوٹھی بلند  
 اور اوس سے فزون کوٹھی میرٹھ کی  
 نہ تھی جب کہ اولادِ یگم کے گھر  
 کیا اوسکو بعد اپنے قائم مقام  
 ریاست میں وہ عمدہ تھی اہل کار  
 ہماری نانا تھی وہاں ہمنشین  
 تھا اون کا بھی رتبہ بڑا بڑا  
 عنایاتِ یگم تھی اون پر سوا  
 اور افواج میں ہی سب اشراق تھا  
 اور عیسائیوں کی تو بیگم تمام  
 کلان عہد ہی سب اونکو ایسے وئے

نہیں ہی نہیں ہی کہیں ہی نہیں  
 تو لا کہوں کی لاگت ہی اوسمیں لگی  
 بلند ہی پر اوسکے فلک ہے نثار  
 کیا اوسکو بھی آسمان نے پسند  
 بنی ایسی ہی وہ نہیں دوسری  
 بنا ڈیوڈ ایس کو تخت جگر  
 ریاست کا وارث کیا لا کلام  
 کہ ہے اونکی اب تک وہ ہی یادگار  
 تھی رشتہ میں ڈایس کی بالیقین  
 ریاست میں عامل کیا اونکو تھا  
 بڑا رجب اون کا ریاست میں تھا  
 کہ ایک نام کو ہی نہ اجلاف تھا  
 قدر دان تھی ایسی کہ اب تک تمام  
 کہ ارمان پورے سب اونکی کے



بدل پرورش او کی منظوری  
غرض چہاونی و ہانگی گلزار تہی  
نکھوار بیگم کے بے غم تہی سب

اور ہر کام او کے سہی مسرور تہی  
بہار او سپہ قربان بیار تہی  
اور ہر مہربان وہ او دہر سب پر

بیان انقلاب روزگار و درہم برہم ہونا ریاست بیگم صناعی

پلا ساقی مجھ کو مئے غم تراش  
نہیں کیسان رہتا زمانہ سدا  
ہوا باہمی رنج و یوڈ کے ساتھ  
پدر او سکا ہی شامل او سکی ہی تھا  
ہوا دشمن جان و ہ سخت جگر  
او سی غصہ بین اکی بیگم نے جیا  
کہ جب تک ہوں زندہ میں مالک ہوں  
یہ سنتے ہی ڈیوڑنی مانگی مٹا  
گیسٹن پر و بارہ وہ سرکار بین  
تھے جبریل و یان ایک عالم مقام

کہ دل اب ہر اوس سہی میرا پیش پیش  
ہی اسکا ہمیشہ ہی خاصا  
کہ بیگم نے اوس سے نہ پر کچھ کی بات  
کہ دونوں سے رنج ہو گیا اب سوا  
کہ بیگم نے جسکو کیا تھا پس  
ریاست کو سرکار میں لکھ دیا  
پس از مرگ سرکار کو میں بیٹہ و ن  
ہوا اوس سہی بیگم کا دل خاصا  
ملہیں جا کی دہلی کے دربار میں  
اونہیں کہتے تھے لونی اختر عوام



# واقعہ شور صاحب

افسوس جہان سزوست کیا کیا نہ کئے	اس باغ سے کیا کیا گل سنا نہ کئے
تہا کون سا نخل حسنے ویکہی خزان	وہ کون سی گل کہے جو مر حسانہ کئے

مشرع جارج پیش صاحب شور زمیندار پر چند پورا افسوس کا مقام ہے کہ ۲۴ فروری ۱۹۴۷ء کو وہ تین دن میں بیمار ہو کر گھر سے عالم جاودانی ہوئے۔ تمام شرفاء، شہر میرٹھ عموماً اور شعرا سے نامدار اور زبان دان عالی وقار کو خصوصاً اس پر گزیدہ صفات کا وہ قلعہ ہوا کہ تحیر کے انداز سے باہر ہی خندہ روی خوشمزاجی خوش خلقی میں یہ تاوردہ روزگار عظیم المثال تھا۔ شعر گوئی شہری فصاحت بیانی۔ طلاقت لسانی میں اپنا آپ ہی نظیر تھا۔ ہندوستانی وضع و پسند تھی۔ رتھ کی سواری بہت مرغوب تھی۔ اراکین اور عابد شہر سے دور اور برتاؤ تھا ہندو اہل اسلام سے ملنا قیدی شمار تھا۔ بند ضبط نے جو قطععات تاریخ وفات تحریر کئے ہیں ورج ذیل ہیں۔

## قطععات تاریخ سنہ ۱۳۷۰ عیسوی

حضرت جارج پیش صاحب شور	رفت ہستی بسوی عقبی ہندو
------------------------	-------------------------

بادن مرگ استخوانش خرو  
 تنگی گوردست و پاش فشر  
 جاسے می خورد و جرمہا سے ورد  
 شاعر نکتہ سنج شور پور ۹۴

جیف صد جیف کردہ در یکدم  
 خواب گردید آن تن آسانی  
 بادل زار این خرابہ و ہر  
 نعرہ وائے می بر آید ضبط

### ایضاً

گشتہ در لمحہ بے نشان آوا سے  
 شور بر خاست از جہان گواہی ۹۴

شاعر خوش خیال شورای ضبط  
 از دل خلق این ندا آمد

### دیگر

جوش آہ و فغان سے شور ہوا  
 وائے خصب جہان سے شور ہوا ۹۴

مرگ می جارج پیش کے ہر سمت  
 ضبط پر پیٹ کر سخن بولا

### دیگر

زندگی پر ہر کس کا زور چلا  
 چار سو شور اوٹھا کہ شور چلا ۹۴

میر گیا جارج پیش شورای ضبط  
 دہلوزن ماتھون چوڑ کر دنیا

### قطعہ تاریخ



زندگی پر ہے کس کا زور چلا  
چار سو شورا اٹھا کہ شور چلا

مر گیا جارج پیش شور اسے ضبط  
دونوں ہاتھوں سے ہوڑ کر دنیا

### قطعات تاریخ سنہ ہجری

آج رخصت ہو گیا واحسرتا  
موت تو نے کیا کیا واحسرتا  
اُس کا نام ملے ہوا واحسرتا  
ساتویں ہے شہنوی واحسرتا  
ماں بے بھان سے چلے یاد واحسرتا  
نام ہی باقی اب رہا واحسرتا  
ہے جہان دار فنا واحسرتا  
شور دنیا سے چلا واحسرتا

شاعرِ دی علم ستر جارج پیش  
سائنس لیتے تک کی نہیں فرصت بندی  
پانچ دیوان جسکے شایع ہو چکے  
تھی چھٹے دیوان کی فکر الطباع  
شرفہم و شعر گوے و شعر خوان  
پیر تھا لیکن طبیعت تھی جوان  
زندگی کا پکڑ نہیں ہے اعتبار  
موت کا اسے ضبط سر کاٹے کوئی

### دیگر

شاعرِ دن کو ہوا کمال محن  
مر گیا واسے بادشاہ سخن

شور کے مرنے کی خبر سنکر  
ضبط آتی ہی ہر طرف سے صدا

دیگر

حسرتا نقد جان برگ سپرد

شاعر نکتہ فہم شورائے ضبط

گفت تاریخ شور شاعر مرد

عیش بیدل شدہ ز حسرت و غم

دیگر

پائے اے ضبط شدہ لبوے گور

شور شیرین کلام بادل تلخ

واقعہ جارج پیش صاحب شور

لب جان ازالم ہے گوید

تاریخ

مالک ملک سخن طبعش بزور

جارج پیش آن شوخ با کمال

کنز پیش مار بوسد پائے مور

عادل و باذل دلاور جسم دل

استراحت کرد در آغوش گور

روز جمہ بیت و دویم فروری

اہل عالم کرد با تم شور شور

سال رحلت عیسوی ہوش و آغ

تاریخ - اکملو اہب العطا یا - اس شور نے کیا مزہ چکھایا - سبحان اللہ اس قادر

یچون نے اپنی قدرت کاملہ سے باغ جہان میں کیسی کیسی رنگ برنگ کی بھون بید کی

پھر اوپر ہزار جہان سے بلبلو نکوشید کیا اور انکی طرف از شور سے عاشق مزاجان نگرین مزاج کو



مزور کیا۔ اب ایک عجیب خیر اور حیرت انگیز نیرہ واقعہ ہے کہ مسٹر جارج پیش صاحبانہا متخلص  
 جسکے شعر و سخن کا زمانہ میں شعور ہے۔ زیادہ تر تو یہ عجیب ہے کہ صاحبانہا موصوف یورپین سپر  
 اروزبان کی محاورات گنہاؤ۔ اور عروس مضمون کا شعر و سخن سے بناؤ۔ اور طبیعت کا لگاؤ۔ اور  
 وہم خیال سے باہر ہے جسکی پوری کیفیت کا اظہار کرتا گویا دریا کو کوزہ میں بند کرتا ہے صاحب  
 موصوف کے چہ دیوان اور ایک شہنوی ہے۔ جسکی ہر سطر نظم نثر یا کی لڑی ہے فن شاعر کا کوئی دقیقہ ذو  
 گذاشت نہیں ہوا۔ جناب سیم صاحبہ۔ جب کا تعلق ایسے ذی فہم مکتبہ نسخ سی ایک مدت مدید تک رہا ہے  
 کیونکہ نہ صحت کا اثر ہو یا کمال ذوق شوق سے بھی مد نظر ہو کہ چہا دیوان اور شہنوی جو زیر طبع ہے  
 عاری ہے۔ طبع ہو کر شاید سمانی کا ہر خاص عام کو جلوہ دکھائے شہنوی کیا ہے گویا صاحب  
 موصوف کی سوانح عمری کا ایک مختصر فوٹو ہے مگر افسوس کہ ناتمام ہے۔ جواب زیور طبع سے  
 راستہ ہے جسکی خوبی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے صاحب موصوف کی رحلت کا مختصر حال  
 یہ ہے۔ کہ تقریب شادی بتاریخ ۱۶ فروری ۱۹۹۲ء بندوبست خانہ جناح میں ہو سکتا تھا  
 بہادر بمقام ڈپٹی تشریف لیگئے وہاں ایک ہفتہ تک قیام کرنے کا اتفاق ہوا۔ اسی اثناء میں روٹیکر پیدا ہوا  
 چنانچہ اسی حالت میں ڈپٹی سے بتاریخ ۱۶ فروری ۱۹۹۲ء میرٹھ کو مراجعت فرمائی۔ پھر علاج کیا  
 مگر علاج رہا۔ بقول شخصیکہ مرض بڑھتا گیا چون چون دوا کی بتاریخ ۲۲ فروری ۱۹۹۲ء کو اس کے انتقال  
 عالم جادوا کی کو رحلت فرمائی۔ دیوان شہنوی یادگار اناام ہے جس سے زمانہ میں نام ہی اور ہمیشہ  
 رہیگا۔ شعر و سخن سے زمانہ میں رہتا ہے نام۔ بس اشتقاقی سے تحقیق کلام۔





## تاریخ

اے خدا تیری حکمت و قدرت قربان تیری بے نیازی کے شاکہ تصدیق تو عجب قادر توانا ہے  
تو عجب نامیوس ہے تیری خدائی کے راز کیسے سمجھیں نہ آئے تیرے رموز اسرار کیسے نہ پای کل حقائق

آج وہاں خزان ہی چاردن ہو جو شاد و خرم تھا آج وہ حیران و پریشان ہے کہیں کچھ رنگ ہی کہیں کچھ  
سامان ہی عجب قدرت و عجب شان ہی یا وہ دریا کے غم ابر کرم مجمع جو داتم اخلاق مجسم بحر نوال بدر کمال  
صاحب جاہ و جلال نازک سخن محاورہ دان فصیح بیان سخن نگار یادگار دیار غربت حشیدہ ہمز مشطایع عشر  
صاحب سر رونق بزم امارت و سخندانہ تھا چرخ انجمن قد شناسی قدر دان فی تہا یا اوتکی مفارقت کا داغ  
ہمارے جگر پر ہے اور اوتکی رحلت کا الم دل پر چمن کے تخت پر جسدِ شہ کل کا تجل تھا ہزاروں  
کی فوج تھی ایک شور تھا غل تھا۔ خزان کی دن جو دیکھا کچھ تر خار گلشن میں۔ بتانا باغبان رورو  
یہاں غنچہ تھا یہاں گل تھا۔ ۲۲ فروری ۱۹۷۲ کو جب یہہ منجاب برج شوکت جاہ غریب میں آیا اور اس

جہاں فانی سرحلت کی عیش احباب منتض ہو ابزم شعر و سخن برسم ہوئی مینی بخند این دل کو تھا ماور صبر کرنا چاہا لیکن  
کی طرح تسکین کی صورت نظر نہ آئی تب میری محرومہ مکریمہ صاحبہا دلچسپی مکرمت سے ارشاد فرمایا کہ یہی پر شاہ صاحب  
یہاں در کا پھندا دیوان (شور قیامت) اور ایک قنوی اردو زبان کی جو زیور طبع سے عاری ہی اوسے درست کر کے  
چھپوا دو تاکہ تمہارے اقا سے نامدار کے روح سے خوش ہو اور تازہ یادگار باقی رہے چونکہ یہہ عاصی جی ہیں  
ولد سالگرم قوم مہاجن ساکن قصہ بر نادرہ تحصیل سرودہ ضلع چھ بیا لیکس برس سے ملازم اسی دیوان کا خط  
جنگو باوجود کم استعادی و کم ساتھی و کم فرصتی بکمال ماموریت و حضوریم صاحبہ کے ارشاد کے تعمیل فروری ہوئی  
اور بہت سعی و جالتقتیانی سے بیسے دیوان اور قنوی کو ترتیب دیکر طبع کرایا پچھان دی ہوئی ہے  
آرزو ہے کہ اگر کہیں غلطی ہو معاف فرمایاں۔

و

معرفت شیخ کلن صاحب کے نام نامی مطبع ہاشمی میں طبع ہوا۔ بھگت ناکشرم عبد رزاق











